# کربلا، امام زمانہؑ
# اور
# ہماری ذمہ داریاں

تقاریر:
علامہ صادق حسن آف آسٹریلیا

ترتیب:
آنسہ معصومہ بتول

# کربلا، امام زمانہؑ

اور

# ہماری ذمّہ داریاںؑ

# کربلا، امام زمانہؑ

اور

# ہماری ذمہ داریاں

تقاریر

علامہ صادق حسن آف آسٹریلیا

ترتیب

آنسہ معصومہ بتول

کتاب : کربلا امام زمانہؑ اور ہماری ذمہ داریاں

مؤلف : علامہ صادق حسن آف آسٹریلیا

پیشکش : علامہ ریاض حسین جعفری فاضل قم

مرتبہ : آئمہ معصومین سیل

اشاعت : 2009ء

پروف ریڈنگ : غلام حبیب

ہدیہ : ▬ روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین لاہور

الحمد مارکیٹ۔ فرسٹ فلور۔ دکان نمبر ۲۰

اردو بازار لاہور ۔ 042-7225252

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

فون: 042-5425372

ایک نظر
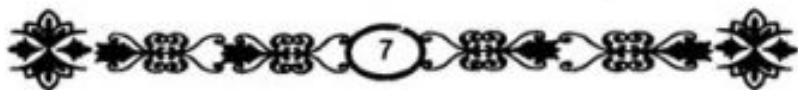
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## مجلس اول

وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ (سورہ بقرہ، آیت:216)

''اے ایمان لانے والو! کبھی ایسا ہوتا ہے کہ تمہیں ایک چیز بہت اچھی لگتی ہے۔ تمہارا دل کرتا ہے کہ یہ تمہیں مل جائے اُس کو چاہنے کے لیے تم دعاؤں پر دعائیں کر رہے ہو، لیکن وہ تمہارے لیے نقصان دہ ہے، تمہارے لیے بُری ہے۔ تمہارے لیے آگے چل کر اس کے اندر کوئی نہ کوئی خرابی ہے۔ وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز تمہیں قطعاً پسند نہیں ہوتی اور تم اُسے مکروہ سمجھتے ہو، لیکن وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِسی چیز میں تمہارے لیے کوئی خیر کوئی بھلائی اور کوئی بہتری ہوتی ہے۔

قرآنِ کریم کی یہ آیت اِن تمام مجالس میں تلاوت نہیں کی جائے گی۔ میں کوشش کروں گا کہ تقریباً ہر مجلس میں قرآن کی ایک مختلف آیت تلاوت کی جائے، تا کہ جو پیغامات ہیں وہ آپ تک پہنچاتا رہوں اور بات بالکل واضح ہو جائے کہ قرآن میں صرف ایک جگہ ہی نہیں آیا بلکہ بار بار قرآن نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

### پیغام (Message)

پیغام جس عنوان (Subject) کے ''تحت کربلا، امام زمانہؑ اور اِس سے متعلق ہماری ذمہ داریاں'' یہی دو چیزیں ہیں وہ یہ ہیں کہ آج کے زمانے میں سب
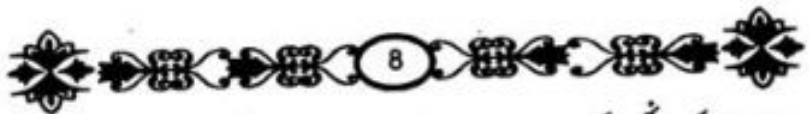
سے زیادہ شک انھی کے بارے میں پیدا کیے جارہے ہیں۔ کربلا اس انداز سے نعوذ باللہ پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے یا اپنا تجربہ کیا جاتا ہے کہ جس سے آخر میں یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام حسینؑ شہید ہوئے باقی سب غلط اور وہ لوگ یہ بھی نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہوسکتا ہے کہ پچاس سال بعد یہ کہا جائے کہ یہ روایت تھی، مستند یا قابلِ اعتماد نہیں تھی اور زمانے کے امام کے بارے میں کربلا کی تاریخ کا اثر ہے۔

زمانہ کا امام تو وہ کتا بچہ ہے جو نئی نسل میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھا۔ وہاں تو اس سے بھی زیادہ شک کیے جائیں گے۔ یہ آج ہماری پہلی مجلس ہے کہ اس میں موضوع کا خالی تعارف ہو لیکن یہ دو جملے جو میں نے کہے تھے یہ اس لیے کہ یہ موضوع یہ عنوان کیوں منتخب کیا گیا؟

## انٹرنیٹ ایک حقیقت

اب آیئے پہلے میں اک چھوٹے سے واقعہ کا تذکرہ کروں جو مجھے بہت زیادہ مل رہا ہے۔ آج کل یہ انٹرنیٹ ایک ایسی چیز ہے، مجھے معلوم ہے کہ میری یہ ساری مجالس بہت سے لوگوں کو دل ہی دل میں یہ کہنے کا موقع دیں گی کہ معلوم ہوگیا تا کہ مولانا انڈیا یا پاکستان سے آئے ہیں۔ کتو میں کامینٹ دیکھیے انٹرنیٹ کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں۔

## جو کھائے وہ پچھتائے جو نہ کھائے وہ بھی پچھتائے

نہج البلاغہ میں میرے مولاؑ نے بیوی کے بارے میں جو کہا کہ انسان کا شریک حیات ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بغیر بھی انسان نہیں رہ سکتا، اُس کے ساتھ بھی نہیں رہ سکتا۔ ہمارے ہاں کہا جاتا ہے کہ دور کے لڈو ہیں جس نے کھایا وہ بھی پچھتایا جس نے نہیں کھایا وہ بھی پچھتایا۔ جس نے اپنے آپ کو انٹرنیٹ پر نہ بٹھایا وہ بھی محسوس کرے گا کہ میں نے نقصان کیا ہے۔ زمانے کے ساتھ نہیں چل رہا ہوں، سوسائٹی سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ اور جس کے پاس انٹرنیٹ کا کنکشن ہے اور اُس نے اپنے بچوں کو اُس کے
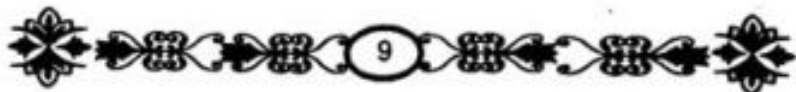
سامنے بیٹھا دیا تو اس کا نتیجہ سامنے آ جائے گا۔

## میڈیکل سائنس اور انسان

میڈیکل سائنس کے حوالے سے جو ایسی بیماریاں ہیں کہ جن کا علاج بھی نہیں ہے۔ جو انسان محتاط انداز سے زندگی گزر رہا تھا اُس وقت اُس کا کوئی نقصان سامنے نہیں آیا تھا۔ بنیادی مراحل میں تو یہ چیزیں اور ان کا نقصان سامنے نہیں آتا ہے۔ آدمی سمجھتا ہے میں ہمیشہ جوان رہوں گا۔ میں ہمیشہ صحت مند رہوں گا جو بھی میرا انداز زندگی ہے جیسا بھی ہے، خوراک جیسی بھی ہو پیزا کھاؤں یا برگر ہمیشہ جس طرح آج ہوں اسی طرح ہمیشہ رہوں گا۔ بعد میں جا کر اُس کو شوکرنا پڑتا ہے اس کمپنی کے خلاف۔ بنیادی مراحل میں تو کسی قسم کی خرابی انسان کے سامنے نہیں آتی۔ لیکن جب رزلٹ سامنے آئے گا تو وہ بھی کہے گا کہ میں نے غلط کیا جس نے اپنے آپ کو زمانے کی تمام چیزوں سے دور رکھا وہ بھی کہے گا میں نے غلط کیا اور جو اس میں حد سے زیادہ کھو گیا۔ اُس نے بھی غلط کیا یہ باتیں بعد میں آئیں گی۔

## امامؑ کا ظہور کب ہو گا؟

آج میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ میرے پاس ابھی تقریباً میرا آدھا میل بوکس (Mail Box) آج کل اپنی میلز سے بھرا ہوتا ہے کہ جس میں موجودہ حالات کے اعتبار سے یہ غور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ بس اب امامؑ آنے والے ہیں۔ شاید آج آ جائیں شاید کل آ جائیں، دعا ہماری یہی ہے لیکن جس طرح سے لوگ ایک دم کنکلوزن پر اچھل رہے ہیں (Jump) کر رہے ہیں اور اس میں جو خطوط (Mail) میرے پاس آتے ہیں اُس میں حوالہ (Refernce) بھی میری پرانی مجالس کا ہوتا ہے۔

حیدری میں میں نے تو بہت کم مجلسیں پڑھیں اور جو پڑھی بھی ہیں تو کبھی موت کا موضوع بنا تھا، کبھی قبر کا۔ اس دفعہ بھی میرا ارادہ یہ تھا کہ موت کے موضوع کا دوسرا حصہ
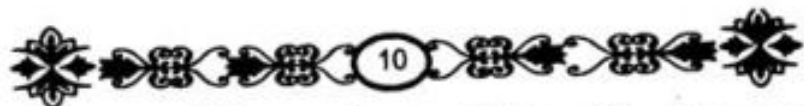
(Part II) آپ کے سامنے پیش کروں۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلی رات ہم نے ملک الموت کو بلایا تھا اور مومن کو قبر میں پہنچایا تھا۔ اب وہ قبر میں کس طرح سے رہے گا۔ قیامت میں کس طرح آئے گا۔ جنت میں جائے گا کہ پہلے جہنم میں۔

لیکن لوگوں نے ہاتھ جوڑ دیے تھے کہ مولانا اُس وقت آنکھوں کی نیند اُڑ گئی تھی۔ کم از کم ایک اچھی نیند سو لینے دیں اس لیے کہ دن بھر ایسے خیالات آتے رہتے ہیں۔ سارا دن پریشانی میں گزرتا ہے۔ مسلمانوں کی حالت دیکھ کر رات تو ہماری ٹھیک سے گزرے۔ چنانچہ میں نے اس گذارش کو قبول کیا ہے اور یہ موضوع ابھی کسی مجلس کا نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آخر آخر میں ہو جائے۔

اچھا! اب آیئے کہ میں بات کیا کر رہا تھا۔ یہ میری وہ مجالس جو حیدری میں اپنی کسی وجہ سے میں نہیں پڑھ سکا لیکن ساری دنیا میں اس موضوع پر تقریباً 30 سال سے گفتگو کر رہا ہوں اور آخری دو تین سال ایسے ہیں کہ یہ باتیں بہت تیزی کے ساتھ ہماری آنکھوں کے سامنے آرہی ہیں۔ مثلاً کل رات کو میں جب ایئر پورٹ پر بیٹھا تھا اور میں نے فقط اپنے میل باکس کو اس لیے چیک کیا تھا کہ کوئی ضروری( Urgent Important) میل تو نہیں تو اس میں بھی ایک میل تھی کہ مولانا یہ دو چیزیں، آپ نے ایک دفعہ یہ روایت پڑھی تھی۔ میں بار بار اپنا نام نہیں لے رہا ہوں۔ سب نے ہر ایک نے بہت ساری کتابوں میں بھی پڑھا اور انٹرنیٹ کی بہت ساری مجلسوں میں بھی سنا اور ہمارے بزرگ بھی یہ باتیں بتاتے آئے کہ جس سال امامؑ ظاہر ہوں گے تو اس سے پہلے والے رمضان میں دو گرہن ہوں گے ایک سورج کو اور دوسرا چاند کو۔

جو گزشتہ رمضان تھا اس کے اندر یہ علامت کسی حد تک پوری ہوگئی۔ میں نے کہا کہ ہم نے یہ سنا ہے کہ جس سال امامؑ ظاہر ہوں گے کہ محرم کا پہلا عشرہ اور نوروز یہ ایک ہی سال آجائے گا۔ یہ آخری سال کے محرم میں ہو چکا ہے۔ کہا کہ ہم نے ظہور کی نشانیوں کے اندر پڑھا ہے کہ بغداد اس انداز سے تباہ کیا جائے گا اور بغداد میں جو
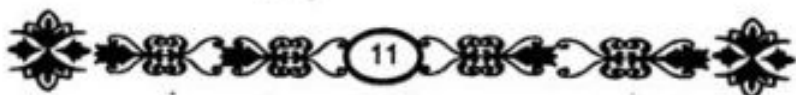
آگ بلند ہوگی اور کوفہ اور نجف کے اندر قتل و غارت ہوگی، وہ ساری چیزیں جس کی تفصیل میں نہیں بتا رہا ہوں لیکن بہت تفصیل کے ساتھ نجف اور کوفہ کی قتل و غارت (Killing) کا تذکرہ ہوا اور پھر یہ بغداد کی تباہی و بربادی۔ یہ امامؑ کے ظہور کی بہت اہم نشانی ہے۔

کہا کہ یہ سب ہمارے سامنے آگئی ہیں۔ ظہور کی ایک علامت تو بغداد سے متعلق یہ بھی ہے مگر وہ کم پڑھی جاتی ہے کہ بغداد میں نیلی آنکھیں رکھنے والے انسان داخل ہوں گے۔ اُسی سال کسی وقت بھی امامؑ زمانہ کا ظہور ہوگا۔ اُس کے بعد آپ کو اس موضوع پر میری پہلی تقریر ملے گی۔

یہ تقریر 76 منٹ کی ہے۔ اِس کے اندر بھی یہ سائنز (Sigins) ہیں جو میں بتا رہا ہوں۔

## ملکی تباہی

بقایا مختلف ایشیائی مراکز کس طرح سے تباہ ہوں گے اس کا 23 میں تذکرہ ہے۔ یہ تیس 23 اگر میں بتاؤں تو اس میں 23 منٹ گزر جائیں گے تو پھر میں مجلس کیا پڑھوں گا۔ صرف دو باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مثلاً وہ ای میل میں آ گیا۔ ابھی سائن آف ظہور جو ابھی پورا ہوا وہ یہ تھا کہ خَرَابُ السِّنۡدِ مِنَ الۡھِنۡدِ۔ یہ سندھ علاقہ ہے پاکستان کا۔ یہ علاقہ تباہ ہوگا مِن الہند انڈیا سے۔ اب آرمی بھیجی جائے گی یا کوئی انڈر گراؤنڈ قسم کی سازش یا تباہی ہوگی۔

## انڈیا

اس کی حدیث میں کوئی تفصیل نہیں ہے۔ خَرَابُ الۡھِنۡد۔ انڈیا پر تباہی آئے گی بربادی ہوگی۔ انڈیا پر یعنی ہند تباہ ہوگا۔ وَخَرَابُ الصِّیۡن اب تیسرا جو جملہ ہے اس حدیث کا وہ کسی نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ وَخَرَابُ الصِّیۡن یہ جو چین ہے اس پہ کون حملہ کرے گا؟

حدیث میں ہے کہ ایک ایسی بیماری آئے گی جو کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گی اور اس کے نتیجے میں یہ جو علاقہ ہے اس پر اثر ہوگا۔

اگرچہ میں اپنے بارے میں بتاؤں کہ پانچ مہینے ہوگئے ہیں کہ میں اپنے وطن سے باہر ہوں اور جہاں جہاں جاتا ہوں ہر گلی محلے میں آسانی کے ساتھ نہ انٹرنیٹ ملتا ہے، نہ ٹیلی ویژن ملتا ہے اور نہ اخبار وغیرہ اور بہت ساری جنرل چیزیں جس کے بارے میں عوام مجھے آگاہ کررہی ہے۔

سنا ہے کہ آج کل کوئی ایسی بیماری پھیلی ہے جو چین یا ہانگ کانگ سے شروع ہوئی ہے اور اتنا بڑھ گئی ہے کہ لوگوں نے کہا مولانا ہم ٹورنٹو جا رہے ہیں۔ میں نے کہا: جایئے ٹورنٹو۔ اُس نے کہا: ابھی چلے جایئے ہماری جان تو چھوٹ جائے۔ خیر یہ تو ہر آدمی کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے۔

## ظہور سے قبل چاند گرہن لگیں گے

گرہن لگیں گے اس رمضان میں، نوروز کا عشرہ جو اس عشرہ سے پہلے والا محرم بغداد کا۔ یہ جو باہر والے لوگوں کا بغداد میں داخل ہوتا اور یہ چین کے علاقہ میں بیماری کا پھیلنا یہ ساری باتیں وہ ہیں جو دنیا کی سیاست رکھتے ہوئے ہمارے سامنے آرہی ہیں تو نتیجہ اُس نے یہ نکالا ۔

اس کے بعد ایک اور سائن آف ظہور (ظہور کی علامت) ہے جو بڑی تفصیل چاہتا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں تفصیل نہیں کررہا خالی اشارہ کررہا ہوں۔ آج ہمارے موضوع کا تعارف ہے وہ یہ ہے کہ آخر میں پیریا پیر کو بھی آپ اور زیادہ محدود کریں۔

لوگوں نے کہا کہ اس وقت جو صورت حال ہے وہ کس جانب جارہی ہے۔ اچھا یہ تو ہوگیا چند نشانیاں یا سائن۔

## امام کے ظہور کی چند نشانیاں

نتیجہ اُس ای میل میں نکالا گیا کہ وہ وقت بہت ہی قریب ہوسکتا ہے۔ یا ایک
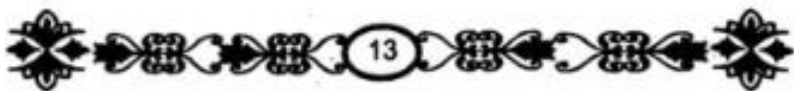
مہینے میں امامؑ آ جائیں۔ یہ اُن کا نتیجہ ہے۔ میرا نہیں۔

اب احادیث کے اندر کچھ جنرل قسم کی سائن آف ظہور (ظہور کی نشانیاں) آ ئیں گی۔ یہ دنیا کی جیوگرافی اور سیاست سے متعلق ہیں۔ کچھ جنرل قسم کی ہمارے پاس سائنز آف ظہور (ظہور کی نشانیاں) آئیں۔

## امامؑ کا ظہور قریب کب ہوگا؟

مثال کے طور پر صادقِ آلِ محمدؑ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

آٹھ نشانیاں تمہارے سامنے آ جائیں تو اُس کے عینی گواہ بن جاؤ۔ سمجھ لینا کہ اب میرے بیٹے کا ظہور قریب آ گیا ہے۔ بلکہ حدیث کا پہلے والا جملہ میں نے چھوڑ دیا ہے وہ بھی دہراتا جاؤں کہ امامؑ نے کہا: میرے جد رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ جب یہ آٹھ نشانیاں تمہارے سامنے آ جائیں تو میں نے رسولؐ اللہ کا حوالہ اس لیے دیا کہ بالکل اسی طرح کی حدیث آگے ایک دو الفاظ کے ساتھ اہلِ سنت کے یہاں بھی ہے تو یہ متفق حدیث بن گئی ہے۔ اہلِ تشیع، اہلِ سنت، امتِ مسلمہ میں بہت ہی زیادہ مل جائے گی۔

کافر اگر شراب پیتا، مشرک اگر شراب پیتا، منافق اگر شراب پیتا تو چلو اس کو نظر انداز کیا جاتا ہے تو میرا اُمتی، میرا کلمہ پڑھنے والا اور مجھے مخلص نہ ماننے والا مخلص مان رہا ہے، مگر شراب کی ایسی عادت پڑ جائے اور شراب کو پہلے صحیح کہا جائے کہ یہ حلال ہے، یہ جائز ہے۔ ابھی اس حدیث کے اندر تین اور باتیں اس سے متعلقہ ہیں تو پھر آخر میں ایک جملہ کہوں گا۔ ابھی حدیث مکمل نہیں ہے لیکن اس میں چار چیزیں آئی ہیں۔ ایک جملہ کہوں گا جو آئندہ ہفتہ کی مجالس میں کسی وقت تفصیل کے ساتھ آ جائے گا۔

امامؑ فرماتے ہیں: میرے جد رسولؐ اللہ نے یہ فرمایا کہ جب امتِ مسلمہ میں سود عام رائج ہو جائے اور کسی طرح سے یہ بالکل صحیح جواز پیش کیا جائے کہ یہ جائز ہے یا حلال۔

آپ اس میں تیسری نشانی فرماتے ہیں کہ اور جب ہمارے ماننے والے میں
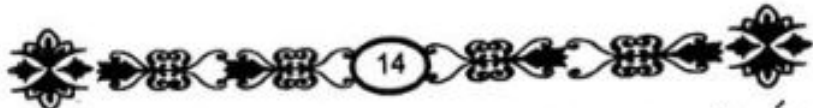
برائی یا رشوت عام ہو جائے۔ اور یہ (Proof) ثابت کر دیا جائے کہ یہ حلال رو بروعمل ہے۔ ابھی اس میں جو ہر چیز کچھ تفصیل چاہتی ہے لیکن آپ میرے مسئلے کو ذہن میں رکھیے گا کیونکہ ہماری نئی نوجوان نسل ہے۔ اس کے لیے انگلش مجلس اُردو مجلس سے زیادہ ضروری ہے تو وقت کے اندر ہر بات مکمل کرنا ہے اور وقت یقیناً محدود ہو جائے گا۔ چوتھی چیز جب یہ میوزک حرام ہے (جس کے لیے عربی میں ایک لفظ (غـنـاء) گانا ہے) جب ہمارے ماننے والوں کے درمیان یہ عام ہو جائے گا۔ لیکن پہلے اسے مکمل تسلیم کیا جائے کہ یہ حلال ہے۔ اب یہ چار چیزیں آ گئیں ہیں باقی چار چیزیں اور ان کے ضمن میں پیغمبر کا وہ جملہ کہ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ پھر میرا بیٹا آنے والا ہے۔ سمجھو کہ شاید تمہارے دروازے پر پہنچ گیا۔ ابھی میں نے چار باتیں بتائیں۔ یہ جو چار نشانیاں ظہور کے لیے سنیں تو یہ چاروں بڑے بڑے گناہ ہیں: صحیح معنوں میں اسلام اور ان کو برابر کیا جا رہا ہے۔ ابھی تک جو زمانہ تھا صحیح معنوں میں (بڑے گناہوں) کو شیعہ اثنا عشری نہج نہیں کرتا تھا وہ (گناہان صغیرہ) کی طرف جاتا تھا۔ چنانچہ داڑھی منڈواتا رہا اور کہتا ہے کہ اس کو (قرآن میں ثابت) نہیں دیکھا۔ مثلاً اور بہت ساری چیزیں ہیں۔ سونے کی انگوٹھی پہننا، ریشم کا لباس پہننا، بہت ساری چیزوں کا غلط استعمال۔ خیر وہ تو (گناہان کبیرہ) میں چلی جائیں گی۔

## سائنسی زمانے میں کیا ہوگا؟

اب آخری زمانے کی سائنس پہلے آدمی چڑیا کی گردن کاٹتا ہے تو پھر حوصلہ بڑھتا ہے پھر مرغی کی گردن کاٹتا ہے تو پھر حوصلہ بڑھتا ہے پھر بکری کی گردن کاٹتا ہے تو حوصلہ بڑھتا ہے۔ تو اب یہ ہے کہ جب مسلمان اور مومن بنیں گے۔ شریعت کے لیے بڑے بڑے واجبات اور حرام اختیار کر لیں گے۔ مگر یہیں پر ایک مسئلہ آ جائے گا وہ یہ ہے کہ شریعت کو غیبت میں کوئی پراسیس کرنے والا ہے۔ جسے امام (مقرر) کر کے گئے ہیں۔ جس کا نام مجتہد ہے۔ اب جب تک وہ موجود ہے اُس وقت تک انھیں شریعت کے

قریب نہیں آنے دے گا اور ہمیں حملہ کرنا ہے ان چاروں پر۔ بھائی بچے ہیں فٹ بال دیکھتے ہیں، ہمیں کرنا ہے گول اور وہاں آگے گول کیپر کھڑا ہوتا ہے تو کیا کیا جاتا ہے؟ پہلے اس کو چیلنج کر کے اُس کو کسی اور طرف لایا جاتا ہے پھر جب یہ گول خالی ہوتا ہے تو اس کے اندر بال بھیج دی جاتی ہے۔ اب مجتہد کو پہلے ہٹایا جائے گا۔ الزام لگیں گے کہ کوئی کہہ دے مرجعیت کیا چیز ہے؟

بیس سال کچھ مولویوں نے اپنے کھانے کمانے کے لیے اور ذاتی مسائل کے لیے حل نکالا کہ کوئی کہے گا کہ مجتہد کی ہم بہت عزت کرتے ہیں لیکن وہ منسوخ ہیں۔ نجف اور قم میں بیٹھنے والے کو کیا معلوم کہ لندن کی ضروریات کیا ہیں اور پھر (یو کے) کے مسائل (Problems) کیا ہیں؟ ٹوکیو میں کیا ہوتا ہے؟ اور امریکہ میں کیا ہوتا ہے؟

بہر حال کچھ لوگ ڈائریکٹ آئیں گے۔ پستول کی گولی کے ذریعے مرجع کے سینے کے اندر فائر کریں گے لیکن سود، شراب، گانا، رشوت اور بہت سارے بڑے بڑے گناہ۔ یہ تو پیغمبرؐ نے آخری چار گناہ بتا دیے ہیں۔ بے حجابی سے ثابت کیا جارہا ہے کہ اسلام میں حجاب نہیں (غلط رہنمائی) Miss Gide کیا جارہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، حتیٰ کہ چاہے عورتیں پرا پر حجاب کے بغیر ہوں تو یہ بھی ان کا حصہ ہیں۔ بڑے گناہوں کے درمیان اور اب وہ مقام آرہا ہے جہاں بڑے بڑے گناہ ہیں ان کے اوپر حملہ ہو رہا ہے، مگر جو اُن کو حفاظت دینے والا مجتہد ہے یا مرجع پہلے اُس کی حیثیت کو گرایا جارہا ہے لیکن جیسا کہ میں نے کہا یہ جملہ حدیث میں نہیں یہ دوسری حدیثوں میں ہے اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ کم از کم آج والی حدیث آج مکمل تو ہو جائے۔ اب پانچویں چیز کہ ظہور کی آٹھ نشانیاں خاص اس حدیث میں ہیں۔ تو ہزاروں علامات بتائیں۔ کہا کہ پانچواں وقت وہ یہ ہے:

وَاَمْوَالُهُمْ يَا دَنَانِيرُهُمُ اللهُ

جب پیسہ دولت، پہلے زمانے میں دینار چلتا تھا تو پیغمبرؐ نے دینار کہا لیکن آج
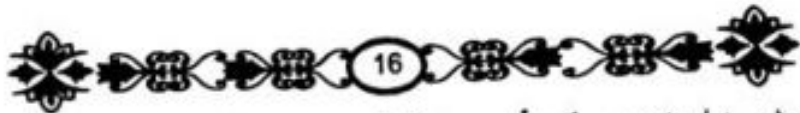
پونڈ اور ڈالر انڈین اور پاکستانی روپیہ، اور کہا کہ جب پیسہ، مال اور دولت انسان کا خدا بن جائے تو وہ والا اللہ جو بقول ہمارے آسمانوں پر بیٹھا ہے وہ تو بہت دور ہے۔ ہمارا اور اس کا ردعمل (Reaction) پیدا ہوگا مرنے کے بعد (تو موت کے موضوع پر تو لوگ مجلس بھی نہیں پڑھنے دیتے) وہ (ردعمل) Reaction کیسے بتایا جائے؟ ابھی اس وقت ہمارا جو تعلق (Conaction) ہے وہ پیسے سے ہے وہ لوگ اپنے پیسے کو اپنا خدا مان لیں گے۔ یعنی جس طرح آدمی اللہ کے لیے قربانی دیتا ہے (Secrfice) آخری زمانے میں اللہ کے لیے کوئی قربانی (Secrifice) نہیں دے گا جبکہ پیسے کے لیے ہر قسم کی قربانی دی جائے گی۔

## تعجب ہے تجھے نماز کے لیے فرصت نہیں

اگر کہا جائے کہ اللہ کے لیے اک نماز پڑھ لو یعنی چوبیس گھنٹوں میں سے کچھ وقت نکال لو۔ گھنٹے میں 60 منٹ یعنی 24 گھنٹے کا دن ہے۔ 1440 = 60X24 منٹ بنتے ہیں۔ ان میں سے 17 منٹ نکال لو۔ تو کہتے ہیں وقت نہیں ہے۔ آدمی کے پاس مولانا آج کل وقت کہاں ہے کہ آدمی نماز پڑھے اور پیسہ، پونڈ، ڈالر اور روپیہ کمانے کے لیے دن اور رات آدمی لگا ہوا ہے۔ یہاں تو ذرا سا لمبی تقریر ہو جائے تو بیٹھنا مشکل ہو جاتا ہے۔ پیسے کے لیے سولہ سولہ گھنٹے وہ کاؤنٹر پر کھڑا ہے یا کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ہے یا اپنی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے۔ جب اللہ کا درجہ پیسے کو دیا جائے تو بہر حال میں اور بہت کچھ کہہ سکتا ہوں لیکن دیکھ رہا ہوں کہ وقت بہت تیزی سے ختم ہو رہا ہے۔

## عورت، آدمی کا قبلہ بن جائے گی

وَنِسَائُهُمْ قِبْلَتُهُمْ

سمجھ گئے اس کا مطلب؟ اس کی عربی تو آپ کو آ جائے گی۔ الحمد للہ لوگ کہتے ہیں کہ لوگوں کو اُردو نہیں آتی۔ مجمع عربی سمجھ رہا ہے۔

وَنِسَائُهُمْ قِبْلَتُهُمْ

اور جب یہ حالت آ جائے گی کہ عورتیں جو ہیں وہ آدمی کا قبلہ بن جائیں گی۔ یعنی قبلہ کے کہتے ہیں کہ آدمی ہر اچھا کام قبلہ کی سمت میں کرنا چاہتا ہے۔ کچھ چیزیں اسلام نے واجب کی ہیں۔ مثلاً نماز قبلے کی سمت میں واجب ہے۔ کچھ چیزیں واجب نہیں۔ دعائے کمیل واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی جہاں موقع ملتا ہے آدمی قبلہ رُخ بیٹھتا ہے اور کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس کو قبلے کی بے حرمتی کہا جائے۔ جو قبلے کا مقام ہے آخری زمانے میں اُس قبلہ کی حیثیت تو نہیں رہے گی۔ عورت کی حیثیت خانہ کعبہ کی سی ہو جائے گی۔ جو کام ہے پہلے وہاں اجازت لینا ضروری ہے۔ کوئی ایسی بات انسان نہیں کہہ سکتا جس سے عورت کی توہین ہو رہی ہو۔ چنانچہ اتنا بھی اس کو نہیں کہا جا سکتا کہ بہن سر ڈھانپ لے کم از کم مجلسِ امامؑ میں آتے وقت تو سر ڈھانپ لو۔ اتنا بھی نہیں کہہ سکتا کہ بُرا مان جائے گی۔ اللہ بُرا مان جائے کوئی بات نہیں عورت نہیں، اب یہ ساری چیزیں الگ الگ تقریر چاہتی ہیں لیکن میں مختصر کرتا ہوں۔

## قرآن کیا ہے؟

وَلَا يَبْقَىٰ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رَسْمَهُ

اور حالت یہ ہے کہ قرآن، وہ کہیں نہیں رہے گا۔ پس جو کاغذ پر ہے۔ بس یہ قرآن کا سکرپٹ کتابت پر لکھا ہوا رہے گا۔ باقی قرآن کہیں نظر نہیں آئے گا۔ اصل کیا ہے؟ اصل مومن ہے۔ مومن قرآن یا موبائل قرآن؟

اوّل سے آخر تک جو قرآن کہہ رہا ہے وہ ایک مومن کا اندازِ زندگی ہونا چاہیے وہاں پر جو آیت لکھی ہے مومن کی زندگی میں وہ آیت نظر آنی چاہیے۔ وہ پڑھنے والا ہے کیونکہ مومن کو دیکھ کے آدمی قرآن سمجھتا ہے لیکن آخری زمانے میں ایسا نہیں ہوگا۔ قرآن کی ساری باتیں بس لکھی ہوئی تو ہیں اس کے علاوہ اسلامی معاشرہ (Islamic Society) میں اور کوئی چیز قرآن والی نظر نہیں آئے گی۔

وَلَا يَبْقَىٰ مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا لَفْظَهُ
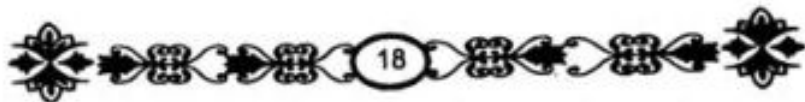
اور حالت یہ ہے کہ اسلام نے کہا کہ آج دُنیا میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان ہیں۔ پیغمبر رسولؐ جو اسلام لے کر آئے کہہ رہے ہیں مگر آخری زمانے کے اندر صرف نام کا اسلام رہ جائے گا۔ اگر کسی اخبار میں کوئی کالم آیا تو لکھ دیا۔ ایک دوسرے کو ملے اپنے آپ کو مسلمان کہا۔ اس کے علاوہ اسلام کی کوئی علامت (Sign)، اسلام کا کوئی کردار اسلام کی کوئی خصوصیت نظر نہیں آئے گی بلکہ اسلام اتنا الٹا اسلام ہو جائے گا کہ اس کا اصل مفہوم جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا نظر آئے گا۔ اسلام کسے کہتے ہیں؟ اسلام ایک دوسرے کے لیے سلامتی امن ہے اور یہ اسلام کے معنی ہیں۔ کہا کہ مگر اُس وقت یہ صرف نام کا اسلام ہوگا۔ ورنہ اور سب سے زیادہ خطرہ مسلمان کو مسلمان سے ہوگا کیونکہ وہ اسلام جس کے اپنے معنی (Meaning) سلامتی، حفاظت اور امن کے ہیں اُس کا آغاز ہوتا ہے۔

السلام علیکم!

دو مسلمانوں میں حکم ہے کہ سلام کرو۔ یعنی سامنے والے کو یہ یقین دلاؤ کہ مجھ سے نہ ڈرنا میں تمہارے لیے خطرہ نہیں ہوں میں تمہارے لیے سلامتی اور حفاظت کا پیغام لے کر آیا ہوں اور وہ پلٹ کے کہتا ہے کہ وعلیکم السلام کہ اسی طرح میں بھی تمہارے لیے سلامتی لے کر آیا ہوں۔ اسلام یہاں سے شروع ہوتا ہے مگر آخری زمانے میں کیا ہوگا۔ یہ حدیث اک شہزادی اپنے بابا سے نقل کر رہی ہے۔ اس شہزادی کا نام بھی بہت کم لوگوں کو معلوم ہے اگرچہ یہ چوتھے امام کی زوجہ اور پانچویں امام کی والدہ محترمہ ہے اور اپنے جس باپ سے یہ حدیث نقل کر رہی ہے بس اُن کا نام تو پتہ ہے لوگوں کو مگر ان کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔

شیخ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب ''الفاعبہ'' میں لکھتے ہیں کہ امام حسن مجتبیٰ کی بیٹی ہیں۔ نام بہت سنا ہے۔ امام حسنؑ کی تاریخ کم از کم ہمارے ہاں دہرائی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں کہ امام حسنؑ کی بیٹی جس کا نام تھا ''فاطمہ'' (فاطمہ امامؑ کی ماں کا نام بھی تھا اور اُسی

محبت میں امامؑ نے اپنی بیٹی کا نام بھی فاطمہؑ رکھا) جن کی شادی بعد میں چوتھے امام سے ہوئی۔ اب پانچویں امام اس دنیا میں آ گئے۔ وہ امام حسنؑ کی بیٹی کو روایت کر رہے ہیں اپنے باپ سے فرماتے ہیں کہ لا یکون لم الذی ینظرون کہ جس کے لیے تم آخری زمانے میں انتظار کر رہے ہو کہ آ جائے، آ جائے وہ تمہارا نجات دہندہ کبھی نہیں آئے گا، کب تک نہیں آئے گا۔ کوئی وقت کی قید نہیں بتا رہے ہیں۔ پیغمبرؐ نے کہا آخری علامت یہ ہے کہ اسلام کا نام رہ جائے گا۔ اب سنیے یہ امام کی حدیث۔ فرماتے ہیں کہ وہ نہیں آئے گا۔

حَتّٰی یَتَبَّعَ بَعْضُکُم مِنْ بَعْض وَیَلْعَنُ بَعْضُکُمْ بَعْض وَیُسَمّٰی بَعْضُکُمْ بَعْضَ الْقَضَاوِیِ وَیُسَمّٰی بَعْضُکُمْ بَعْضَ الْکُفْر

اب سنو میرا بیٹا آخری زمانے کا امامؑ (جس کا تم انتظار کر رہے ہو) وہ نہیں آئے گا جب تک ہمارے شیعوں کی یہ حالت نہ ہو کہ ایک دوسرے پر تبرہ کریں۔ بیزاری کریں کہ ہم تمہارا چہرہ بھی دیکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہمارا شیعہ سلام کہتا ہے کہ کلمہ پڑھنے والا آیا ہے۔ ارے آگے بڑھ کر اُس کو سلام کرو اور اُس کو یہ یقین دلاؤ کہ تمہاری جان، تمہاری عزت، تمہارا حال یہاں پر محفوظ ہے۔ اور حالات یہ ہیں کہ چاہے وہ مسلمان دل سے کیوں نہ ہو اور میرا یہ امام کہہ رہا ہے ہمارا شیعہ اُس کی حالت یہ ہوگی کہ کافروں سے ہنستے چہرے کے ساتھ ملیں گے، مشرکوں کے ساتھ اُن کے بڑے اچھے تعلقات ہوں گے، منافقوں کے ساتھ مصافحہ کرنے کو تیار ہوں گے لیکن مومن اگر مومن کے سامنے آیا اس نے اسے دیکھ کے منہ پھیر لیا۔ اُس نے اُسے دیکھ کر کہا کہ ہم تمہارا چہرہ نہیں دیکھنا چاہتے۔ پانچ باتیں کہی ہیں اس حدیث میں۔ فرماتے ہیں کہ شیعہ دوسرے شیعہ پر لعنت کرنے لگے گا جو صرف دشمنان خدا اور دشمنان اہل بیتؑ پر بھیجی جاتی ہے۔ اتنے میں آپس میں (تفرقہ بازی) Deference develop ہو جائیں گے۔ اختلافات اس قدر بڑھ جائیں گے کہ شیعہ شیعہ پر لعنت بھیجے گا اور تیسری

بات ایک ہی چیز ہے ایک ہی مسئلہ ہے، جس کو امام مختلف زاویے سے واضح بھی کر رہے ہیں اور شاید اس کی سٹیج بھی بتا رہے ہیں کہ پہلا سٹیج یہ آیا تھا کہ کسی نے آگے موازنہ نہ کیا۔ ان میں سے کسی نے سچ کو تلاش نہ کیا۔ کمنٹ سٹیج آتے جا رہے ہیں اور لعنت بھیجی جا رہی ہے۔ تیسرا مقام اور ایک گروپ وہ ہوگا جو دوسرے گروپ کو کہے گا کہ تم جھوٹے ہو۔ جھوٹ بول رہے ہو۔ (بے سمجھ) باتیں ہیں۔ ارے ایک دوسرے کو تو چھوڑیں بعض مومنین کی تمام عادتیں یہاں تک بڑھ گئی ہیں کہ منبر پر جانے والے ذاکر اور عالم کی تقریر سنتے ہی کہتے ہیں لعنت بھیج دو۔ نعوذ باللہ سب جھوٹ ہے۔

وہی لفظ آتا ہے جھوٹ۔ امام فرماتے ہیں کہ یہ ہمارے شیعوں کی حالت ہوگی اور چوتھی بات یہ ہے کہ بیچ میں اختلافات اتنے بڑھ جائیں گے کہ ایک دوسرے کے چہرے پر تھوک دیں گے اور آخری بات جس پر بتا دیا گیا کہ یہ سارا مسئلہ کس لیے ہے؟ کیا بزنس میں کوئی ایسے (مسائل) آ گئے ہیں؟ فیملی لائف میں کوئی ایسے مسائل آ گئے ہیں؟ تین آخری جملوں نے یہ سب کچھ واضح کر دیا۔ یہاں تک کہ شیعوں کا ایک گروہ دوسرے گروہ کو کہے گا کہ تم کافر ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذہب اسلام سے متعلق کچھ ایسی چیزیں سامنے آئیں گی کہ ایک دوسرے کو کافر قرار دیا جائے گا۔ پہلے لعنت ہوگی پھر کہے گا رنجش، بے وقوف، خود ساختہ باتیں اور پھر کہا جائے کہ یہ تو کافر ہے۔

آیئے جہاں سے میں نے قرآن کی آیت شروع کی۔ عَسٰىٓ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز ہم کو بہت بری لگتی ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لیکن وہی چیز تمہارے لیے اچھی ہوتی ہے۔ اب اس حدیث کو لیجیے کہ شہزادی فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے بابا سے پوچھا کہ بابا پھر تو یہ بہت برا زمانہ ہوگا۔ بابا نے کہا نہیں یہی تو سب سے اچھا زمانہ ہوگا اور وہ اس لیے کہ انھی حالات میں تو میرا بیٹا آئے گا۔ یہ اسی لیے خیر ہے۔ شیعہ ایک دوسرے کو ختم کر رہے ہیں یہ اس لیے نہیں مگر اس کا رزلٹ یہ نکلے گا کہ اب امام ہی آ جائیں گے۔ اس لیے کہ ایسے اختلاف ہو جائیں گے کہ مرجع

بھی کچھ نہ کر سکے گا کیونکہ اُس کو پہلے ہی ہم نے ہٹا کے اُس کونے میں رکھ دیا۔ پہلے ہی ہم نے اُس کو اس کی پوسٹ سے ہٹا دیا ہے۔ چنانچہ وہ بھی کچھ نہیں کر سکے گا۔ اب امامؑ ہی کو آنا ہے۔ اس لیے بھی آئیں گے کہ شیعوں کی حالت آپس کے اختلافات کی وجہ سے ایسی ہوگی اور اس لیے بھی کہ جو باہر کی دُنیا کا پریشر اسلام پر ہے وہ شیعوں پر اتنا زیادہ ہو چکا ہوگا کہ اب سوائے امامؑ کے اور کوئی نہ بچا سکے گا۔ اور پھر جو اُن کا خاص ہدف ہوگا وہ شیعہ ہوگا۔ جب اُس کی جانب بڑھیں گے تو شیعہ اپنے آپ کو اتنا کمزور محسوس کرے گا۔ نہ وہ ٹیکنالوجی ہوگی نہ وہ پاور ہوگی، نہ میڈیا میں آواز ہوگی۔ اب اگر کوئی مدد کر سکتا ہے تو امام کہ ایک اصول ایک فارمولا امامؑ نے دیا کہ جب کوئی انتہائی مصیبت میں آ جائے اور وہ خلوص کے ساتھ ہمیں پکارے تو ہم اُس کی مدد کریں گے۔ اس میں ایک اور اہم واقعہ کہ امامؑ کو اس سے میری طرف بلانا ہے تو وہ آج نہیں، کسی اور مجلس میں آئے گا اس لیے کہ وہ کم از کم 20 منٹ کی وضاحت چاہتا ہے۔ مگر وہ تو بعد کا مسئلہ ہے۔ ابھی یہ کہ شیعہ جب دل کے ساتھ امام کو بلاتا ہے اور امامؑ دیکھتے ہیں کہ ہاں یہ اس وقت مصیبت میں ہے اور اس کی مدد کے لیے امامؑ آ جاتے ہیں۔ چاہے یہ مسئلہ پوری قوم کے لیے کھڑا ہوا ہو۔ چاہے ایک آدمی کا ہو یا انفرادی مسئلہ ہو، آتے ضرور ہیں۔ امامؑ کو مدد کے لیے اگر یقین کے ساتھ بلایا جائے تو وہ اُس کی مدد کو ضرور پہنچ جاتے ہیں۔

عزادارو! یہی وجہ ہے کہ سکینہؑ کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی۔ اب وہ سکینہ کا جو ہر زمانہ ہے۔ اُس زمانے پر امام زمانہ کی امامت نہیں آئی تھی، سکینہ کو یہی چیز سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ میرا دادا کائنات کا مشکل کشا ہے دُنیا میں کوئی بھی میرے داداؑ کو بلائے شیعہ ہو، عام مسلمان ہو، منافق ہو، مشرک ہو، کافر ہو، اُن کا اپنا دشمن ہو، میرے دادا ہر ایک کی مدد کو آتے ہیں۔ میں تو انھی کے جگر کا ٹکڑا ہوں اور انھی کے بیٹے کی بیٹی ہوں اور میں بلاتی رہی کہ دادا میری مدد کو آیئے مگر میرا دادا میری مدد کو نہ آئے اور میں
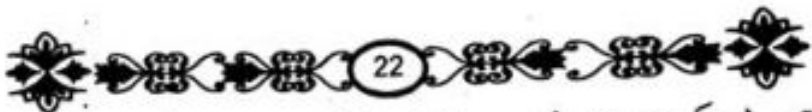
چھوٹے اور کم اہم مسئلہ میں نہیں ہوں مجھے طمانچے لگ رہے تھے، میری کمر پر کوڑے لگ رہے تھے اور میں دادا کو بلا رہی تھی۔ میرے گلے میں رسی باندھی گئی تھی اور میں دادا کو بلا رہی تھی۔ میں ہائے بابا کہتی تھی اور مجھ پر ستم کیا جاتا تھا اور میں دادا کو بلاتی تھی۔ دادا علیؑ! آپ ہر ایک کے یتیم بچوں کی مدد کو آتے ہیں اور میری مدد کو نہیں آ رہے ہو وقت بھی نہیں کہ جب سکینہؑ کے کرتے کو آگ بھی لگ گئی تھی۔

عزادارو! سوچو کہ مشہور روایت جو سنی ہے کہ ایک سال تک یہ قافلہ شام میں قید رہا اور سکینہ کا جب انتقال ہوا تھا تو کفن بھی نہ ملا تھا جو سکینہ کا اپنا لباس تھا اُسی میں دفن کیا اور لباس کونسا وہی جلا ہوا کرتہ جو کربلا سے پہن کر آئی تھی۔ دوسرا کوئی لباس بھی نہ تھا خیمے جلانے سے پہلے مال اور اسباب لوٹ لیا گیا تھا۔ سکینہؑ اور سکینہؑ کے سارے گھر کے پاس محض وہی لباس باقی بچا تھا جو خیمے جلتے وقت اُن کے جسم پر تھا۔ زندانِ شام کے ایک سال کی قید کے بعد وہی لباس زینبؑ کا، وہی لباس کلثومؑ کا، وہی لباس سکینہؑ کا تھا۔

عزادارو! اپنے دادا سے سکینہ شکوہ کر رہی ہے کہ آپ میری مدد کو کیوں نہ آئے اور اپنے بڑے بھائی سے سکینہؑ سوال کر رہی ہے یہ بڑا بھائی وہ ہے جن کا اپنا نام علی ابن الحسینؑ ہے ہر ایک کے سوال کا جواب دیتا ہے۔ چھوٹی بہن کے سوال کا جواب نہ دے سکا۔ بھائی کتنا مشکل سوال کر لیا سکینہؑ نے! امام معصوم اُس کا جواب نہ دے سکے، یہ کیسے ممکن ہوا؟ سوال ہی ایسا تھا اور وہ یہ ہے کہ ایک دن شام کا وقت ہے۔ قید خانے میں اہلِ حرم بیٹھے ہیں یہ وہ قید خانہ ہے جس پر کوئی چھت نہیں۔ خدا کبھی آپ کو سرما میں دمشق لے جائے۔ دیکھیے گا وہاں کتنی سردی ہوتی ہے۔ کمبل اوڑھ کر، ہیٹر جلا کر بھی انسان وہاں کھلے میں نہیں بیٹھ سکتا۔

آپ کی شہزادی زینبؑ اپنے لٹے ہوئے گھر والوں کو لے کر شام کی سردی میں بغیر چھت کے قید خانے میں ہے اور خدا کبھی آپ کو گرمیوں میں لے جائے، اللہ کی پناہ
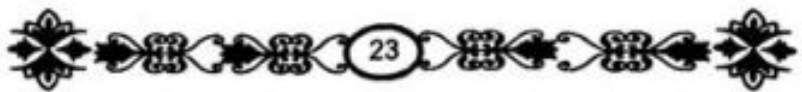
کیسی شدید گرمی ہوتی ہے کہ آدمی سائے میں بیٹھے تب بھی سکون محسوس نہیں کرتا۔ A-C چاہیے اور زینبؑ اپنے چھوٹے بچوں کو لے کر بغیر چھت کے قید خانے میں دوپہر کے جلتے سورج کے نیچے بیٹھی ہے، مگر سکینہؑ نے ایک شام کے وقت سوال کرلیا بھیا سجادؑ! یہ اتنے سارے پرندے کہاں جارہے ہیں؟ بھیا نے کہا: بہن سکینہ یہ شام ہو گئی ہے یہ اپنے اپنے گھروں کو واپس جارہے ہیں۔ ننھی بہن کہتی ہے کہ بھیا وہ دن کب آئے گا جب ہم بھی اپنے گھر کو واپس جائیں گے؟

عزادارو! منبر سلونی کا وارث، میرا چوتھا امام ہر ایک کے سوال کا جواب دے سکتا ہے۔ زینبؑ پوچھے، کلثوم پوچھے، ربابؑ پوچھے۔ سکینہؑ کے سوال کا جواب نہیں دے سکتا ہے، کیسے نہیں۔ ننھی سکینہ! ہم میں سے ہر ایک گھر جائے گا مگر تجھے اسی قید خانہ میں رہنا ہے۔ تجھے مدینہ پلٹ کے نہیں جانا، تجھے اپنے گھر نہیں جانا، یہی قید خانہ تیرا گھر بننے والا ہے اور ایک روایت کے مطابق آج کی رات وہ رات آگئی ہے جب سکینہ کو اسی قید خانہ میں دفن کرنا ہے۔ آدھی رات کا وقت ہے سوتے سوتے سکینہؑ اُٹھ کے بیٹھ گئی۔ پھوپھی اماں! ارے مجھے میرا بابا چھوڑ کے کہاں چلا گیا؟ زینبؑ نے کہا کہ سکینہؑ تجھے پتہ ہے کہ تیرا بابا کربلا میں ہے۔ سکینہؑ نے کہا: میں اُس کی بات نہیں کررہی، ابھی میں سوئی تھی کہ خواب میں دیکھا کہ میرا بابا آیا ہے اور اُس کے ساتھ میری دادی آئی ہے۔ بابا نے کہا کہ دادی کو سلام کرو میں نے کہا: بابا آپ کے بعد مجھ پر بڑی مصیبت آئی۔

## مجلس دوم۔

حضراتِ گرامی قدر!

مجلس کے شروع میں یہ واضح کر دیا جائے کہ ابھی برادرِ محترم شبیر صاحب نے جو آخر میں تین بیانات پڑھے چونکہ اُس کا تعلق میرے موضوع سے ہی ہے تو وہ وقت بھی میں اپنی مجلس میں شامل کر رہا ہوں اور اُس وقت کو مجلس کا حصہ بنانے کا مطلب یہ ہے کہ مجلس کو اتنے بجے شروع کیا جائے گا جو لوگوں کا وقت ہے۔ اچھا بہرحال یہ قید، یہ جیل، یہ پابندی آپ نے اپنی خوشی سے قبول کی ہے۔ اس لیے 30، 35 منٹ جو آج میرے پاس وقت ہے ان میں کہیں ذرا سا تیز چلوں گا۔ کل میرے پاس صرف تجاویز آئیں کہ مولانا آپ اپنی مجلس کو تیز کر دیجئے۔ آہستہ مجلس ہماری سمجھ میں آتی ہے نہ تیز مجلس سمجھ میں آتی ہے، ہم تو خالی ثواب کے لیے آگے بیٹھتے ہیں۔ اچھا خیر آپ آیئے یہ دیکھتے ہوئے کہ کام کرنے کے دنوں کے اندر زیادہ لمبی مجلس مناسب نہیں ہے۔ جہاں کل میری بات پہنچی تھی، وہاں سے بات کو آگے بڑھا رہا ہوں اور یہ جو بات اب شروع کی جا رہی ہے۔ اس کے اندر انڈیا، پاکستان، ایران، لندن، گلف اور نارتھ امریکہ سب کا ایک سروے شامل ہے۔ اس میں کچھ ایسی باتیں آئیں گی جو آپ میں سے بہت سے لوگوں کے لیے شاید عجیب ہوں لیکن یہ یقین کیجئے گا کہ جو کچھ بتایا جا رہا ہے وہ

سچ ہے۔ کل میں نے یہ عرض کیا تھا کہ قرآن کریم کی آیت جس کی آج تلاوت کی گئی ہے۔ اس کا ترجمہ بھی کر دیا جائے کہ" کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ وقت، یہ چیز اچانک ہو جائے گی۔ ناگہاں، نہیں ایسا نہیں ہے"۔

اس کی علامات تمہارے سامنے آنا شروع ہو گئیں۔ ذرا سا مشکل ترجمہ ہو گیا تو آپ جا کے اسے چیک کر لیجئے گا۔ سورہ نمبر 47 ہے اور صفحہ نمبر 80 جس کا میرے سادہ الفاظ میں خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ جو آخری زمانے میں امام آئے گا تو یہ ایک دم اچانک نہیں ہوگا۔ اس کی علامات ہیں۔ اس کے جو لفظ انگلش میں ٹوکن ہیں اور وہ تمہارے سامنے آنا شروع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک اہم علامت یہ ہے کہ جھوٹے امام بنائے جائیں گے اور اُس کی گراونڈ بنانا شروع ہو چکا ہے اور یہ جھوٹا امام جس طرح سے بھی اُس کو بنایا جائے۔

میں نے گزشتہ سال اسی لندن کی کسی مجلس میں پڑھا تھا کہ آخری امام کا انتظار ہم مسلمان کر رہے ہیں مگر اُن کے ساتھ ہم انتظار کر رہے ہیں دجال کا بھی۔ دجال ایک ایسا لفظ ہے کہ اس کو سنتے ہی ہمارے دل میں ایک نفرت، ایک دشمنی پیدا ہو جاتی ہے لیکن ہمارے ساتھ یہودی بھی انتظار کر رہے ہیں دجال کے آنے کا اور اُن کے پاس دجال کے لیے کوئی اور لفظ ہے۔ وہ بھی بڑے احترام والا یعنی ہم کہیں گے کہ دجال ملعون اور وہ کہیں گے کہ حضرت دجال علیہ السلام آنے والے ہیں۔ ہوگا وہی لفظ دجال اُن کے ہاں اس کا انتظار ہے اور اگرچہ عیسائیوں کے پاس بھی حضرت عیسیٰ کا عقیدہ ہے لیکن حضرت عیسیٰ کے بارے میں وہ اتنے بڑے مسئلے میں پھنس گئے ہیں جو میں کل بتاؤں گا اس لیے کہ آج اور بہت ساری باتیں موجود ہیں۔ ابھی تو صرف مسلمان اور یہودی دجال کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ تو تیاری کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔ ہم اپنے امام کا انتظار کر رہے ہیں بغیر تیاری کے۔ یہ خالی دینی اعتبار سے ہم میں اور یہودیوں میں فرق نہیں ہے بلکہ یہ تو دُنیاوی اعتبار سے فرق ہے۔ وہ ٹیکنالوجی حاصل کر رہے

ہیں۔ ہمیں ڈش، اینٹینا اور میوزک سے فرصت نہیں ملتی۔ وہ علم میں بہت زیادہ آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ جو اب مضبوط قسم کے یہودی ہیں اُن کے ہاں حجاب کا مسئلہ بھی مسلمانوں کی طرح ہے اور وہ اُس کو بڑھا رہے ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ جو کہ میرا موضوع اس وقت کے مسلمان اور یہودی نہیں ہے یہ دونوں انتظار کر رہے ہیں اور انتظار کیا جا رہا ہے نجات دہندہ کا، انتظار وہ (تیاری) کے ساتھ ہیں۔ اور کچھ (تیاریاں) ایسی ہیں جو ہمیں مذاق کی طرح لگتی ہیں لیکن یہ بتا رہے ہیں کہ وہ کتنے سنجیدہ ہیں۔ مثلاً اُن کی کتابوں میں ہے کہ دجال اُن کا نجات دہندہ بنے گا کہ دجال آکر انہیں نجات دلائے گا۔ کئی کتابوں کے مطابق یہ تو آپ کو معلوم ہے اس لیے کہ آپ انگلینڈ میں رہتے ہیں۔ جو ان کی مقبول اور قدیم اوریجنل بک نہیں ہے سالمود ہے اور سالمود وہ کتاب ہے، جو اسلام کہہ رہا ہے کہ اللہ نے نازل نہیں کی۔ لیکن سالمود نے تورات کو ختم کر دیا ہے دراصل وہ ایک کتاب سالمود ہے یہ بھی آپ کے علم میں ہوگا کہ سالمود کا بالکل صحیح اور مستند نسخہ ہے۔ اُسے ایک یہودی بھی نہیں پڑھ سکتا مسلمانوں کی تو بات چھوڑیے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ کسی بھی اچھے بک سٹور میں جائیں سالمود کے نام سے ایک بک آپ کو ملے گی لیکن یہ اُس کا مستند نسخہ نہیں۔ یہ دھوکہ ہوگا کہ عام مسلمان، ایک عام انسان کتنا ہضم کر سکتا ہے۔ خاص سالمود کے اعتبار سے تو ان کے اندر دجال کی یہ تصویر ہے کہ وہ اس طرح سے آئے گا کہ مسلمانوں کے اُس امام سے اب یہ (الفاظ میرے ہیں، کیونکہ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں اصلی الفاظ پڑھوں اور اُسے سمجھاؤں)۔ اُس کے مطابق یہ آکر یہودی قوم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد کرے گا۔ مگر اُس دجال کے آنے کی حالت یہ کہ یہودی کو تیار اور مکمل تیار ہو کر بیٹھنا پڑے گا اور اسوقت جو کچھ دُنیا میں اور خصوصاً اس مذہب میں ہو رہا ہے یہ بات ہے اس تیاری پر جو یہودی کو کرنا ہے مگر عیسائی کے ذریعے سے کروائی جا رہی ہے اور 1976ء کی میری تقریر ہے اور حوالہ صرف اس لیے دے رہا ہوں کہ ہمارے مولانا لوگوں کی یہ عادت

ہوتی ہے کہ جب کوئی واقعہ ہو جاتا ہے تو پھر آ کر کہتے ہیں کہ یہ ہماری کتاب میں لکھا تھا تو بعد میں تو ہر آدمی کہہ سکتا ہے کہ یہی میری کتاب میں لکھا تھا۔ ہر آدمی بتا سکتا ہے کہ ورلڈ کپ ختم ہونے کے بعد کون سی ٹیم جیتی ہے۔ ہر آدمی بتا سکتا ہے کہ گھوڑ دوڑ ختم ہونے کے بعد کونسا گھوڑا جیتا۔ ہر آدمی بتا سکتا ہے کہ فارمولا ون کے اختتام پر کون سی ٹیم جیتی۔ اب یہ اس لیے میں حوالہ دیتا ہوں کہ یہ باتیں آج سے تیس سال پہلے یا پینتیس سال پہلے کر چکا ہوں اور خود تسلیم کرتا ہوں کہ جب میں یہ تقریریں کھارادر میں کر رہا تھا جو کہ کراچی کا بہت مشہور علاقہ ہے تو میں خالی بک میں سے پڑھ کر سنا رہا تھا۔ اُس وقت مجھے بھی کوئی اندازہ نہیں تھا کہ پینتیس سال کے اندر دُنیا اتنی تبدیل ہو جائے گی کیونکہ 1960-1980ء میں تو یہ نعرہ لگ رہا تھا کہ ہر ملک خود مختار ملک ہوتا ہے۔ اُس ملک کے اختیارات ہوتے ہیں۔ کسی ملک کے اندرونی معاملات میں کسی کو مداخلت کرنے کی اجازت نہیں اور بھی بہت ساری باتیں ہیں اُس میں آپ سنیے گا کہ سفیانی کے بارے میں، میں نے جو پوری ایک تقریر کی ہے نوے منٹ کی اُس کا خلاصہ کیا تھا؟ 1964ء کی تقریر تو ریکارڈ میں ہے ورنہ یہ تو اس سے پہلے بھی میں کہتا آ رہا ہوں۔ سفیانی، مسلم عورت ہے۔ سفیانی، ایک مسلمان عورت ہے۔ اُسے عیسائیت میں لا کر مشرق وسطیٰ میں بٹھایا گیا ہے مگر یہ کہ خود اس کو بھی پتہ نہیں ہوگا کہ اس کے پیچھے کس طرح دلچسپی لے رہی ہیں اور وہ ہم کو استعمال کر رہے ہیں، بہت ہی ضروری موضوع ہے۔ آج کی مجلس کے لیے نہیں، بعد میں شاید آ جائے کہ زمانے کے امامؑ کے ساتھ پروردگار نے جو ایک پیغامِ امن بنایا ہے وہ حضرت عیسیٰ کا بنایا ہے اور کسی نبیؑ کا نہیں بنایا ہے اور اس کی وجہ جو ہمیں بتائی گئی ہے وہ یہی ہے کہ جیوز کے ہاتھوں یہ۔ نیت استعمال ہو جائے گی۔ ایک جیو کے ہاتھوں سے تو ان کو سچائی بتانے کے لیے حضرت عیسیٰ آئیں گے لیکن یہ تو بعد کا واقعہ ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ کا کردار ہے۔ ظہور کے بعد یہ بہت اہم کردار ہے۔ ہماری مجلس کا موضوع بنے گا۔

ابھی میں صرف یہ بات کر رہا ہوں کہ وہ دجال کا انتظار کر رہے ہیں لیکن تیاری کے ساتھ اب اس کے اندر کچھ باتیں اُن کی سنجیدہ ہیں۔ جو ہمیں مذاق کی طرح لگتی ہیں مگر دو تین چیزیں بتا رہی ہیں خود یہودی جو وہ اپنی تیاریوں میں کتنے مخلص ہیں مثلاً اُن کی کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ دجال جس کا ہیڈ کوارٹر ہوگا بیت المقدس، زمانے کے امامؑ جب ظاہر ہوں گے تو مکہ شہر میں ظاہر ہوں گے۔ مدینے کے اندر اس لیے جائیں گے کہ ظہور سے پہلے یہی سفیانی جو نام کی مسلمان ہے، لیکن اس کو عیسائی نے لا کر مڈل ایسٹ کے سیریا کے علاقہ میں بٹھایا، یہ مدینے پر حملہ کرے گی۔

## مسلمانوں کے دوہرے رویے

ایک بات یہ سن لیجئے کہ مسلمان جب کمزور ہوتا ہے تب بھی اور جب مضبوط ہوتا ہے تب بھی جو کام غیر مسلم کرے اُس میں بہت جذباتی ہوتا ہے اور ردعمل ظاہر کرتا ہے لیکن اگر وہی کام جو برائے نام مسلمان کرے جیسے اس مجمع میں اگرچہ انڈیا اور پاکستان کے لوگ بہت کم ہیں لیکن میں چھوٹی سی ایک مثال دیتا ہوں کہ آزادی سے پہلے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ اگر کبھی ہندو مسلمانوں کی مسجد کے سامنے سے موسیقی بجاتا ہوا گزر جاتا تھا تو ہندو مسلم جھگڑا ہو جاتا تھا۔ پتہ نہیں کتنے آدمی مر جاتے تھے اور آج بھی انڈیا میں یہ ہوگا لیکن پاکستان کی حالت یہ ہے کہ اب کیونکہ یہاں سے ہندو چلے گئے ہیں اور مسلمان آ گئے ہیں اس لیے کوئی مسجد ایسی نہیں ہے کہ مغرب کی اذان ہو رہی ہو اور سامنے کے گھر سے ٹیلی ویژن کے میوزک کی آواز اتنی زیادہ نہ آ رہی ہو کہ اذان کے اُوپر میوزک کی آواز غالب آ جائے۔ یہی کام جب کل ہندو کرتا تھا تو ہندو مسلم فساد ہوتے تھے۔ اور آج یہی کام جو کہ مسلمان کر رہا ہے تو کوئی مسئلہ نہیں اس کو برداشت کیا جا رہا ہے۔ اب اس کی پچاس ساٹھ مثالیں ہیں۔ شراب کے حوالے سے بھی، حجاب کے حوالہ سے بھی۔

لیکن یہ اتنا سمجھدار اور پڑھا لکھا مجمع ہے کہ اس کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔
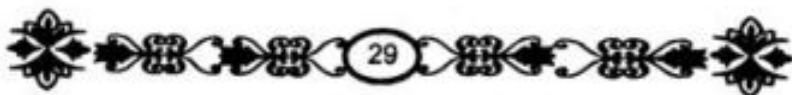
یہ بات میں کہاں سے لے کر آ گیا۔ یہ میں اس لیے لایا ہوں کہ مکہ اور مدینہ یہ دو ایسے مقدس شہر ہیں کہ مسلمان کبھی برداشت نہیں کر سکتا کہ غیر مسلم اس میں داخل ہو حتیٰ کہ داخلہ برداشت نہیں ہے حملہ کرنا تو چھوڑیے لیکن آج تک تاریخ میں کئی ایسے واقعات ریکارڈ ہیں کہ مدینہ کی مسجد رسولؐ کو نقصان پہنچایا گیا۔ اُس کی بے حرمتی کی گئی، اُس کی توہین کی گئی اور خانہ کعبہ پر گولہ باری کی گئی، فائرنگ کی گئی اور حملہ کیا گیا۔ مسلمانوں کے ہاتھوں جب مسلمان یہ عمل کر رہا ہے تو وہ ردعمل عام مسلم دنیا ظاہر نہیں کرتی۔ یزید نے مدینے پر حملہ کیا تھا اچھا اُس وقت اُس نے ایک حکم جاری کیا تھا جسے آج بی بی سی نے بصرہ کے واقعات کو دکھاتے ہوئے ایک آدمی کی زبانی سے بار بار دکھایا۔ وہ یزید کا حکم تھا اسلامی حکم نہیں تھا جب مدینہ پر یزید نے حملہ کیا تھا کربلا کے بعد تو اس وقت اس نے پہلا حکم دیا تھا کہ مسجد نبویؐ میں داخل ہو جاؤ اور جتنا ہو سکے مسجد نبوی کے اندر حرام کام کرو چنانچہ شراب بھی پی گئی، منبر پر لا کے بندوں کو بٹھایا گیا اور ایسا ڈرامہ کیا گیا جیسے رسول اللہؐ نعوذ باللہ منبر پر بیٹھے ہیں۔ ایسی ایسی باتیں، مگر اُس کی ایک وجہ تھی کہ اس نے بتایا تھا کہ جب روضۂ رسول کو اور مسجد نبوی کو ایسا کروں گا تو مسلمان مجھ سے ڈر جائے گا کہ جو یزید رسولؐ کی عزت نہیں کرتا تو ہماری کیا کرے گا۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ تین دن تک مدینہ، چونکہ ہماری فوجوں نے فتح حاصل کی ہے، چنانچہ مدینہ ہمارے لیے حلال ہے لوٹ مار کرو، قتل غارت کرو، عورتوں کی عزتوں پر حملہ کر کے انہیں غائب کر دیا اُس فوج کا یہ جملہ کئی دفعہ لکھا گیا کہ بھائی آپ یہ لوٹ مار کیوں کر رہے ہیں؟ کہا اس لیے کہ اسلام یہ کہتا ہے کہ جب تم چیز پر اس طرح سے قبضہ کرو، طاقت کے ذریعے تو تین دن تک وہ تمہارے لیے حلال ہے۔ اسلام نہیں کہتا بلکہ یزید نے کہا تھا یہ اندازہ میں نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ یزید کا حکم تھا اور تین دن ایسا ہوا۔ پھر اس کے بعد خانۂ کعبہ پر یزید کی آرمی نے حملہ کیا۔ حجاج بن یوسف کی آرمی نے بھی حملہ کیا۔ بحرین سے آنے والی اُس آرمی نے بھی حملہ کیا جو حجر اسود کو لے گیا۔ خانہ کعبہ تقریباً اٹھائیس

سال تک بغیر حجر اسود کے رہا۔ یہ ساری باتیں میں اس لیے نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ آگے چل کر ظہور کی نشانی کی ایک تقریر میں آئے گا کہ بعض عام مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ جب خانہ کعبہ پر حملہ ہوا تو امام آ جائیں گے۔ جی نہیں دیکھیے خانہ کعبہ میں کئی حملے ہو چکے ہیں جو کہ مسلمانوں نے کیے تھے وہ ردعمل وہ جذباتی چیز ہمیں دیکھنے کو نہیں ملی۔ مسلمان اُسے برداشت کر گئے بلکہ ایسا برداشت کر گئے کہ اُن کو آج ہم لعن طعن نہیں کرتے۔ حجاج بن یوسف کو ہیرو جانا جاتا ہے اسلامی تاریخ میں اور اب تو وہ فرقہ بہت مضبوط ہے جو یزید کو امیر المؤمنین یزید کہتا ہے۔ خانہ کعبہ پر حملہ کرنے والا رہا ہو گا تو اس پر لعنت بھیجی جائے گی۔

عیسائی اور یہودی ہوں اور مسلمان کمزور ہونے کی بناء پر اپنے گھر میں بیٹھ جائیں پھر تسلیم تو کرے گا نا! لیکن اگر خانہ کعبہ پر مسلمان حملہ کرے تو اس مسلمان کو ہم تسلیم کرنے کو بھی تیار نہیں ہیں۔ ہماری یہ فطرت ہم کو نہیں پسند، برخلاف مسلمانوں کو یہ پتہ ہے۔ چنانچہ سفیانی ایک ایسی شخصیت ہے جو مسلم فیملی سے تعلق رکھتی ہے۔ اُسے لا کے یہاں پر بٹھایا جائے گا اور مشرق وسطیٰ کا جتنا بھی نقشہ ہے اس کو چیلنج کیا جائے گا یہ جملہ تو آج بھی بار بار کوٹ ہو رہا ہے کہ اب مشرق وسطیٰ کو چیلنج کرنے آئے ہیں۔ ہم ایک نیا نظم بنانے آئے ہیں یہ سارا 1964ء کی تقریروں میں دیکھیں وہاں پر یہ کہ اس طرح اس کو سریا (شام) میں لا کر غیر مسلم بلکہ کرسچین (عیسائی) بنائیں گے۔ اگرچہ (عیسائی) کرسچین جیو کے ہاتھوں میں کھیل رہے ہوں گے لیکن اُس وقت اُن کو یہ محسوس نہیں ہو گا۔ حضرت عیسیٰؑ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ خود آ کر ان لوگوں کو تبدیل کریں اور تاریخ میں حضرت عیسیٰؑ اور ان کی ماں حضرت مریمؑ کا یہ کردار گزر چکا ہے۔ میں اتنے کم وقت میں کیا چیز پڑھوں کیا نہ پڑھوں؟ بس ایک اشارہ کروں گا۔

ہمارے زمانے کے امامؑ کی والدہ محترمہ نرجس خاتون بنیادی طور پر عیسائی تھیں اور ان کے سامنے یہ مسئلہ آیا کہ اب مسلمان ہو جاؤ تو بہر حال پیدائشی طور پر جو آدمی کا

مذہب ہے وہ آسانی سے اُس کو تبدیل نہیں کرتا۔ جب کہ وہ ہچکچا رہی تھیں۔ ساری کہانی آپ کو معلوم ہے۔

شعبان کو یہ پڑھی جاتی ہے مگر حضرت عیسیٰ کا کردار کتنا اہم ہونے والا ہے۔ جس کے لیے جملہ آج کہہ رہا ہوں اور بعد میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی مجلس آئے گی، اس میں تفصیل آئے گی۔

جب جناب نرجس خاتون پیدائشی عیسائی تھیں اور ایک عام عیسائی نہیں بلکہ تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے، جو محافظِ عیسائیت تھا۔

قیصر روم، رومیوں کا جو شہنشاہ ہوتا ہے اُس کی نواسی تھیں۔ چنانچہ حضرت مریم آئیں انھوں نے راغب کیا کہ میں مریم، میں خود عیسیٰؑ کی ماں، میں خود اسلام کا کلمہ پڑھتی ہوں۔ اُن کے کہنے سے ترغیب ملی ہے۔ یہی کردار حضرت عیسیٰؑ کو بعد میں آکے ادا کرنا ہے مگر یہ تو بہت بعد کی بات ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اب اس سفیانی کو لایا جائے گا، تو روایتوں میں ہے کہ اس کو سیریہ (شام) میں بٹھایا جائے گا اور دجال اس کی مدد کے لیے آئے گا۔ جیوز بک میں لکھا ہے کہ دجال اُس وقت آئے گا جب بیت المقدس یروشلم کے آس پاس بہت زیادہ سبزہ ہوگا۔ آخری تین مہینوں میں بلکہ دو تین سال سے باقاعدہ اس طرح سے ہے یوں یروشلم کا علاقہ ویسے ہی بہت زیادہ سرسبز ہے۔ شام کے حوالے سے ایک خاص سٹائل اور خاص انداز سے وہاں پر گارڈن بنائے گئے ہیں اور سبزہ کو وہاں لگایا گیا ہے۔ جب پوچھا گیا تو کہا کہ چونکہ یہ ظہور کی علامات میں سے ہے۔ یعنی علاماتِ ظہورِ دجال۔

ہم چاہتے ہیں کہ جلدی آجائیں اس لیے جو علامات ہمارے کنٹرول میں ہیں اُنھیں ہم خود کر رہے ہیں پر یہ ہماری تیاری کا ایک حصہ ہے۔ اب یہودی یہ تو ہم کو بالکل ایک مذاق لگ رہا ہے لیکن وہ بہت سنجیدہ ہیں اور جو صحیح تیاری ہے وہ بھی کر رہے ہیں۔ ہمارا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اب تک کوئی تیاری ظاہر نہیں کی۔ میری ان

مجالس (عشرہ زینبیہ) کا موضوع علاماتِ ظہور نہیں ہے۔ ہماری ذمہ داری، ہماری ڈیوٹی، ہمیں کیا تیاری کرنا ہے؟ مگر یہ دو تین مجلسیں جواب ہورہی ہیں۔ یہ اس لیے ہیں کہ اگر آپ ایک سوال کریں کہ مولانا یہ تیاری ابھی کیوں کی جائے؟ جب امام آئیں گے تو دیکھا جائے گا تو یہ بتانے کے لیے کہ امام آنے والے ہیں۔ یہ علاماتِ ظہور میں سے کچھ میں بتا رہا ہوں۔ یہ دوسرا موضوع ہے کہ کس طرح تیار ہو کر بیٹھنا ہے جیسے کسی بوڑھے آدمی سے کہا جائے کہ موت کی تیاری کرو اور تیار ہو جاؤ۔ اُس کی سمجھ میں آئے گی بات اور اگر کسی جوان سے کہا جائے تو وہ کہے گا کہ مولانا! یہ لیکچر ابھی مجھے نہ دیجیے۔ ابھی تو میں جوان ہوں یہ لیکچر دینا ہے تو بوڑھے لوگوں کو لا کے دیجیے گا۔ اب یہ عام موت آرہی ہے اگرچہ وہ جوان اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ علاماتِ ظہور میں یہ بھی شامل ہے کہ نوجوانوں کی موت کثرت سے ہوگی۔ ناگہانی موت کثرت کے ساتھ ہوا کرے گی۔ نئی نئی بیماریاں نکلیں گی اور ان کے ذریعے انسان مرے گا مگر ایک انسانی نفسیات ہے کہ جب تک آدمی جوان ہوتا ہے اُس وقت تک اُسے موت کا یقین نہیں آتا۔ کتنا ہی آپ اُسے بتاتے رہیے۔ نوجوان ہمارے کہتے ہیں کہ مولانا! ڈر سے پسینہ آجاتا ہے۔ ایک نوجوان کو مائل کرنے کے لیے یہ پالیسی دے دی گئی ہے۔ بھائی کیا کریں گے یہ پالیسی لے کے؟ چالیس سال تک تو ابھی، بنا پڑے گا۔ ابھی تک میں جوان ہوں لیکن بوڑھا آدمی یہ بات نہیں کہتا۔ قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہے۔ پھر بھی داڑھی کو منڈوائے جارہا ہے۔ قبر میں پیر لٹکائے بیٹھا ہے لیکن پھر بھی اپنے بیٹوں سے نہیں پوتوں سے کہتا ہے کہ بیٹا فلاں میوزک والا چینل لگاؤ، اُس میں بڑے مزے کا میوزک ہے۔ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ کچھ چیزوں میں اُن بیچاروں کو طاقت نہیں ہے لیکن اگر اُن کے سامنے کہا جائے تو خاموش تو ہو جاتا ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ ہاں یہ کیسی ہے جو تیاری کرنا ہے؟ ظہورِ امام میں ہم میں سے اکثریت یہ سمجھ رہی ہے کہ ابھی ہم جوان ہیں اور امام کے آنے میں بہت وقت ہے۔ اس لیے جب تک ثابت نہ کیا جائے اور
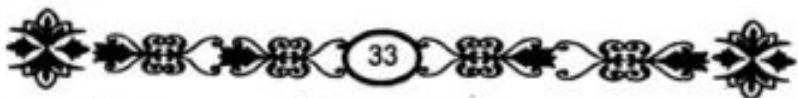
پروف نہ کیا جائے کہ اب زیادہ انتظار کرنے کا وقت نہیں ہے۔ یہ علامات ظہور بتا رہی ہیں کہ بالکل ہمارے امامؑ ہمارے دروازے کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اس کے بعد ہی لوگوں کو تیاری کا موضوع سمجھ میں آئے گا۔ اب یہاں پر ایک بات تو میں اس زاویے سے کروں جس کے لیے کوئی مستند بات نہیں ہے مگر وہ بھی ایک زاویہ ہے بات سمجھانے کا اور ایک آدھ مجلس کے بعد اس کی تقریر آئے گی۔ وہ یہ ہے کہ مثلاً حوزہ علمیہ کو انتہائی اہم مراجع میں سے ایک، مجھے نہیں معلوم کہ جو بات میں کہہ رہا ہوں یہ بات واقعاً مستند ہے کہ نہیں مگر اُن کے حوالے سے یہ بات آ گئی ہے۔

حوزہ علمیہ قم میں انتہائی اہم مراجع میں سے ایک آیت اللہ العظمیٰ شیخ تقی آقائے بہجت اتنے پرہیزگار اور اتنے بڑے سکالر اُن کے خود واقعات اتنے ہیں کہ پکچر پورا ہو جائے۔ ہمارے برادر محترم شبیر صاحب، انہی کے بیٹے سے کچھ درس کے لیے آئے ہیں اُن کے حوالے سے ایک بات آج کل بہت مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ انھوں نے یہ فرمایا کہ وہ عورت پیدا ہو گئی ہے جو آگے چل کر امام زمانہؑ کو آخرکار شہید کرے گی۔ امام زمانہؑ کے آنے میں کتنا ٹائم ہے اس کے لیے مختلف انداز سے اندازے لگائے جا رہے ہیں۔ اب یہ بات جو کہ انتہائی مقدس اور متقی مرجع کے حوالے سے آئی ہے۔ مجھے اب تک یقین نہیں ہے کہ انھوں نے یہ بات کہی ہو گی لیکن میں یہ بتا رہا ہوں کہ جو لوگ اِس راستے سے جاتے ہیں۔ اُن کے پاس بھی ایسی علامات آ رہی ہیں کہ وہ عورت (اب اُس عورت کی عمر اتنا زیادہ نہیں ہو گی اُس کی عمر 30 سال ہو گی، 40 سال ہو گی) پیدا ہو چکی ہے اُس کا نام کچھ کتابوں میں ملیحہ اور کچھ میں سعیدہ ہے اور اُس کے بارے میں لکھا ہے کہ ازل سے مشرق وسطیٰ میں پیدا ہو گی لیکن اس کی آنکھوں کا رنگ وہی ہو گا جو یورپین کا ہوتا ہے۔ دراصل آج کل لینز کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا اس کا اصل رنگ کیا ہے؟ خیر وہ تو عورتوں کا موضوع ہے واپس آیئے ایک ہی انداز میں یہ کوئی زیادہ مستند انداز نہیں ہے۔

جو حدیثیں آئی ہیں امام کی اُن میں سے ایک حدیث یہ آ رہی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے یہ ارشاد فرمایا: سنو! میرا کلمہ پڑھنے والے سے اگرچہ اللہ نے یہ وعدہ کیا کہ اے رسولؐ! اب تم آ گئے اس لیے ان لوگوں پر عذاب نہیں آئے گا لیکن ہم نے اللہ کو کون سی خاص خدمت دی کہ اللہ ہم پر عذاب نہیں بھیجتا ہے۔ جبکہ ہم ہر وہ گناہ کرتے ہیں جو کہ ماضی کی اُمتوں نے کیا تھا۔ تو اُن پر عذاب آ گیا اگر ایک قوم کو اللہ نے (مچھلی) بنایا کہ وہ داڑھی منڈوا لیتے تھے، ہم نہیں کرتے ہیں؟ اگر ایک قوم کو اللہ نے خرگوش میں مسخ کیا تو اسی لیے تا کہ اُن پر عورتیں شریعت کا خیال نہیں کرتی تھیں، کیا آج ہماری عورتیں شریعت کے بارے میں لاپروا نہیں ہیں؟ اگر اب یہ دو چیزیں تو حدیث میں آئیں۔ بزنس میں ایک قوم فراڈ کر دے تو ساری قوم پر اللہ کا عذاب نہیں آتا اگر حضرت لوطؑ کی قوم ایک بڑا گناہ کرنے لگی تھی تو کیا ہمارے ہاں بھی اس گناہ کی مداخلت نہیں ہو رہی؟ اب کوشش یہی کی جا رہی ہے کہ اسے بالکل جائز قرار دیا جائے۔ مگر صرف ایک فرق ہے ہم میں اور اُن میں وہ یہ ہے کہ ہم کلمہ ایسے رسول کا پڑھتے ہیں جو خدا کو اتنا پسند ہے کہ جس کی وجہ سے اللہ ہم پر عذاب نہیں بھیج رہا۔

عزیزان! مگر خود یہ پیغمبرؐ فرماتے ہیں کہ ایک وقت آئے گا کہ میرے ماننے والوں پر مختلف عذاب آنے لگیں گے۔ ایسا تو نہیں آئے گا کہ ساری قوم ختم ہو جائے گی مگر موتیں ہوں گی، بیماریاں پھیلیں گی، زلزلے آئیں گے اور کئی اور عذاب۔ مولا یہ حدیث سُن رہے ہیں جیسے میں نے پرسوں یہ حدیث پڑھی تھی حسنؑ اور اُس کے بیٹے کی، یہ حدیث رسولؐ اور ہمارے مولاؑ کی۔ مولاؑ نے کہا کہ اے رسولؐ! آپ کی امت اور آپ کا کلمہ پڑھنے والوں پر عذاب کیوں آئے گا؟ پیغمبرؐ نے کہا یہ اس لیے کہ:

اِذَا عَمِلَ اُمَّتِیْ خَمْسَۃَ عَشَرَ خَصْلَۃً

پیغمبرؐ نے کہا کہ جب میرے ماننے والے پندرہ کام کرنے لگیں۔ پانچ پانچ اور پانچ، لیکن اس حدیث کا میرے موضوع سے کیا تعلق ہے؟ تعلق یہ ہے کہ اس کے آخر

میں مولاؑ نے وہی جملہ کہا۔ پرسوں کی مجلس میں آپ نے سنا امام حسنؑ کی بیٹی سے سنا تھا مولاؑ نے کہا: اللہ کے رسولؐ! پھر تو یہ بہت ہی بُری امت اور بہت ہی برا زمانہ ہوگا اور پیغمبرؐ نے کہا: نہیں یہ بُرے لوگ تو ہوں گے مگر اس میں اچھائی بھی ہوگی کہ اسی حالت میں اللہ میرے بیٹے کو بھیجے گا۔ اس لیے یہ حدیث متعلقہ ہوگئی ہم سے کہ اگر ہمیں اپنے امامِ زمانہ کے لیے تیاری کرنا ہے تو پہلے یہ یقین پیدا ہو کہ اُن کا آنا قریب آ گیا ہے اور یہ یقین کیسے پیدا ہوگا؟ اس کا صحیح طریقہ تو کچھ اور ہے مگر یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ معصومینؑ کی حدیثوں کو دیکھیے۔ فرماتے ہیں:

اِذَا اَضَاعَ الصَّلٰوۃَ و طبعوا الشھوات

حضرات پندرہ باتیں ہیں۔ کہا پہلی بار کب اللہ میری قوم پر عذاب بھیجنا شروع کرے گا؟ لیکن کہا وہ تو ساری امتیں مرگئی تھیں ہمیں خالی جھٹکے پہنچائے جائیں گے۔ شاید اب توبہ کرلے، شاید اب توبہ کرلے تو یہ کب ہوگا؟ جب لوگ اپنی نمازیں ضائع کریں گے۔

اِذَا اَضَاعَ الصَّلٰوۃَ

"نماز تو مسلمان ہی پڑھے گا نا۔"

اذا اضاء الصلوۃ کہ جب لوگ اپنی نمازیں ضائع کرنے لگیں گے۔ دیکھیے پیغمبرؐ کا یہ لفظ، یہ انتخابِ لفظی کتنا بہترین ہے یہ نہیں کہا جب لوگ نماز قضا کریں گے۔ دو چیزیں ہیں ایک ہے نماز قضا کرنا ایک ہے نماز ضائع کرنا۔ قضا کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ جو آدمی نماز نہیں پڑھتا۔ یہ بھی کم نہیں یعنی ایسے لوگ بھی تعداد میں کم نہیں مگر پیغمبرؐ جو فرما رہے ہیں کہ اُس کے علاوہ کچھ نمازی بھی اس حدیث میں آ گئے ہیں۔ نمازیں ضائع کرنا، اس میں وہ بھی آ گیا جس نے نماز پڑھی ہی نہیں اور وہ بھی آ گیا جو مسلسل نماز پڑھ رہا ہے۔ مگر ساتھ میں کوئی نہ کوئی ایسا کام کر رہا ہے کہ نماز پڑھ بھی رہا ہے اور اُس کی نماز ضائع بھی ہو رہی ہے۔ اُس کی نماز کی حالت ایسی ہے کہ جیسے کوئی آدمی
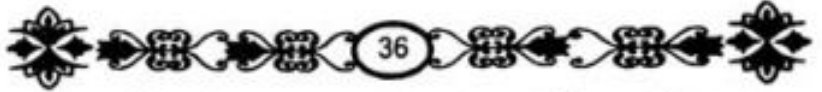
اپنے پیسے اپنی پاکٹ میں رکھتا ہے اور اُس پاکٹ میں ہے سوراخ۔ جتنا رکھتا جارہا ہے، گرتا جارہا ہے جتنا رکھتا جارہا ہے گرتا جارہا ہے اس بیچارے کو تو پتہ نہیں بلکہ اس کو اور زیادہ صدمہ پہنچے گا۔ جس کے پاس پیسے ہی نہیں ہیں اُس کو اتنا صدمہ نہیں پہنچے گا جیسے دکان پر گیا اور اس نے ایک چیز خریدی۔ ادائیگی کا وقت آیا اُس نے جیب میں دیکھا کچھ بھی نہیں ہے۔ لیکن دُنیا میں تو پھر بھی یا آپ دکاندار سے سوری کرلیں یا اُدھار پر لے آئیں گے۔ آخرت میں ہمیں پتہ چلے گا کہ جنت ملے گی مگر نمازیں ہو نہیں پائیں گی۔ ہم نے پاکٹ میں ہاتھ ڈالا خداوند کتنی نمازیں چاہئیں ہیں؟ میرے پاس کتنی ہیں اور اب جو ہاتھ ڈالا پتہ چلا کہ جیب تو کٹی ہوئی ہے۔ اس کے اندر ایک نماز بھی نہیں ہے۔ وہاں قیامت میں اُدھار نہیں چلے گا کہ خداوندا میں اُدھار پر جنت خرید لیتا ہوں اور اس کی ادائیگی بعد میں کروں گا۔ ایسا وہاں نہیں ہوگا۔ لوگ اتنے عادی ہوگئے ہیں اُدھار کارڈ کے کہ یہاں بھی یہی سمجھ رہے ہیں۔ یہ جملہ سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں اس لیے کہ ہمارے ساتھ یہی ہو رہا ہے۔ پہنچیں گے، اگر جنت نکل آئے تو کہیں گے خداوندا! جنت بھیج دے۔ وہاں میں روزانہ ہزار رکعت نماز پڑھ دیا کروں گا۔ اِس اُدھار کے ذریعے سے لے کے۔ میرا موضوع دوسرے حصہ کی طرف جارہا ہے میں واپس آتا ہوں۔ امام زمانہ نے یہ کہا کہ جب نماز ضائع کی جائے گی۔ آپ نماز بھی پڑھ رہے ہیں اور مومن کا حق مار کر بھی بیٹھے ہیں، آپ نماز بھی پڑھ رہے ہیں اور خمس کی صحیح طریقہ سے ادائیگی نہیں کر رہے ہیں۔ ہمارے ہاں تو کچھ ایسے لوگ ہیں جو خمس دیتے ہی نہیں ہیں۔ کچھ ایسے بغیر حساب کتاب کے دیتے ہیں۔ یہ نہیں چلتا اسلام کے اندر۔

یہ تو ایسا ہی ہے کہ آپ نے کہا کہ میں بھول گیا کہ نمازِ مغرب کے اندر کتنی رکعتیں ہیں؟ میں آٹھ دس رکعت پڑھ لیتا ہوں جتنی اللہ کو چاہیے وہ کاٹ لے گا۔ ایسا تو نہیں چلے گا نہ خمس کے اندر، حساب کرنا پڑتا ہے۔ اس میں وہ لوگ بھی آگئے لوگ نہیں بلکہ لوگیاں یعنی وہ لیڈیز بھی آگئیں جو نماز پڑھتی ہیں لیکن جو نماز کا ایک خاص لباس

ہے، وہ ان کے پاس موجود نہیں ہے۔ یا بال نظر آ گیا یا قنوت کے وقت ہاتھ کی کلائی نظر آ گئی۔ اس میں وہ لوگ بھی آ گئے کہ مسجد میں نماز بھی پڑھتے ہیں کبھیوں میں Gambling بھی کرتے ہیں۔ اس میں وہ لوگ بھی آ گئے کہ امام باڑے میں نماز بھی پڑھتے ہیں شراب خانوں میں جا کر شراب بھی پیتے ہیں۔ نماز نہ پڑھنے والا سرفہرست ہے مگر کچھ نمازی بھی آ گئے۔ ایسے نمازی ہوں گے تو پیغمبرؐ نے پہلا اعلان کیا کہ اللہ وہ عذاب بھیجے گا (وہ میں کل سناؤں گا۔ آج وقت نہیں ہے وہ چار پانچ ہیں)۔

اور پھر مولاؑ کے سوال پر کہا کہ ہاں اس کے اندر ایک اچھائی ہے کہ امامؑ زمانہ آئیں گے۔ وطبعوا الشھوات اور دوسرای علامت ظہور یہ ہے کہ لوگ خواہشات نفسانی کی پیروی کریں گے۔ بہت ہی مشکل لفظ آ گیا۔ خواہش نفس کسے کہتے ہیں؟ اس کو میں بہت ہی سادہ کر کے سمجھا رہا ہوں۔ خواہش نفس اُسے کہتے ہیں دیکھیے! گناہوں کی دو قسمیں ہیں: ایک گناہ آدمی اس لیے کرتا ہے کہ اس گناہ سے اُسے فائدہ مل رہا ہے۔ پھر عقل کہتی ہے کہ چلو اس نے گناہ کیا تو کچھ ملا تو سہی نا! اگرچہ جو ملا غلط ملا لیکن ایک گناہ وہ ہے جس میں کچھ ملتا بھی نہیں ہے۔ پھر بھی آدمی کر رہا ہے۔ اسے کہتے ہیں شہوت والا گناہ، ملا ہی نہیں ہے کچھ۔ جیسے راوی نے پوچھا تھا صادقِ آلِ محمدؐ امام جعفر صادق علیہ السلام سے مولاؑ! زنا کرنے والے کو کافر نہیں کہتے اور جو نماز نہیں پڑھتا اُسے کافر کہتے ہیں (یہ کافر کا مطلب وہ والا کافر نہیں ہے لیکن بہرحال امامؑ بے نمازی کو بہت زیادہ کافر کہا کرتے تھے)؟

امامؑ نے کہا کہ اس لیے کہ زنا کرنے والا اگر گناہ کر رہا ہے تو اس کو بہرحال اس کے بدلے میں ایک خوشی، ایک لذت اور مزہ مل رہا ہے۔ جو نماز نہیں پڑھ رہا ہے اُسے تو اس نماز کو ترک کرنے سے کچھ مل نہیں رہا ہے یہ تو اس لیے نماز کو چھوڑ رہا ہے کہ یا تو وہ نماز کو اہمیت نہیں دے رہا ہے یا کہتا ہے کہ بس میرا دل نہیں کر رہا ہے۔

بھائی شراب پینے والے کو ایک مزہ ملتا ہے، Gambling کرنے والے کو
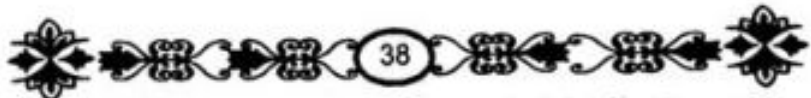
پیسے کی اُمید ہوتی ہے لیکن اگر کوئی آدمی گناہ کرے اور ہم اُس سے پوچھ لیں کہ اس گناہ سے آپ کو مل کیا رہا ہے؟ وہ کہتے ہیں ملتو کچھ نہیں رہا مگر دل چاہتا ہے تو اس کو کہتے ہیں شہوات والے گناہ۔ موضوع کی لسٹ مثال ہے۔

داڑھی منڈوانا، داڑھی منڈوانے سے کیا مل رہا ہے؟ کبھی حجاب کا مسئلہ آ۔ وہ جوانی کا مسئلہ ہے۔ کبھی یہ ہوتا ہے کہ لڑکیاں اُس کے رشتے کو انکار کر دیتی ہیں کہ داڑھی والا شوہر نہیں چاہئے وہ شادی کے پہلے کا مسئلہ ہے۔ جن کے یہ مسئلے بھی دور ہو چکے ہیں پھر بھی کہا: آخرت کی پہلی پہچان لوگ نمازیں ضائع کریں گے۔ لوگ ایسے گناہ کریں گے کہ جس کی کوئی تک بھی نہیں بنتی۔ حرام ہے، گناہ ہے لیکن کچھ پیسے تو آئیں گے نا! مگر ایسا گناہ کیا۔ جب یہ ہو جائے تب سمجھ لینا کہ اب میرا بیٹا آنے والا ہے مگر اور بھی کچھ باتیں ہیں۔ وہ انشاء اللہ بعد میں آنے والی مجالس میں آتی رہیں گی مگر اتنا عرض کر دوں کہ تاریخ اسلام میں رسول اللہؐ سے لے کر ظہور امامؑ تک ایسا زمانہ کبھی نہیں گزرا کہ جب یہ پندرہ گناہ ہو رہے ہوں کہ جن میں سرفہرست یہ دو گناہ ہیں۔ نمازوں کو ضائع کرنا یعنی پڑھنا مگر اس طرح پڑھنا کہ نماز ضائع ہو جائے اور ایسے گناہ کرنا جس میں مل کچھ نہیں رہا بس آدمی کہے میرا دل چاہتا ہے۔ میرا من چاہتا ہے۔

پوری تاریخ اسلام میں یا تو ظہور امامؑ کے قریب یہ گناہ ہوں گے اور یا یزید کے دور میں ہو چکے ہیں۔ بس ایک بڑا بنیادی فرق تھا کہ ظہور کے قریب یہ گناہ شیعہ کرے گا۔ یزید کے دور میں یہ گناہ شیعہ نہیں کرتا تھا، یزید کرتا تھا یعنی سادہ زبان میں امامؑ اُس وقت ظاہر ہوں جب یزید کا طریقہ شیعہ اختیار کر لیں گے۔ زبان سے کہیں گے کہ یزید مردہ باد اور خود وہ طریقہ اختیار کریں گے جو یزید کر رہا تھا۔ ابھی تیرہ باتیں اور دیکھ لیجئے گا کل یہ حدیث مکمل ہو گی اور پھر ایک پیغام آپ کے سامنے آئے گا لیکن تین چار مجالس کا موضوع صرف ایک ہے۔ امامؑ کی تحریک کے لیے کیسے تیار ہوا جائے؟ فوراً کیوں؟ آجکل ابھی تو بہت وقت ہے۔ تو یہی ابھی بتانا ہے مگر یزید کا زمانہ گزرا ہے اور

ایک پیریڈ امامؑ سے پہلے شیعوں کا گزرے گا جو یزید والی باتیں لے لیں گے۔

کتنے تعجب کی بات ہے کہ کربلا کے حوالے سے۔ بس امامؑ آپ سے ایک شخص درخواست کر رہا ہے اور وہ درخواست یہ ہے کہ ایک مرتبہ کربلا میں نئی نئی نسل تیار ہوئی۔ چوتھا امام کربلا 35 سال زندہ رہا۔ یہ پوری نئی نسل کربلا کے بعد پیدا ہوئی۔ ایک بار کچھ جوان امامؑ کے پاس گئے۔ مولاؑ ہم کربلا میں نہ تھے لیکن آپ کربلا کے حوالہ سے ہمیں مشورہ دیجئے کہ ہم تو اُس وقت نہیں تھے اب آپؑ کی مدد کیسے کریں؟

اب یہ سوال ایسا ہے کہ جس کا جواب امامؑ بھی ایک رابطہ سے دے رہے ہیں۔ کہا: اگر ہماری مدد کرنا چاہتے ہو تو دو کام کبھی نہ کرنا ایک یہ ہے کہ شراب کبھی نہ پینا اور ایک یہ ہے کہ جوئے کی طرف نہ جانا۔ اب یہ جو مکالے ہیں یہ کیوں کیے ہیں؟ مولاؑ کربلا کے حوالے سے بات کر رہے ہیں، یہ تو اللہ کا حکم ہے ہی۔ یہ تو الگ چیز ہے، یہ تو شریعت ہے، کیا کہا؟ نہیں میں کربلا ہی کے رابطے میں کہہ رہا ہوں۔ جب ہم یزید کے سامنے گئے تھے تو اس وقت وہ شراب پی رہا تھا اور اُس وقت وہ جوئے میں مصروف تھا۔ جب بھی ہم کسی کو شراب اور جوتے میں دیکھتے ہیں تو ہمیں یزید کا دربار اور اپنے گھر والے یاد آ جاتے ہیں۔ مولا سجادؑ نے کربلا کے پورے حادثے میں سب سے المناک واقعہ کہا ہے۔ قاسمؑ کی شہادت نہیں۔ اکبرؑ کی شہادت نہیں۔ ہے عباسؑ کی شہادت نہیں ہے۔ ارے بابا کی شہادت نہیں ہے۔ یہ سب حادثاتی ہے۔ وہ ہے الشام الشام، الشام۔ مولا سجادؑ شام میں کیا ہوا کہا: شام میں یزید کا دربار تھا اور میری بہنیں او رپھوپھیاں ننگے سر اس یزید کے دربار میں کھڑی تھیں۔

عزادارو! ایک عجیب منزل، ایک مرتبہ مدینہ میں کسی نے پوچھا تھا مولا سجادؑ سے کہ میں اُس دن بھی زیاد کے دربار میں تھا جس دن آپؑ کے چچا مسلم بن عقیلؑ کو گرفتار کر کے لائے تھے اور میں اُس دن بھی دربار میں تھا جس دن آپؑ قیدی بنا کے لوٹے گئے تھے۔ مولاؑ! مگر آپ دونوں میں کتنا فرق تھا۔ آپ کے چچا مسلم آئے تھے اگرچہ

زخمی تھے، جہاد کر کے آئے تھے، ہاتھوں میں ہتھکڑی تھی مگر مولاؑ وہ سینہ تان کر آئے تھے، چہرہ اُٹھا ہوا تھا لیکن زیاد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہے تھے۔ لیکن مولاؑ! جس دن میں نے آپ کو ابن زیاد کے دربار میں دیکھا تھا۔ آپؑ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپؑ کی کمر جھکی ہے۔ سر نیچے ہے نگاہیں زمین پر لگی ہیں۔ مولاؑ! آپ کے چچا مسلمؑ کتنا ہی بہادر کیوں نہ ہو لیکن آپؑ امامِ معصومؑ ہیں۔ آپؑ اُن سے زیادہ بہادر ہیں۔ اپنے دادا علیؑ کے وارث ہیں۔ وہ اِس طرح سے آئے اور آپؑ اتنا جھک کے آئے یہ اتنا فرق کیوں ہو گیا؟ ہائے میرا آقا سجادؑ! تڑپ کے کہا سوال کرنے والے تو نے سوال تو کر دیا مگر یہ نہ دیکھا کہ میرے چچا جب آئے تھے تو وہ اکیلے آئے تھے، تنہا آئے تھے، ہائے! جب میں ابن زیاد کے دربار میں آیا تھا تو محمدؐ کی نواسیاں، علیؑ اور فاطمہؑ کی بیٹیاں، ہائے! میری پھوپھیاں، ہائے! میری بہنیں، ہائے! وہ زینبؑ ہائے! وہ کلثومؑ، ننگے سر بے مقنع، بے چادر۔

## مجلس سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَهَلْ يَنْظُرُونَ اِلَّا السَّاعَةَ (سورہ محمد، آیت:18)

حضرات گرامی!

سورۃ مبارکہ محمد (قرآن کریم کی سورۃ نمبر 47۔ سورہ کی تلاوت کی جارہی ہے بلکہ کردی ہے، اس کی تفسیر بیان کی جارہی ہے)۔ اس آیت کا نمبر 18 ہے اور اس میں قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ ظہور امام (اب یہ والی لفاظی میری ہے)۔ مگر معصومین کی تفسیر کی روشنی میں قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ ظہور امام ایک اچانک واقعہ نہیں ہوگا۔ پہلے سے اُس کی علامات ظاہر ہونے لگیں گی بلکہ صرف یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ قرآن کہہ رہا ہے کہ کچھ علامات ظہور تو اُسی وقت آ گئی تھیں یعنی چودہ صدیاں پہلے پیغمبر کی زندگی میں یہ یاد رکھیے کہ انسان کی زندگی کے کچھ ایسے حقائق ہیں جن میں ذرا سا بھی شک نہیں ہے۔ اُس کے بارے میں اتنا ایذا کا اثر نہیں۔ ایک روایت حضرت یعقوب علیہ السلام کے حوالے سے ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت یعقوبؑ کی ملاقات کے لیے ملک الموت آیا۔ اب ملک الموت خود ایک بہت ہی مفصل اور دلچسپ موضوع ہے لیکن اُس کو پہلے میں نے اس لیے ٹچ نہیں کیا کہ ملک الموت کے آنے سے مومنین جا چکے ہوں گے لیکن اتنا سا واقعہ تو سن لیجیے کہ ملک الموت جس کی ایک ڈیوٹی یہ بھی ہے کہ مختلف انبیاء کو سلام کرنے لیے نیچے اُترتا ہے۔ (شاید آپ کے علم میں ہو کہ پتہ نہیں کیا ہوا تھا کہ اس ہوائی سفر کے درمیان کچھ ایسا وانت کا مسئلہ ہو گیا کہ پہلے دن سے لے کے اب تک

مسلسل درد کی حالت میں ہوں اس لیے میں نماز پڑھانے سے بھی پرہیز کر رہا تھا اور یہ بھی ایک وجہ ہے وجوہات میں سے۔ عوام کا دباؤ میرے اوپر ہے کہ مجلس کا دورانیہ بڑھایا جائے اور میں اسے قبول نہیں کر رہا ہوں اور پہلے ہی دن میں نے اپنے محترم بزرگ کو یہ بتلایا تھا تو انھوں نے یہ پیشکش کی تھی کہ میں ایک مکے کے ذریعے آپ کا یہ دانت نکال دوں گا نہ رہے گا دانت نہ ہوگا کوئی درد)۔ اچھا کیا کہ ہماری کسی کتاب میں نہیں لیکن مسلمانوں کی بڑی مستند کتاب میں یہ (کہانی) Story ہے۔ جو ملک الموت ہر نبی کو سیر کرانے لے جاتا ہے تو ایک دفعہ تو جاتا ہے اپنی ڈیوٹی پر یعنی روح نکالنے کے لیے تو حضرت نوحؑ کی بھی ہمارے ہاں (کہانی) Story ہے کہ جب اُن کا آخری لمحہ آیا تھا تو اُس وقت انھوں نے ملک الموت سے کیا باتیں کی تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی کہانی Story تو بڑی دلچسپ ہے اور اسی طرح اور انبیاء کے واقعات ہیں۔ تو حضرت موسیٰؑ کی کہانی Story بھی تو ہے نا کہ جب ملک الموت اُن کی روح نکالنے کے لیے گیا تو حضرت موسیٰؑ کو ایک اژدہا دیا جاتا ہے اُس کا بہت ڈر لگتا ہے چنانچہ اس طرح سے انھوں نے ملک الموت کو مکا مارا اور کہا کہ اس کی آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ گو ہمارے ہاں ایک نبی یا فرشتہ کے حوالے سے ایسی کوئی بیوقوفانہ حدیث نہیں آسکتی لیکن مسلمانوں کی بڑی مستند کتاب میں آئی ہے لیکن یہ کہانی Story بیوقوفانہ ہے جو ابھی میں بتا رہا ہوں۔

ہماری کتاب میں ہے کہ ملک الموت اسی طرح سے یعقوبؑ نبی کو سیر کرانے آیا۔ بلاشبہ ویسٹ میں آنے کے بعد جو آپ کی (نسل) پیدا ہو رہی ہے اُس کے لیے انگریزی مجلس اور انگریزی زبان بہت ضروری ہے لیکن اگر ایک ہلکا سا رابطہ کیا جائے عربی کے ساتھ خصوصاً، جو کچھ اسلام کی اصطلاحات ہیں وہ ویسی کی ویسی استعمال کی جائیں۔ انگریزی میں بھی تو شاید وہ زیادہ بہتر ہوگا جس میں انبیاءؑ کے نام بھی شامل ہیں۔ اب جناب یعقوبؑ بائبل کی زبان میں یا انگلش زبان میں ہیں اور یوسف جوزف ہیں لیکن اگر یہ والے نام جو قرآن میں آئے ہیں وہ انگلش میں جو آپ اپنے بچوں سے

رابطہ کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ تین یا چار سال آیت اللہ سیستانی زیارت کرنے والوں کو یہ مشورہ دیتے رہے ہیں کہ جس ملک میں ہیں وہاں کی زبان کچھ بھی ہو لیکن جو آپ کی اپنی زبان ہے اُس کو کبھی نہ بھولنا تو کم از کم یہ الفاظ حضرت یعقوب ملک الموت۔ جب اُن کو سیر کرانے آیا، ابھی موت کے لیے نہیں آیا، روح نکالنے نہیں آیا، ابھی تو جو ایک فرشتہ کی ڈیوٹی ہے کہ نبی کی جا کے زیارت کرے اور اس کی عزت کرے تو حضرت یعقوبؑ نے اس سے کہا کہ اے ملک الموت! ایک عام شکایت یہ ہے کہ (اب یہ سب ہم کو سمجھانے کے لیے اس طرح کا مکالمہ ہو رہا ہے) تو جب کسی کی روح نکالتا ہے تو اچانک پہنچ جاتا ہے۔ بھائی! ہمارا تمہارا ایک تعلق ہے۔ میرے لیے ایک پیغام لے کر آنا تاکہ اُس کے لیے میں پہلے سے تیار ہو جاؤں۔ نبی اپنے لیے تو نہیں کہہ رہا یہ موت خلائی ہے۔ امام زمانہ کے حوالے سے ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پیغام ہے۔ ملک الموت نے کہا کہ یا نبی اللہ! ٹھیک ہے میرا آپؑ سے وعدہ ہے۔ وعدہ کر دیا اب اس کے بعد جب حضرت یعقوبؑ کی موت کا وقت آیا تو پوری کہانی اس میں آتی ہے۔ حضرت یوسفؑ کی اور پھر طویل عرصہ تک باپ اور بیٹے میں جدائی اور پھر وہ فیملی کا جمع ہو جانا۔ مختصر یہ کہ جب ملک الموت آیا تو حضرت یعقوبؑ سے کہا کہ یا نبی اللہ! اب وہ وقت آ گیا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کی روح نکالی جائے۔ اب ایک نبی کے لیے موت کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن وہ پیغام ہمیں دینا تھا اس لیے ایک مرتبہ کہا کہ اے ملک الموت! تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ پہلے سے میرے پاس کوئی پیغام بھجواؤ گے۔ تمہارا کوئی پیغام آئے گا اور تم اچانک آ گئے۔

ملک الموت نے کہا: یا نبی اللہ! ایسا نہیں میں نے اپنے وعدے کے مطابق آپ کو پیغام دیا تھا۔ میرا پیغام آیا تھا بلکہ آپ نے تو اُس وقت طے کیا تھا صرف ایک پیغام کے لیے لیکن میں نے تو کئی بھجوائے ہیں، بہت سارے۔ حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ کون تھا وہ؟ میرے پاس تو کوئی نہیں آیا۔ کہا کہ نہیں یا نبی اللہ! آپ کے یہ کالے بال سفید

ہونے لگے تھے آپ کی کمر جھکنے لگی تھی کہ آپ کے چہرے پر جھریاں پڑنے لگیں، آپ کی آنکھ کمزور ہونے لگی، آپ کا جو جسم تھا وہ کمزوری محسوس کرنے لگا۔ یہ سارے ایک ایک میرے پیغام ہیں کہ اب ملک الموت آنے والا ہے۔ ہوشیار ہو کے تیار ہو کے بیٹھو۔ میرے پیغام آئے آپ نے اُن کی پروانہ کی۔ اب اس میں میرا کیا قصور ہے؟ لیکن جو مسئلہ موت کے بارے میں ہے کہ اچانک موت بہت کم آتی ہے۔ البتہ آخری زمانے کے لیے یہ کہا گیا کہ مگر وہ پھر وہ ہماری دیگر مجالس کا موضوع بنے گا۔ جہاں پر اصل موضوع سامنے آئے گا کہ ہم کیسے تیاری کریں ظہور امامؑ کی؟ وہاں پر ذرا تفصیل آئے گی۔ اسی طرح سے زمانے کے امامؑ کا ظہور ہوگا تو امامؑ اچانک نہیں آئیں گے اس کے لیے کچھ نشانیاں ہیں کچھ علامات ہیں اور یہ آنا شروع ہو چکی ہیں اور اب ہر وہ علامت جو ہمارے زمانے میں ہمارے سامنے ہے جو عملاً پوری ہو چکی ہیں ایک تو کتاب میں لکھا ہے کہ آخری زمانہ جو ہوگا اس میں یہ ہونے والا ہے مگر پھر ہمارے سامنے نشانیاں آتی ہیں۔ یہ ہمیں ایک ایک پیغام دیتی ہیں۔ یہ ایک قسم کی جس کو اُردو میں کہتے ہیں کہ خطرے کی گھنٹی یا خبردار کرنا کہ اب تو تیار ہو جاؤ اب تمہارا امامؑ بالکل تمہارے قریب، تمہارے دروازے پر پہنچ چکا ہے۔ اگرچہ یہاں پر ہمارے لیے ایک اور بہت بڑا خطرہ ہے۔ ایک جس کی وجہ سے پرانے زمانے کے معصومینؑ کے صحابی کبھی کبھار کہا کرتے تھے کہ وہ لوگ بہت اچھے ہیں جنھیں غیبت کا زمانہ ملے گا اس بڑے امتحان یا چیلنج سے اللہ اُن کو بچا لے گا۔ اُن کو ضرورت نہیں پڑے گی۔ امامؑ کی موجودگی میں آتا ہے۔ دیکھیے آپ یہ نہ سمجھ لیجیے کہ اگر ہمارا امامؑ ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا تو کتنی آسانی ہو جاتی زندگی میں۔ ارے نہیں اُس وقت تو بڑی مشکل ہو جاتی۔ ماضی میں بھی یہ ہو چکا ہے اور ظہور امام کے بعد بھی یہ ہونے والا ہے جو لوگ امامؑ کے ظہور کی علامات پائیں گے۔

ظہور امامؑ کے وقت ہوں گے۔ اگرچہ پوری انسانی تاریخ میں سب سے زیادہ
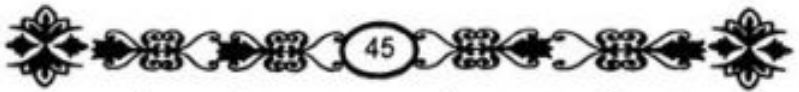
زیادہ مقام رکھا ہے مگر پہلے اُن کے لیے اتنا ہی سخت اور خطرناک امتحان بھی ہوگا۔ جس طرح اُن کو تصدیق کیا جائے گا کہ روایت میں یہ جملہ ہے کہ آخری زمانے میں، اور میں یہ بتادوں کہ یہ حدیث کس کی ہے۔ اس لیے کہ جب ایسے کسی امام کی حدیث آتی ہے جس کی حدیثیں منبر پر کم پڑھی جاتی ہیں تو میں خاص طور پر اس لیے نشان دہی کرتا ہوں کہ شاید میرے نشان دہی کرنے سے اس امام کی ایک حدیث آپ کو یاد رہ جائے۔ سب سے زیادہ تذکرہ کس امام کا ہوتا ہے۔ ابھی تک جس امام کا ذکر زیادہ ہے وہ ہمارے چوتھے امام امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔ وجۂ امام کا ذکر زیادہ کیوں ہوتا ہے؟ اس لیے کہ کربلا کا المیہ میں جو سب سے بڑا کردار ہے وہ چوتھے امام کا ہے۔ آقا حسینؑ کا ذکر تو پہلا عشرہ ہے اس کے بعد تو ذکر چوتھے امام کا ہوتا ہے لیکن ایک لفظ میں نے اور کہا ہے اس لیے کہ اب وہ زمانہ بن رہا ہے جب عزاداری کے حوالے سے ایک نعرہ لگایا جائے گا اور وہ یہ لگایا جائے گا کہ ہمیں غم کے بیان کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔

ایرانی انقلاب سے پہلے اس مسئلہ کو سامنے کرنا ہے۔ کہا جائے گا کہ ہمیں غم کے بیان کی ضرورت نہیں تفسیر قرآن ہو جائے، سادہ سا لیکچر ہو جائے یہ ساری چیزیں۔ اب کس طرح سے اُن کو روکا جائے؟ تو پہلا طریقہ یہ اختیار کیا جائے گا کہ کہا جانے لگا حدیثیں کمزور ہیں اور دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا جائے گا کہ بھائی اس وقت موجودہ حالت میں رونے سے کام نہیں چلے گا۔ یہ ساری چیزیں جو کہ میں ابھی (اپنی آئندہ جو تقاریر ہیں اُس میں بتادیا جائے کہ اُس میں کیا کیا موضوع ہوگا۔

ابھی بتادیا جائے ایک تقریر پوری مرجعیت کے موضوع پر ہوگی۔ ایک پوری تقریر عزاداری کے موضوع پر ہوگی۔ ایک پوری تقریر تربیت اولاد کے موضوع پر ہوگی ایک پوری تقریر اس موجودہ صورت حال میں ظالم کی پہچان کرنے پر ہے کیونکہ ظالم فقط ایک مخلوق کا نام نہیں ہوتا ہے کبھی چھوٹی سی تنظیم میں بھی ہوتا ہے یہ وہ چار پانچ تقریریں

ہیں جو آگے ہونے والی ہیں۔ اور یہ تیاری ہے جو ہم نے امامؑ کے لیے کرنا ہے)۔

مگر اس وقت یہ بات ابھی تک تو جب تک یہ ہمارے بزرگ زندہ ہیں اور ہماری خواتین خدا انھیں طول عمر دے کیونکہ اس وقت قوم کے لیے یہ اس اعتبار سے بھی بہت اہم ہو چکی ہیں کہ بچے تو نادان ہیں، نا سمجھ ہیں اُن کے پاس تو پس منظر نہیں ہے جو اُن کو مرجعیت کی ضرورت کا اندازہ ہو یا عزاداری کی اہمیت کا تو خیر جب تک یہ نسل زندہ ہے اُس وقت ذکرِ امامؑ منبر پر فضائل سے بھی ہوگا اور مصائب کے انداز سے بھی ہوگا۔ سب سے زیادہ ذکر چوتھے امامؑ کا ہو رہا ہے اُن کی کتنی حدیثیں ایک عام مومن کو یاد ہیں۔ اُس میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ چوتھے امامؑ یہ فرما رہے ہیں کہ "یاد رکھو! آخری زمانے میں اپنے ہاتھ پیر (جلتی ہوئی آگ) لے کے کھڑے ہونا آسان ہوگا لیکن اگر کسی مومن سے یہ کہا جائے کہ اپنے ایمان کو صبح سے شام تک صرف ایک دن کے لیے بچا لو تو یہ بہت ہی مشکل بلکہ ناممکن ہو جائے گا۔"

یہ بھی حدیث کا ایک حصہ تھا جو میں اکثر بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کربلا کے بعد کچھ گروپ ایسے تھے جنھوں نے امامؑ سے یہ کہا تھا کہ مولا دوسرے لوگ آپ کے خاندان کا نام استعمال کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کر رہے ہیں لیکن اُن کا مقصد صرف اور صرف اقتدار تھا۔ آپؑ تو خود کربلا والے ہیں آپ ایران میں آ جائیے۔

اُس وقت امامؑ نے یہ جواب دیا تھا کہ ہم میں سے معصومیت کے سلسلہ میں تلوار ہمارا وہ بیٹا اُٹھائے گا جو آخری زمانے میں آنے والا ہے۔ سب لوگوں نے کہا تھا کہ مولا ہم تو آج ہیں تو آخری زمانے والا امام کب آئے گا؟ ہم تو اس وقت تک زندہ نہیں ہوں گے۔ کیونکہ ابھی تو ہم آپؑ کے وقت پیریڈ (Period) میں ہیں جو چوتھے امامؑ ہیں۔ آخری دوبارہ یہ تو اتنا زیادہ وقت لگ رہا ہے کہ ہم تو مر جائیں گے تو پھر چوتھے امامؑ نے وہ اصول بتایا کہ سنو! جب بھی کوئی آدمی کربلا کے واقعے کو یاد کرے گا
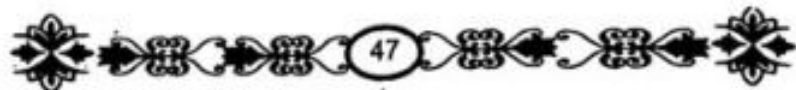
اور کہے گا فَيَا لَيْتَنِیْ كُنْتُ مَعَكُمْ اے کربلا والو! کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا تو جب میرا بیٹا آئے گا اُن لوگوں کو میرے بیٹے کی آرمی کے اندر جوائن کروایا جائے گا اگر زندہ ہیں تو یہ سیدھے آئیں گے اگر یہ مر چکے ہیں تو ان کو ان کی قبر سے زندہ کر کے بلایا جائے گا لیکن وہ گروہ یہ جملہ سن کر بہت خوش ہو گئے کہ امام جب بھی آئیں گے کربلا کا بدلہ لینے تو ہم امام کی آرمی میں شامل ہو جائیں گے۔ وہ لوگ بہت خوش ہو گئے اُس وقت میرے امام نے کہا کہ میری بات سنو! وہ زمانہ ہوگا بڑا کروشل ایسا نہیں ہے کہ جو شیعہ میرے بیٹے کے زمانے کو پالے اور اُس میں موجود ہو تو وہ امام کی آرمی میں شامل بھی ہو۔ شیعہ کے لیے بھی گارنٹی نہیں ہے کیونکہ آخری زمانے میں اپنے ہاتھ میں آگ لے کے کھڑا رہنا آسان ہے مگر اپنے ایمان کی حفاظت کرنا مشکل ہے۔ سنو! کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو صبح کے وقت مومن ہوں گے اور جب شام آئے گی تو کافر ہو چکے ہوں گے اور کتنے وہ لوگ ہوں گے جو جب رات کو گھر آئیں گے تو مومن ہوں گے اور صبح کو گھر سے باہر نکلیں گے تو کافر ہوں گے اور کتنے لوگ ایسے ہوں گے جو ایک دن مومن ہوں گے اگلے دن کافر ہوں گے، پھر مومن ہوں گے پھر کافر ہوں گے۔ روزانہ آدمی اپنے ایسے ذاتی آراء شریعت میں داخل کرے گا جو اُس کو کافر بنا دیں گی۔ البتہ یہ علم کی کمی کی وجہ سے ہے۔ یہ نہیں ہے کہ دل سے سمجھے کہ آج اسلام چھوڑ دینا ہے اور کفر اختیار کرنا ہے۔ نہیں وہ رہے گا مسلمان۔ اُس کو خود پتہ نہیں ہوگا کہ اس وقت جو میں کسی بھی مسئلے میں اپنی رائے دے رہا ہوں وہ مجھے کافر بنا رہا ہے یہاں پر چوتھے امام کی اس حدیث کا ایک آخری جملہ اور سن لیجئے کیونکہ تربیتِ اولاد اور آخری زمانے میں ہماری ذمہ داری اُس میں یہ چیز ذرا اور زیادہ واضح ہو کے آئے گی۔ یہ ساری چیز ہمارا چوتھا امام بتا رہا ہے کہ دیکھو ابھی ہم تلوار اُٹھا نہیں سکتے۔ ہمارا بیٹا اُٹھائے گا جو آخری زمانے کو حاصل کرنا چاہے پہلے سے تیاری کرے۔

سنو! آخری زمانے میں ایمان کو بچانا بہت مشکل کام ہے پھر ایک جملہ اور امام

نے کہا جو ذرا سا بے ربط لگتا ہے لیکن اس رابطے میں سب سے زیادہ اہم جملہ وہی ہے۔ آخری جملہ کہا کہ سنو! آخری زمانے کی پہچان یا علامت یہ ہے کہ اب ذرا سوچیے کہ آخری زمانے کی علامات کیا ہیں؟ چوتھے امامؑ نے کون سی علامات منتخب کی ہیں؟ اور آخری زمانے میں اپنے ایمان کی حفاظت کرنے میں ایک علامت یہ ہے کہ آخری زمانے کی ایک بہت ہی اہم نشانی یہ ہوگی کہ رزق حلال دنیا سے ختم ہو جائے گا۔ اگر کوئی مومن ایک درہم یا ایک پونڈ حلال کا کمانا چاہے یہ اُس کے لیے ناممکن ہو جائے گا اور اُس کی خواہش بھی نہیں ہے وہ چاہتا بھی نہیں ہے مگر اُس کے گھر میں 70 درہم یا 70 پونڈ حرام کا جائے گا۔ حرام ہمیں نہیں چاہیے مگر اتنا عام اور اتنا کھلا پھیلا ہوگا حرام کہ نہیں چاہیے، پھر بھی کہیں نہ کہیں سے حرام داخل ہو جائے گا اور ایک پونڈ حلال کا چاہیے تو اُس کے لیے شام تک محنت کرے گا اور یہ اُس کے لیے مشکل ہو جائے گا لیکن باقی ساری علامات میں سے اس وقت چوتھے امامؑ نے کوئی علامت نہیں بتائی۔

رزق حلال اور رزقِ حرام کو اتنا اہم مسئلہ بنایا اور اس کو اس نے پہلے والے جملے سے ملا کے بتایا ہے اُس سے علیحدہ کر دیا ہے۔ جملہ کیا ہے کہ آخری زمانے میں ایمان بچانا مشکل ہو جائے گا یہ جو ہمارے ہاں مسئلے ہوتے ہیں کہ ایسے ایسے لوگ جو نہ قرآن کی تفسیر جانتے ہیں، نہ معصوم کی حدیث جانتے ہیں، نہ مرجع کا رسالہ سمجھ سکیں اور وہ آ کے ایسے ایسے بڑے مسائل میں اپنی رائے دیں گے۔ ہمیں پتہ ہے وہ کافر نہیں ہیں وہ خلوص کے ساتھ کہہ رہے ہیں مگر پھر بھی، پھر بھی اُن کی سنجیدگی ویسی ہی ہے ہر سنجیدہ آدمی صحیح نہیں ہوتا اُن کی سنجیدگی ایسی ہے۔ ایک آدمی نے ریچھ کو تربیت دے کر اپنے گھر میں رکھا تھا اور اس کو اتنا ٹرینڈ (تربیت) کیا تھا کہ جب یہ آدمی سوتا ہے وہ ریچھ اس کے اوپر سے مکھیوں کو اُڑاتا رہتا ہے، بڑا سنجیدہ ہے اپنے آقا کے لیے۔ ایک دفعہ اُس نے دیکھا کہ ایک مکھی ایسی تھی جس کو جہاں سے اُڑاتا وہاں پر واپس آ جاتی۔ چنانچہ غصے کے عالم میں کہ یہ میرے آقا کو نقصان پہنچا رہی ہے پوری سنجیدگی کے ساتھ

اُس نے اتنا بڑا پتھر اُٹھا کے مارا کہ مکھی تو بچ گئی آقا مر گیا۔ اُس کے سنجیدہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ایسی سنجیدگی اپنی جہالت کی وجہ سے اتنا بڑا پتھر اُٹھا کے مارا۔ معلوم ہوا کہ اسلام کی خدمت کرنے جارہے ہیں لیکن اسلام ہی ختم ہو گیا۔ اس مسئلے میں اس قسم کے اور بہت سارے واقعات دیکھیں گے جو گھر میں زیر بحث ہیں۔ وہاں بھی یہ بات کرتے ہیں۔ وجہ؟ یہ رزق حلال اور حرام پر کوئی سادہ یا چھوٹی سی بات نہیں ہے۔ جیسا کہ اُس حدیث میں بھی یہ تفصیل آرہی ہے۔ جس کو میں شروع کر رہا ہوں تو چوتھے امام کا یہ فرمان کہ آخری زمانہ میں سب سے مشکل ہوگا مومن کو اپنے ایمان کا بچانا اور پھر کہا کہ اتنا ہی مشکل کام ہوگا رزق حلال کو حاصل کرنا۔ لیکن پیغمبرؐ نے مولاؑ کو جو تفصیل اس حدیث کی بتائی ہے اُس کے اندر اور بھی کچھ نکات (Points) ہیں جن پر ہمیں اپنی کمیونٹی اور جہاں جہاں مسلمان ہیں اُن کو اُس کے ذریعہ سے جج کرنا ہے۔ اللہ کا رسول کہہ رہا ہے کہ اللہ آخری زمانے کے مسلمانوں پر عذاب بھیجے گا۔ دیکھیے آج روزانہ جب ہماری آنکھ کھلتی ہے اخبار اُٹھائیں کوئی نہ کوئی ایسی خبر آجاتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمان مارے جارہے ہیں۔ ریڈیو آن کریں۔ ٹی وی آن کریں، ڈش یا کیبل کے کسی چینل پر چلے جائیں، کوئی میگزین اُٹھائیں، ایسا لگتا ہے کہ ہر نیا دن نیا مسئلہ مسلمانوں کے لیے اُٹھائے آرہا ہے۔ مگر ہر چیز میں دشمن کو ہم الزام نہیں دے سکتے۔ کہیں پر ہماری اپنی غلطی بھی ہوتی ہے۔ اللہ کا رسول کہہ رہا ہے کہ آخری زمانے میں ظالم حکمران مسلمانوں پر امپوز ہوں گے۔ اس میں ایک بہت ہی تفصیلی حدیث ہے۔ جس کے دو تین جملے پڑھ رہا ہوں یہ ایک اور حدیث ہے کہ پیغمبر کا یہ جملہ کہ ایسا ماحول بن جائے گا کہ جو فطرتی مسئلے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے علاقہ میں آئیں گے اور جو سیاسی (Political) مسئلے ہیں وہ بھی مسلمانوں کے علاقہ میں آئیں گے اور جو دُنیا کے ظالم حکمران ہیں وہ بھی مسلمانوں کے علاقہ میں آئیں گے یعنی ایسا لگے گا کہ عام انسان بھی مسلمانوں کے خلاف ہے اور (نعوذ باللہ) اللہ بھی مسلمانوں

کے خلاف ہو گیا ہے۔

زلزلے آ رہے ہیں تو اس علاقہ میں سیلاب (Floods) آ رہے ہیں تو اس علاقہ میں اور بہت سارے مسئلے ہیں۔ اس وقت عراق کے مسئلہ کی وجہ سے ہم اُدھر اتنا مصروف ہو گئے ہیں کہ ہمیں خود ہی نہیں پتہ کہ باقی اسلامی دُنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ جو پہلے علامات کا ایشو ہے اور جو جہاں پر قتل و غارت کا مسئلہ جاری ہے، وہ پیچھے چلا گیا ہے۔ مگر پیغمبرؐ کی اس حدیث کو لے کر اگر آپ دیکھیں تو اسلامی دنیا کی ایسی ہی کیفیت ہے۔ رسول اللہؐ کے تقریباً تین سال بعد ایک دفعہ مولاؑ نے بہت ہی تفصیل میں خطبہ دیا تھا چونکہ رسولؐ والی حدیث عام آئی ہے جس کے اندر مولاؑ نے تصدیق کیا ہے۔ اُس کے اندر مولاؑ آخری زمانے کی نشانیاں بتاتے بتاتے کہہ رہے ہیں کہ افسوس عراق والوں کی حالت پر اور ایک چیز میں صرف معلومات کے لیے بتا دوں عراق کا لفظ جب آتا ہے تو پرانی جغرافیاء میں آج کا عراق اور پرانا عراق ذرا مختلف ہے اور یہی عراق اور شام کو تقریباً ایک ہی علاقہ جانا جاتا ہے تو جب عراق کا لفظ آتا ہے عراق کا مطلب ہوتا ہے عراق، شام اور شام کا لفظ آئے تو وہ بھی اسی طرح جیسے خراسان۔ یہ لفظ یاد رکھیے گا خراسان، آج خراسان ایران کا ایک حصہ ہے۔ جو مشہد شہر ہے مگر امامؑ کی زبان پر جب لفظ خراسان آتا ہے تو اس میں افغانستان بھی شامل ہوتا ہے۔ یہ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ خراسان کے حوالہ میں معصوم نے کچھ ایسی حدیثیں ارشاد فرمائیں کہ اس مجمع کے سامنے تو وہ کل یا پرسوں آئی ہیں جو کتابیں پڑھتے ہیں انھوں نے کہا مولانا آج سب لوگ عراق میں گئے ہیں مگر ایران کے بارے میں تو حدیث آئی ہے بڑے ظالم حکمران ہوں گے اور یہ ہوگا وہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ آپ نے کون سی کتاب میں پڑھا ہے تو اس نے کتاب لا کے دکھائی ہے اُس میں ایران نہیں تھا خراسان تھا۔

عراق والو! آج کے جغرافیہ کے اعتبار سے خراسان کا مطلب ایران ہے۔ امامؑ کے زمانے میں خراسان کا معنی افغانستان ہے تو یہ جغرافیہ میں جو تبدیلی آ گئی ہے اس کو

ذہن میں رکھ کر کچھ حدیثیں سنیں۔ کہا افسوس عراق والوں کی حالت پر یہ مولاؑ کا خطبہ ہے۔ بصرہ کے راستے سے ایک ظالم اُن پر حملہ کرنے آئے گا اور اپنے ساتھ ایک ایسے کو لے کر آئے گا جس کا نام شین سے شروع ہوتا ہے ابھی یہ عربی کا لفظ ہے۔ انگریزی میں اب یہ کون سا ہو سکتا ہے یہ مجھے بھی نہیں معلوم لوگ شاید مجھ سے بہتر جانتے ہوں، البتہ انگریزی کے اندر تو غالباً ''ش'' ہی ہے۔ ''س'' نہیں ہے یہ جو ''س'' میں دیکھتا ہوں کہ جب انگریز بولتے ہیں تو جو (س) ہے اس کو (ش) بتا دیتے ہیں۔ سری لنکا شری لنکا ہو جاتا ہے۔ آغا سیستانی آغا شیشتانی بن جاتے ہیں تو یہ تو ہوا انگریزی کا مسئلہ یہاں حدیث میں امامؑ نے بہت واضح کیا ہے (ش) کہ ظالم حکمران بصرہ کے راستے سے آئے گا اور پھر امامؑ نے ایک فاصلہ بتایا بصرہ کے راستے داخل ہوگا۔ اتنے فاصلہ کے علاقے میں جو آج کویت اور بحرین کے درمیان کا علاقہ بنتا ہے۔ اب یہ فاصلہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ پہلے زمانے میں فاصلوں کا عربوں میں یہ رواج ہی نہ تھا کہ فاصلہ بتایا جائے فٹ یا میٹر یا میل کے حساب سے وہاں تو ہوتا تھا کہ دو دن کا فاصلہ ہے چار دن کا فاصلہ ہے اور یہ آج بھی امریکن زبان میں یہی ہے۔ ہم جاتے وہاں یہ امام باڑے میں مومن آتے ہیں مولانا! ہمارے گھر لائیے۔ کتنی دور ہے آپ کا گھر؟ اب ہم انڈیا اور پاکستان میں رہنے والے سوال کرتے ہیں وہ کہتا ہے بیس منٹ دو گھنٹے کی Drive یا ڈیڑھ گھنٹے کی Drive تین گھنٹے کی ڈرائیو، وہاں بھی آج فاصلے بتانے کا طریقہ یہ ہے کہ وقت بھی یونٹ کے ذریعے بتاتے ہیں اور وہ یہ پرانی عربی کا، اور مولا نے کہا تھا کہ بصرہ کے راستے آئے گا بصرہ کے راستے اُس کا Base کہاں ہوگا تو مولاؑ نے بتایا کہ اتنے دن کے فاصلے پر میں اتنی تفصیل میں اس لیے نہیں جا رہا ہوں کہ آج کی جو حدیث کل کی جو حدیث ہے اُسے مکمل کر سکوں تو تھوڑا آگے کو بڑھ جاؤں۔

ابھی سنیے! کہا افسوس عراق والوں پر! بصرہ کے راستے ایک انتہائی ظالم حکمران داخل ہوگا اور اپنے ساتھ اُن کا ایک ایسا لیڈر لے کے آئے گا جس کا نام ''ش'' سے

شروع ہوتا ہے اور یہ جو لیڈر آئے گا تو پہاڑوں میں رہنے والے کز روہ اُن کا ساتھ دیں گے اس لیڈر کا اور اسے وہاں حکومت کرنے کا موقع مل جائے گا مگر امامؑ یہ فرما رہے ہیں کہ اس کے آنے کے بعد اہل عراق پر ظلم اور بڑھ جائے گا۔ اُن کی عورتوں کی عزتیں تک محفوظ نہ رہیں گی اور ہائے! کوفہ والوں کی حالت، اچھا اب یہ بھی میں یہاں پر بتا دوں کہ مولاؑ کے کلام میں جب بھی کوفے کا لفظ آتا ہے تو اس کا مطلب کوفہ، نجف ہے کیونکہ نجف مولا کے زمانے میں نہیں تھا۔ مولاؑ کی شہادت کے بعد مولاؑ کی میت کو حسینؑ نے جا کے دفن کیا اور چھٹے یا ساتویں امامؑ کے زمانے میں وہ جگہ امامؑ نے بتائی تھی اور اس کے بعد وہاں نجف آباد ہوا تو نجف علیؑ کے زمانے میں تھا ہی نہیں۔ چنانچہ اشاروں میں بات ہو رہی تھی۔ امامؑ فرماتے ہیں ہائے کوفہ والوں کی حالت! جن پر آسمان سے آگ کی بارش ہوگی اور اس کے بعد آٹھ دس جملے اور ہیں جو بعد میں آنے والی کسی تقریر میں موقع ملا تو عرض کروں گا۔ اب یہ خاص میراث کے حوالے سے مولاؑ کا یہ خطبہ ہے۔

چار یا پانچ ایسی باتیں اس میں بیان کی گئیں ہیں جن میں اکثر باتیں آپ کو ایسا لگ رہا ہے جیسے ابھی ابھی میڈیا پر خبریں سن کے آپ آئے ہیں اور حدیث اس سے مل رہی ہے۔

## معاویہ اور ابن زیاد کی کامیابی کا طریقہ کار

اس پر میں ایک بات اور بتا دوں اس لیے کہ یہ بات کل آئی تھی اور رہ گئی ہے۔ میرے منصوبے کے تحت اس کو آگے آنا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ مولانا ابھی تذکرہ کر لیں یہودیت دجال کا انتظار کر رہی ہے تیاری کے ساتھ، اگرچہ ہمارے بزرگوں نے ہمارے دین کے اندر دجال کی دشمنی اور نفرت بٹھائی ہے مگر یاد رکھیے گا دجال جب آئے گا تو وہ بہت ہی زیادہ محبت، امن کی باتیں کرتا ہوا آئے گا۔ ایک جملہ میں اکثر کہتا ہوں کہ یزید کا باپ معاویہ اور یزید کا گورنر ابن زیاد ان دونوں کا طریقہ کار یہ رہا

ہے ایک دفعہ لوگوں نے پوچھا اور بعد میں ابن زیاد سے بھی کہ آخر تم لوگ اتنے کامیاب کیسے رہے؟ اگر چہ تم جن کے خلاف ہو وہ معصوم، رسولؐ کی اولاد، اتنا اُن کا بہترین کردار پھر بھی وہ اچھا کردار رکھنے کے باوجود اور رسولؐ کی اولاد ہونے کے باوجود پیچھے رہ گئے، یہ دشمن کہہ رہا ہے ہمیں تو پتہ ہے کہ امامؑ ہمیشہ جیتا ہوتا ہے اور تم لوگ کتنا آگے نکل گئے؟ الگ الگ یہ سوال کیا گیا، دونوں نے ایک جواب دیا، کیا جواب دیا، تھا کہ ہمارے داہنی طرف پر دیکھو اور ہمارے بائیں طرف پر دیکھو ہر تلوار رکھی ہے دائیں طرف درہم یا پونڈ کی ایک تھیلی رکھی ہے۔ کہا کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جس کا ایمان پیسے دے کر خرید سکیں خرید لیتے ہیں اور جو پیسے سے نہیں بکتا تو تلوار کے ذریعے اُس کو اپنے سامنے جھکا دیتے ہیں ایک طرف تلوار ہے اور ایک طرف ڈالر اور پونڈ ہے۔ ان دو کے ذریعے سے ہم اتنے کامیاب ہو گئے کیونکہ اہل بیتؑ کے یہاں ان دونوں چیزوں کی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح سے کرپشن والا پیسہ دیا جا سکتا ہے اور نہ اپنی امامت کو تقسیم کرنے کے لیے تلوار استعمال کی جا سکتی ہے۔ مگر میں تاریخ نہیں بتا رہا ہوں میں تو دنیا کا فیوچر بتا رہا ہوں۔ یہ مثال میں اکثر بتایا کرتا ہوں کہ آخری زمانے میں مومنین کرام کو نقصان پہنچانے کے لیے دو باتیں لائیں گے ایک کا نام سفیانی، مولاؑ نے اسے عراق والوں کے خطبے کے آخر میں عراق کے بعد اس کو شام تک پہنچایا۔ وہ ذرا دلچسپ نقطہ ہے۔ لیکن آج نہیں ابھی کل کے بعد چھٹیوں کی رات شروع ہو رہی ہے اُس میں اس کی تفصیل آ جائے گی۔ یہ لفظ میں نے کیوں کہا کہ چھٹیاں آ رہی ہیں اس کی تفصیل آ جائے گی۔ اس لیے کہ آپ بھی اس بات کو محسوس کر رہے ہیں اور میرے لیے تو پہلے دن سے مسئلہ ہے۔ وقت بہت کم لگ رہا ہے اور الحمد للہ لوگوں نے وقت کے حوالے سے انتظامیہ کمیٹی تک یہ بات پہنچائی ہے کہ میری مجالس میں خواتین کو زیادہ ٹارگٹ بنایا جاتا ہے بلکہ میری مجالس کی ای میل آتی ہیں اس میں یہ کہتے ہیں کہ آپ جو ہیں خواتین کو بہت زیادہ بے
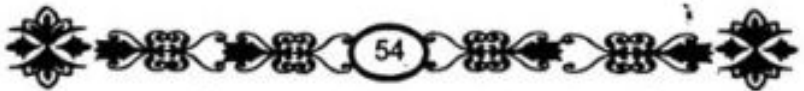
عزت کرتے ہیں مگر خواتین ہی کی طرف سے زیادہ گذارشات آتی ہیں۔

انتظامیہ کمیٹی نے اور آپ کے صدر صاحب نے مجھ سے کہا بھی ہے کہ مولانا! آپ ایک گھنٹہ تک پڑھ سکتے ہیں لیکن میں نہیں پڑھوں گا۔ شاید کسی چھٹی کی ایک آدھ رات میں پڑھ لوں فی الحال نہیں پڑھوں گا۔ اس کی دو بڑی وجوہات ہیں پہلی وجہ یہ ہے جو میرا ذاتی مسئلہ ہے اگرچہ موسیٰ بھائی اس وقت بہت سے حل لے کے بیٹھے ہیں لیکن میں اُس کی طرف نہیں جا رہا ہوں دوسرا بڑا مسئلہ کہ انگریزی میں ایک لفظ ہوتا ہے پبلسٹی (شہرت)، میرے ساتھ ایک ہی مسئلہ ہوا ہے کہ دارالسلام میں پڑھنے گیا تھا۔ 45 منٹ کا وقت ملا میں نے 45 منٹ کی تقریر کردی دو تقریروں کے بعد میرا دباؤ بڑھا تو مجھ سے کہا گیا کہ آپ ایک گھنٹہ پڑھ لیں۔ لوگوں کے کہنے پر میں نے پڑھ دیا اُس کے بعد میرے ساتھ یہ چند سال پہلے حجت امام باڑے میں بھی یہی ہوا۔ اُس کے بعد جعفری سینٹر اور پرونو میں بھی یہی ہوا۔ جو مجمع آرہا تھا وہ شوق سے آرہا تھا۔ 10 منٹ زیادہ سُن بھی رہے تھے لیکن وہ بھی اُن کو کم لگ رہا تھا۔ مگر ہوا کیا؟ یہ کہ دنیا بھر میں یہ مشہور ہو گیا کہ پروگرام بھی لوگوں کے پاس ہیں اور کیسٹ بھی لوگوں کے پاس ہیں۔ ان دونوں کے بیچ میں کیا ہوا یہ تو لوگوں کو نہیں پتہ ہے نا! ہر جگہ پر مشہور ہو گیا کہ ان کو وقت دیا جاتا ہے 45 منٹ اور یہ ایک گھنٹہ یا ایک گھنٹہ دس منٹ سے کم نہیں پڑھتے۔ اب اُن کو نہیں معلوم کہ پروگرام جب چھپا اُس وقت کمیٹی نے یا لوگوں نے یہ طے کیا ہو گا اور کسی وجہ سے کمیٹی کے یا پبلک کے اصرار میں، میں نے ٹائم بڑھایا ہے اُن کو نہیں معلوم۔ بیچ کی سٹوری تو ریکارڈ نہیں ہے۔ ریکارڈ یہ ہے جماعت کا......

ریکارڈ اُوپر ہے کیسٹ لائبریری میں میرا کیسٹ یہاں ہے۔ 45 منٹ وہاں تقریر ہے 70 منٹ اور 75 منٹ میں بدنام ہو گیا بغیر کسی وجہ کے جتنا اُن کو ٹائم دیا جاتا ہے یہ کم از کم اُس سے 15 منٹ زیادہ پڑھتے ہیں۔ بہرحال جب یہ صورت بنی ایک بار، دوبار، تین بار، میں شروع میں تو ایک بے وقوف سا آدمی تھا لیکن اب تو مجھے تجربہ
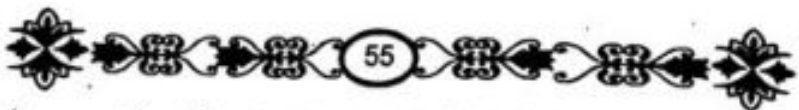
ہو گیا ہے تو اب میں نے طے کیا ہے کہ جتنا ریکارڈ والا وقت ہوگا میں اُتنا ہی پڑھوں گا
کہ بعد میں یہ والا مسئلہ نہ بنے۔ لیکن ایک آدھ مرتبہ ہو سکتا ہے، وہ بھی چھٹی کی مجلس میں
ہو سکتا ہے یہ بات ہو جائے لیکن ابھی میں کم از کم آج اور کل کی مجلس میں حد وقت میں
رہوں گا۔ اس لیے بہت ساری ایسی باتیں جو ان تقریروں میں شروع ہوئی ہیں اور مکمل
نہیں ہوئی ہیں ان شاء اللہ بعد میں ساری مکمل ہو جائیں گی۔

اب دجال کے حوالے سے کہہ رہا تھا کہ دجال اور سفیانی دو آدمی آ گئے۔
سفیانی کا ذکر بھی تین چار مرتبہ تقریروں میں آیا اور دجال کا بھی اور ہر آدمی جانتا بھی
ہے کہ مولاؑ کے اُس خطے میں جہاں (عراق سے شام) کا ذکر ہے وہاں سفیانی کا بہت
تذکرہ ہے۔ ضرورت ہوئی تو میں اُس کو پڑھوں گا آپ کے سامنے لیکن یہ سفیانی اور
دجال دو اینٹی اسلام اور اینٹی شیعہ شخصیات ہیں۔ میں اکثر کہتا ہوں کہ اس کو یوں سمجھ
لیجئے جیسے معاویہ کے دو ہاتھ الگ الگ ہیں۔ ابن زیاد کے دونوں ہاتھ الگ الگ ہیں۔
سفیانی خالی تلوار لا کر اس کے ذریعے مسلمانوں اور شیعت کو ختم کرنے گی اور دجال
بڑے پیار سے، بڑی محبت سے (ہمیں لفظ دجال سن کے نفرت سی ہو جاتی ہے) وہ اس
طرح نہیں آئے گا وہ کہیں آزادی کا نعرہ لگائے گا۔ وہ کہیں ایڈز کا (نعرہ وہ بیماری
ہے، جو بھی سعودیہ کے اندر بھیجی جاتی ہے اور جو انڈیا پاکستان میں بھیجی جاتی ہے) کہیں
وہ ایڈز لے کر آئے گا کھانے پینے کی وہ کھانا پینا لائے گا کہیں پر وہ این جی او ہوتی
ہیں جو 99% امریکن پیسے سے امریکن پلاننگ پر چلتی ہمارے ملکوں میں آتی ہیں، کبھی
ایسے کہ عورتوں کو اُن کے حقوق دلوانا ہیں، کبھی کہتے ہیں بچوں کو اُن کا حق دلوانا ہے، کبھی
کہتے ہیں کہ فلاں ملک کے اندر جمہوریت لانا ہے۔ یہ سارا سلسلہ اور جہاں یہ سب بھی
نہ چلے وہاں گانا بجانا اور بے پردگی، تو دجال کا طریقہ کار بالکل مختلف ہوگا۔ وہ دجال تو
کہیں سے لگے گا ہی نہیں۔ یہ میں جملہ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ دھوکہ بھی کھا سکتے
ہیں۔ آپ نے آج تک جو اپنے بزرگوں سے جو تصویر ذہن میں بنائی ہے وہ ایسی

خوفناک اور بھیانک ہے کہ اُس کی ایک آنکھ ہوگی۔ چہرہ بھی اُس کا اتنا منحوس ہوگا کہ آپ ایسے آدمی کا انتظار کریں گے۔ آئے گا بڑا پیارا سا آدمی، خوبصورت آدمی، گورا گورا آدمی بہت دبلا پتلا آدمی، بہت ہی سمارٹ آدمی اور جو اُس کے ساتھ جو اُس کی سیکریٹری آئیں گی (مرد تو نہیں ہوں گے ساری عورتیں ہوں گی) وہ اس سے بھی زیادہ اچھی لگ رہی ہوں گی تو آپ انتظار کررہے ہیں کہ اُس وقت ہم دجال سے الگ بیٹھیں گے جو بہت ہی خوفناک شکل کا اور اب وہ آئے گا تو اس کا پتہ چلے گا کہ یہ دجال ہے۔ اس کو تو آپ دجال ہی نہیں سمجھیں گے وہ آکر بھی آپ کو بڑے پیار والے لبریشن، ڈیموکریسی، ڈش انٹینا، کھانے پینے کی چیزیں اتنا تو آپ نے سنا ہے کہ دجال روٹی لائے گا میں ان چیزوں کو بیان نہیں کررہا ہوں کچھ چیزیں یہاں اچھی بھی ہیں۔ یہ سوشل سسٹم کی ایک ذرا سی بدلی ہوئی شکل نہیں ہے۔ اگر سوشل سسٹم کے نام سے آپ کو کچھ دیا جائے تو آپ کے ذہن میں خیال بھی نہیں آسکتا ہے کہ یہ دجال ہوگا۔ ہمارے بزرگوں نے جو دجال بتایا تھا یہی تو کیا تھا کہ روٹی لا کے دے گا میں نے انگلینڈ کے سوشل سسٹم کا اتنا سروے نہیں کیا لیکن کینیڈا کا دیکھا، آسٹریلیا کا دیکھا اور نیوزی لینڈ کا، تو وہاں کا سوشل سسٹم ایسا ہے کہ حقیقت میں خالی اتنا ملتا ہے کہ آدمی روٹی کا انتظام کرے عیش و آرام کے ساتھ ایک زندگی نہیں گزار سکتا۔ اس کے لیے تو پھر تعلیم حاصل کرنا پڑتی ہے اتنا ہے کہ آدمی بھوک سے نہ مرے، اتنا ہے کہ اُس کا پیٹ بھر جائے اور دیکھیے دجال کی جو حالت روایتوں میں آئی تھی وہ یہی تھی کہ وہ روٹی لے کے آئے گا اور ضروریات نہیں دے گا۔ تو ہم ابھی سے تیار بیٹھے ہیں کہ آنے دو اُس کی روٹی اُس کے فتنہ پر پھینک ماریں گے۔ اس کے چہرے پر تھوکیں گے، اس پر لعنت کریں گے لیکن دجال کوئی بہتر انتظام کرکے روٹی ہمارے ہاتھ میں دے گا۔ ہم چوم کے اُس کو گھر میں رکھ لیں گے کہ بھائی یہ تو ہمارا حق بنتا ہے، یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ صحیح نہیں بھی بنتا ہے تو لوگ بنالیں گے۔ آیت اللہ سیستانی کا مشہور فتویٰ کہ گورنمنٹ کے کسی بھی قانون کو توڑنا

حرام ہے۔ خصوصاً ویلفیئر سسٹم کی مخالفت گناہ ہے۔ ایمپلائمنٹ کر رہے ہیں اور جو کر رہے ہیں مکمل نہیں کم از کم آیت اللہ سیستانی کے مقلد کے ہاں تو یہ رزق حرام ہو گیا۔ اب شروع مجلس میں آپ نے سنا کہ چوتھے امامؑ کی علاماتِ ظہور میں سب سے زیادہ جس سے ڈرایا ہے وہ یہی رزق حلال و حرام ہے۔ اب میں کہہ رہا ہوں کہ جس طرح سے میں نے اپنی ساری قوم کا سروے کیا ہے۔ 80 سے 85% لوگوں کے ذہن میں دجال کی جو تصویر ہے دجال ویسا ہے ہی نہیں اور اس لیے یہ لوگ مار کھا گئے۔ اس لیے کہ آدمی وہاں پر احتیاط کرتا ہے وہاں پر اپنے آپ کو بچاتا ہے۔

جب ذرا سا بھی اُس کو شک ہو جائے کہ یہ آنے والا دشمن ہے۔ دجال تو آ رہا ہے انتظام کے تحت۔ ہر وہ چیز جو دجال کے بارے میں روایتوں میں آج آ چکی ہے مگر اس کے آنے سے پہلے ٹاپ آف دی سسٹم (Top of the System) بن کے آئی ہے کہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ ابھی دجال نہیں آیا۔ روٹی دے گا مذہبی زندگی نہیں دے گا روٹی دے گا۔ جتنے بھی اس وقت ویلفیئر سسٹم ہیں سب کی بنیاد اس پر ہے کہ کسی آدمی کو بھوکا نہ مرنے دو مگر اتنا بھی اُس کو نہ دے دو کہ پھر اس ملک کے اندر کوئی بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی نہ رہے۔ بے پردہ عورتیں لے کے آئے گا۔ اب ہم انتظار کر رہے ہیں کہ آئے گا کوئی ایسا کم بخت جس کے ساتھ بے پردہ عورتیں ہوں گی ہم تھوکیں گے اُس کے چہرے پر لیکن سسٹم ایسا بن گیا کہ پردے والی عورت بھی اپنا پردہ اُتارنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ لفظ مجبور میں نے غلط استعمال کیا۔ اس طرح سے سسٹم بنایا کہ آہستہ آہستہ خود ہی عورت اپنا حجاب اُتارے جا رہی ہے۔ اتنا فرق تو ہے نا کہ چلیں کھوجا کمیٹی میں جو لوگ حیدری میں آتے ہیں اتنا احترام ہے اُن کے پاس مجلس کا اور امامؑ کی عزاداری کا کہ ساری عورتیں حجاب کے ساتھ آئی ہیں اور ان شاء اللہ یقین ہے کہ ننانوے فیصد سے زیادہ باہر بھی حجاب میں رہتی ہیں مگر کتنے خاندانی اجتماع ہیں جہاں حجاب کا کلچر وہ عورتیں بھی چھوڑ دیتی ہیں جو حجاب والی ہیں، بھئی یہ تو ایک خاندان ہے۔ دجال ایک

سسٹم کا نام ہے اس طرح سے بے حجابی کو ترقی دے گا کہ ہمیں پتہ بھی نہ چلے گا کہ یہ
دجال ہے اور ہم کو بے حجاب کر رہا ہے ہم تو انتظار کریں گے کہ واقعا جو روایتوں میں
ہے کہ گدھے پر دجال کو پہچان لیں گے اور ہم خود گدھے بن گئے۔ ہاں اب ذرا دیکھیے
گا کہ امریکن کسی سیاسی پارٹی کا نشان نہیں بنا اور دجال کے پاس گدھا اس کے ساتھ
روٹی دینا۔ یعنی خالی اتنی مدد دینا اور دجال کی اہم ترین بات یہ بتائی ہے کہ وہ اپنے
ساتھ میوزک لے کے آئے گا۔ اب ہمارے ذہن میں ایک تصویر ہے کہ ہمارے ذہن
سے مراد ہے انڈیا، پاکستان یہاں کے بارے میں مجھے زیادہ نہیں معلوم اس لیے کہ
بڑی تیزی کے ساتھ پرانی چیزوں کو لوگ بھولتے جا رہے ہیں۔ پرانی مجلسوں کو بھی مجلس
کہہ کر خارج کیا جا رہا ہے۔ ہمارے بزرگ جو اپنی نئی نسل کو یہ چیزیں منتقل کرتے ہیں۔
بزرگ اور اولاد کے درمیان بہر حال ایک نسلی فاصلہ چلا آ رہا ہے جس میں بہت بڑا
حصہ لسانی رکاوٹ کا بھی ہے یہ صرف نوجوانوں اور عالم کے بیچ میں نہیں ہے یہ بوڑھے
باپ یا بوڑھی ماں اور اُس کی اولاد کے بیچ میں بھی ہے لیکن باقی ملکوں میں میں نے
دیکھا کہ سب یہ انتظار کر رہے ہیں کہ خاص شکل کا آدمی ایک خاص گدھے پر بیٹھ کر یا
خاص قسم کا میوزک لے کے آئے گا تو یہ دجال ہوگا۔ اب نظام کے تحت تو دجال داخل
ہوگیا ہے۔ بتایئے آج کوئی ایسا گھر ہے جو یہ کہہ سکے کہ اس کے اندر کبھی میوزک کی
آواز نہیں آئی؟ سسٹم ایسا بنا لیا گیا کہ آپ اس سے بچنا بھی چاہیں تو نہیں بچ سکیں گے
لیکن میڈیا کے ذریعے، کیبل کے ذریعے، ڈش کے ذریعے جو میوزک آتا ہے ہم اسے
دجال والا میوزک نہیں سمجھتے۔ جو اس طرح ایجوکیشن سسٹم کے بیچ میں آزادی کا نعرہ،
ایک باہر کا ایسا ماحول کہ عورت ہماری بے حجاب ہو رہی ہے ہم اسے دجال والی بے حجابی
نہیں سمجھتے۔ ویلفیئر سسٹم یہاں جن ملکوں میں نہیں ہیں وہاں امریکہ اور یورپ کی
آرگنائزیشن پہنچ گئیں۔ جس طرح سے وہ امداد دیتی ہیں ہم اسے سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ
دجال ہم کو روٹی دے رہا ہے۔ ساری وہ چیزیں ہمارے سامنے آچکی ہیں جو دجال کے

حوالہ میں امام معصومؑ نے بتائیں مگر ہمارے بزرگوں نے دجال، دجال کا آنا، ایک ایسی تصویر ہمارے ذہن میں بٹھائی ہے کہ ہم کبھی سمجھ ہی نہیں پا رہے کہ دجال اُس طرح نہیں آئے گا۔ دجال پیار سے، محبت سے، ہمارا دوست بن کر، ہماری مدد کرنے کے لیے، ہمیں کچھ ذہنی سکون دینے آئے گا چنانچہ ہم پہچان بھی نہیں پائیں گے دجال کو اور یہی فرق امامؑ نے فرمایا: سفیانی تلوار لے کر آئے گی اور سیریا میں آئے گی۔ ایک جملہ میرا آج سن لیجیے۔ ایک جملہ میں نے پچھلے سال کہا تھا یہاں حیدری میں نہیں لیکن اس کے اطراف پڑوس کی مجلس میں کہ سارے آئینی حقوق سارے انسانی حقوق وہ سارے حقوق (Right) بھول جایئے چند مہینوں یا چند سالوں میں اتنی تیزی کے ساتھ تبدیلی آئے گی جس کا آج آپ کو یقین نہیں آ رہا۔ اُس وقت یہ خواہش بن جائے گی۔ دُنیا میں سے ملک کو کنڈمڈ کیا جاتا ہے یہاں کی پولیس کے اتنے حقوق (Rights) ہیں کہ جسے چاہے اُٹھا کے جیل میں بند کر دے بغیر کسی مقدمے کے۔ مغرب میں کبھی ایسا نہیں ہو سکتا؟ لیکن کیوں اب جو ہوا ایسا تو کبھی ہماری تیسری دنیا کے ممالک میں بھی نہیں ہوا جو یہ کہ کس انداز سے قید رکھا گیا اور ویسے بھی دیکھیے قانون اپنی جگہ صحیح ہے کہ اگر ملک کو خطرہ ہو رہا ہے اور ملک کے خطرے کی، نیشنل سیکورٹی کی بات آتی ہے لیکن مسئلہ یہ تھا کہ جب یہ قانون انڈیا میں، پاکستان میں اور امریکہ میں تھا تو ان کو بڑا کنڈمڈ کیا جاتا تھا۔ اپنے لوگ بھی جو وہاں کے ہیں اب میں آ گیا اور کچھ لوگوں کی سمجھ میں اس کی منطق نہیں آ رہی ہے۔ آج منطق آ رہی ہے مگر اگلا جملہ جو میں کہہ رہا ہوں کہ آنے والا زمانہ اتنا خطرناک ہوگا کہ پھر وہ کام ہوں گے یہاں جس کی منطق بھی آپ کو سمجھ نہیں آئے گی لیکن وہ پچھلے سال میں نے کہا تھا کہ ایک سال میں دنیا بہت آگے نکل گئی ہے اور اگلا جملہ یہ کہ حالات و واقعات کے تحت تو بچہ بچہ بھی کہہ دے گا کہ اب یہ سارے واقعات کا سنٹر بننے والا ہے۔

سیریا نہیں شام، دونوں میں فرق ہے شام میں اسرائیل، فلسطائن جوڑوں اور

شام میں یہ چاروں آ گئے اور یہ مولاؑ کے اُس خطبے میں بھی ہے۔ مگر ساتھ میں یہ بھی کہا گیا کہ جتنا بھی ظلم سفیانی کرلے جس کو لا کے بٹھایا جائے گا۔ جتنا بھی ظلم کرے پھر بھی اتنا نقصان شیعوں کو نہیں پہنچے گا۔ وہاں بھی دجال جب آئے گا (جو ایک سسٹم کا نام ہے تو اُس کا نقصان ہمارے شیعوں کو پہنچے گا۔ اس لیے تلوار کا مقابلہ کرنا شیعہ کے لیے مشکل نہیں ہے لیکن جو معصومیت دجال لے کے آرہا ہے اس کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ کاش جس طرح شیعہ اپنے یقین میں اتنا طاقت ور رہا ہے اور ایک جملہ میں ابھی آخر میں کہوں گا یہ اُس تقریر کی ہیڈ لائن بنے گی جو اس موضوع پر ہونے والی ہے۔

کاش شیعہ جو اپنے یقین میں اتنا قائم رہا۔ اگر رزقِ حلال و حرام، حجاب اور میوزک میں بھی اتنا مضبوط ہو تو دجال اُدھر سے اس کو نہیں بہکا سکتا تھا۔ سفیانی کو یہ چانس کیوں مل رہا ہے؟ سفیانی کی حمایت کیوں ہو رہی ہے؟ اس لیے کہ سفیانی نے تلوار لے کے آنا ہے کہ اپنا عقیدہ چھوڑ دو، شیعہ عقیدہ نہیں چھوڑے گا۔ دجال کامیاب کیوں ہوگا؟ وہ عقیدہ کی بات ہی نہیں کرے گا اور وہ تلوار کی بات ہی نہیں کرے گا وہ پیسے کی بات کرے گا۔ وہ میوزک کی بات کرے گا اور ان چیزوں پر شیعیت کمزور ہے اور یہ جو پہلا جملہ میں نے کہا کہ شیعہ اپنے یقین میں مضبوط رہا۔ یہ بھی یاد رکھیے گا اس کی بھی ایک وجہ ہے۔ وقت پورا ہو گیا ہے مجلس کا اگرچہ مجھے تو لگ رہا ہے کہ ابھی میری مجلس شروع بھی نہیں ہوئی لیکن کروں کیا تھوڑا میرا ہی طریقہ کار اتنا منظم طور پر نہیں ہے اور کچھ وقت کی وجہ سے بھی میں پریشان رہتا ہوں جب شروع میں سوچتا ہوں کہ یہ بھی کہنا ہے، یہ بھی کہنا ہے، یہ بھی کہنا ہے، بس ایک اور آخری جملہ سن لیجیے۔

ابنِ زیاد اور معاویہ کا اُلٹا ہاتھ بن کے دجال آرہا ہے۔ سیدھا ہاتھ بن کے سفیانی آرہی ہے یعنی تلوار۔ تلوار کے ذریعے سے شیعیت کو کبھی نقصان نہیں پہنچا مگر پیسے اور کرپشن کے ذریعے نقصان پہنچا ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ تلوار کے ذریعے شیعت کو نقصان نہیں پہنچا اُس کا بھی ایک طریقہ یہ ہے کہ شیعیت نے ہر چیز پر سمجھوتہ کیا
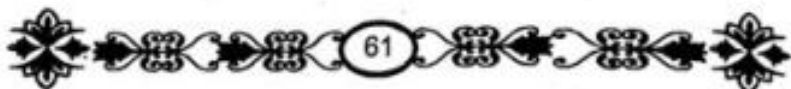
ہے لیکن کبھی عزداری پر نہیں کیا اور عزاداری پیغام یہ دیتی ہے کہ تلوار سے ہمیں نہ ڈراؤ۔ ہم اُس کے ماننے والے ہیں جو تلوار کے نیچے بھی سجدہ کر کے اللہ کا نام لیتا ہے۔ عزداری ہی ہے جس نے تلوار کا ڈر ہمارے دلوں سے نکالا ہے اور اب اگر کوئی تلوار بھی ایک طاقت ہے۔ اب اگر وہ جو ہمیں تلوار کے ذریعے شکست دینا چاہے گا تو پہلے وہ ہماری عزداری کو ختم کرے گا۔ کسی طرح وہ عزداری کو کمزور کرے گی کہ عزاداری ہمیں وہ جذبہ اور پاور نہ دے سکے لیکن جب تک یہ عزداری اس طرح سے چل رہی ہے تو کیا عزداری کے درمیان، میں ایک بات کہہ رہا ہوں۔ پیسے کا اتنا ذکر نہیں آنا چاہیے لیکن نہیں آتا، زیادہ ذکر آتا ہے تلوار کا تو پیغام ہمارے بچوں کو ماں کے پیٹ سے ملتا رہتا ہے۔ شیعت اس چیز کا نام ہے کہ جو ظالم اور دشمن کی تلوار سے بھی نہ گھبراتا۔ کیا کرے گا تلوار چلا کر؟ زیادہ سے زیادہ تمہارے بزرگوں کو قتل کرے گا تو جب حسینؑ شہید ہو گئے ہیں تو ہمارے بزرگ کیا رہ گئے ہیں زیادہ سے زیادہ تمہارے نوجوانوں کی لاشیں گرائے گا، جب حضرت عباسؑ اور جناب اکبرؑ جیسے شہید ہو گئے تو ہم اُن کے سامنے کیا ہیں؟ زیادہ سے زیادہ تمہارے بچوں پر ظلم کرے گا، جب قاسمؑ وعونؑ ومحمدؑ ہی نہیں۔ ننھا علی اصغرؑ جان دینے کو تیار ہے تو اِس قوم کو بچوں کی موت، جوانوں کی موت، بوڑھوں کی موت نہیں ڈرا سکتی اور کیا کرے گا ظالم کوڑے مارے گا؟ نہ تو جس قوم کا امام زمانہؑ وہ ہو جو کربلا سے کوفہ تک کوڑے کھاتا گیا ہو۔ ہمارے لیے اب کوڑوں کا کیا ڈر ہے؟ زیادہ سے زیادہ جیل میں ڈالے گا تو جو قوم شام کی اُس ایک سال کی قید کو نہ بھی اور روتی ہے۔ آج کے ظالم کی قید اُسے کیا نقصان پہنچائے گی؟ البتہ قید خانے میں زینبؑ اور سجادؑ ہی نہیں تھے کوئی اور بھی ان کے ساتھ تھا جو قید خانے کی نگرانی کرنے والا ہے تھا۔ پہلے تو اہل بیتؑ کا دشمن تھا۔

ایک سال جب اُس نے اُن کا کردار دیکھا کہ قید میں ہیں کھانے اور پینے کو کچھ نہیں مل رہا ہے، سردی اور گرمی میں اُن کے پاس پہننے کے لیے کوئی مناسب لباس نہیں

ہے مگر پھر بھی اس طرح اللہ کا شکر کر رہے ہیں۔ وہ تبدیل ہو گیا وہ اہل بیتؑ کا ماننے والا بن گیا مگر ایک دن وہ صبح آتا ہے میرے مولا سجادؑ کے پاس اور کہتا ہے کہ میں نے اتنا بڑا خطرہ مول لیا ہے کہ اپنی اور اپنی اولاد کی جان کو خطرے میں ڈال دیا اور جتنی سہولیات میں ممکن سمجھتا ہوں وہ ہی آپ کو دے رہا ہوں مگر مولاؑ! آپؑ کی فیملی بھی میرے ساتھ تعاون کرے۔ آپؑ ایسا کوئی کام تو نہ کریں کہ یزید مجھے اور میری اولاد کو قتل کرا دے۔ مولا سجادؑ نے کہا یہ تو نے کیا کہہ دیا؟ آج تک ہم پر دشمن کو بھی شکایت نہیں ہوئی تُو تو پھر بھی ہمارا شیعہ بن گیا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: روزانہ رات کو قید خانے سے کوئی بی بی نکل کر باہر بیٹھ جاتی ہے اور ساری رات ماتم کرتی ہے۔ مولاؑ اس طرح سے تو آپؑ باہر نہ جائیں۔ مولا سجادؑ نے کہا کہ ایک بات بتاؤں روزانہ رات کو اپنے ہاتھ سے تو قفل کر کے جاتا ہے صبح کو آ کر قفل وا کرتا ہے جب ساری رات قید خانہ بند ہے تو کوئی باہر نکلے تو کیسے نکلے؟

ذرا وہ بھی چکرا گیا کہا۔ مولاؑ! یہ تو آپؑ صحیح کہہ رہے ہیں۔ مولا سجادؑ نے کہا مگر تو نے یہ اندازہ کیسے لگایا کہ ہمارے خاندان کی کوئی بی بی ہے؟ کہا اس لیے کہ اُن کا لباس بھی ایسا ہوتا ہے اور وہ جو بین کرتی ہیں نوحہ پڑھتی ہیں کبھی کہتی ہیں ہائے! میرا حسینؑ! کبھی کہتی ہیں ہائے! میرا عباسؑ! کبھی کہتی ہیں ہائے! میرا اکبرؑ بیٹا! یہ تو وہی بین ہیں جو آپؑ کے خاندان کی عورتیں کرتی ہیں۔ مولاؑ نے کہا: اچھا آج آدھی رات کو جب وہ بی بی آئیں تو مجھے لے جانا۔ واپس آئے تو زینبؑ نے پوچھا بیٹا آج اس آدمی نے اتنی دیر باتیں کیوں کیں مولاؑ نے وضاحت کی تو زینبؑ نے کہا: بیٹا تو پھر جب رات کو وہ بی بی آئے تو مجھے بھی لے جانا۔ میں بھی دیکھوں وہ کون ہے جو میرے لئے گھر کا ماتم کر رہی ہے؟ آدھی رات کو وہ آدمی آیا اور کہا کہ چلیں چل کے دیکھ لیں۔ سجادؑ و زینبؑ ملے۔ واقعاً یہ دیکھا کہ قید خانہ کے باہر سیاہ پوش، نقاب پوش بی بی بیٹھی ہے۔ ہائے میرا لال، ہائے میرا عباسؑ! ہائے میرا اکبرؑ، سجادؑ تو اُس آدمی کو لے کے دور چلے
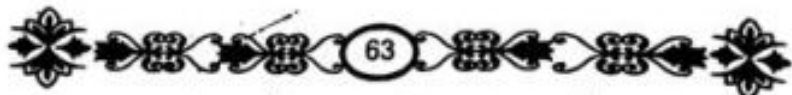
گئے۔ زینبؑ قریب آئیں کہا کہ بی بی پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں کہ میرے لٹے گھر کا ماتم کسی نے نہ کیا، آپ نے کیا۔ دوسرے میں یہ پوچھوں آپ ہیں کون جو میرے گھر کا ماتم کر رہی ہیں۔ رات کا اندھیرا تھا قریب میں کوئی نامحرم نہ تھا بی بی نے چہرے سے نقاب ہٹایا۔ زینبؑ بیٹی! مجھے نہیں پہچانتی؟ ارے میں تیری ماں فاطمہ زہراؑ ہوں جو مدینے سے کربلا تیرے ساتھ گئی کربلا سے شام تیرے ساتھ آئی۔ زینبؑ گھبرانا نہیں جتنا بھی بڑا امتحان ہو جائے تیری ماں فاطمہؑ ہر جگہ تیرے ساتھ ساتھ ہے۔

## مجلس چہارم

سامعین گرامی قدر!

قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر میں معصومینؑ سے بہت ساری روایتیں نقل کی گئی ہیں USA ڈالر پر آنکھ کی تصویر علامات دجال میں سے ہے۔ اس آیت کے آخری حصے کا ترجمہ یہ ہے کہ ظہور کی نشانیاں آنا شروع ہو چکی ہیں۔ اب اس کے بعد روایتوں کا ایک سلسلہ ہے کہ وہ کونسی علامات ظہور ہیں جنہیں قرآن کریم اس آیت میں جو ۴۷ نمبر سورۂ میں آیت نمبر ۱۸ میں بیان کیا گیا ہے۔ پرسوں رات کو اس سلسلہ میں ایک حدیث پیش کی گئی تھی۔ آج اُسے مکمل بھی کرنا ہے اور ایک دو اس سے ہٹ کر باتیں بھی آپ کے سامنے پیش کرنا ہیں کیونکہ جو کل سے مجلسیں شروع ہو رہی ہیں اُن میں اس موضوع کو ذرا بدل دیا جائے گا۔ اصل ہمارا موضوع یا مضمون ہے ''ہمارے فرائض اور ہماری ذمہ داریاں'' تو میں کبھی کبھار مجلس میں ایک چیز بہت مختصر بیان کر دیا کرتا ہوں اور میں یقین کرتا ہوں کہ مجمع اس بات کو سمجھ رہا ہے لیکن اگلے روز پھر کچھ لوگوں کے سوال آ جاتے ہیں کہ وہ فلاں بات ہمارے لیے صحیح نہیں ہوئی یا ہم نے یہ بات ابھی تک نہیں سنی ہے تو اگر وہ ایک آدھ آدمی کی بات ہو تو اُن کے لیے میں پورے مجمع کا وقت ضائع نہیں کرتا ہوں لیکن اگر یہ محسوس کروں کہ بہر حال یہ ایک اچھا خاصا گناہ ہے جس کے لیے یہ مجلس واضح نہیں ہوئی۔

پھر وہی بات دوبارہ کی جاتی ہے زیادہ وضاحت کے ساتھ کیونکہ ابھی تک جتنی
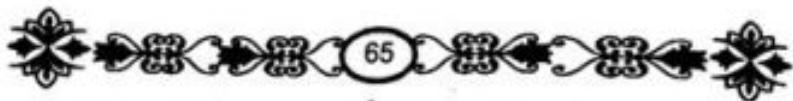
مجالس ہوئی ہیں اُس کے اندر بھی ایسا ہو گیا کہ کسی نے نشاندہی کی کہ دجال کے بارے میں اتوار کی مجلس میں بھی ذکر آیا اور کل اہم موضوع یعنی منگل کی مجلس میں بھی، اچھا اب میں یہ بتا دوں کہ دجال ایک بہت ہی اہم موضوع ہے اور وہ ایک، دو، تین مجلسوں کے اندر مکمل ہونے والا بھی نہیں ہے۔ وہ کم بخت، اُس کو ہم دو یا تین مجلسوں کے اندر مکمل نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے زیادہ تقریریں چاہئیں، ابھی جو آخری رمضان جو ابھی ابھی رمضان گیا ہے، میں رمضان میں شارجہ میں تھا تو وہاں بھی یہ موضوع بنا ہے اور 15 دن میں تقریریں کی تھیں لیکن پھر بھی یہ بات آخر میں نامکمل رہ گئی تھی۔ تو اس اتوار کی مجلس میں بہت مختصر اس کا بیان آیا۔ پھر بعض نوجوان خواتین نے درخواست کی کہ ذرا اس کی وضاحت کیجئے اور ہمارے برادر محترم نے مجھے ایک یو ایس اے ڈالر کا نوٹ لا کے دیا ہے اور اس کے اوپر ایک آنکھ بنی ہوئی ہے جو دجال کی بہت بڑی علامت ہے۔ میں نے اس کے بعد یہ نوٹ واپس کرنا چاہا اور انھوں نے نہیں لیا تو میں نے سوچا کہ کاش یہ سو ڈالر کے اوپر یہ علامات بنی ہوتی۔ ہو سکتا ہے بنی بھی ہو لیکن کاش یہ سو ڈالر کا نوٹ ہوتا تو اس کو آپ سیریس نہ لیں میں اس بارے میں بہت حساس ہوں۔ گزشتہ سال پورا جو گزرا اس میں جب کبھی حوالہ دینا ہوتا کہ یہ کونسا سال ہے تو میں اُردو میں حوالہ بھی نہیں دیتا تھا اور اب وہ عادت پڑ گئی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ آخری سال تھا۔ 2002ء میں ایک مسئلہ ہو گیا کہ جب میں نے اُس کو اُردو میں کہا تو وہ ہو گیا کہ جب میں نے کہا دو ہزار دو تو کسی نے سمجھا کہ مولانا کہہ رہے ہیں کہ مجھے دو ہزار دو۔ اُردو میں 2 جو ہے وہ (دو) کے معنی بھی دیتا ہے اور دینے کے معنی بھی دیتا ہے۔ میں تو پورا سال، میری تقریریں دیکھ لیجئے، دو ہزار دو بھی زبان پر نہیں لایا تھا کہ لوگوں کے ذہن میں کہیں یہ الفاظ مسئلہ نہ بن جائیں یہ ایک ڈالر کا نوٹ بھی میں پورے احترام کے ساتھ واپس کروں گا لیکن یہ چھوٹی چھوٹی علامت 1898ء میں جیوز کی ایک بہت بڑی کانگریس کھلی اور اُس کے اندر جس طریقے سے نقشہ بنایا گیا تھا کہ دنیا کو آگے کس طریقے سے

چلاتا ہے۔

ہر پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے، وہ ہر ایک کے پاس آ چکی ہے اور اگر آپ دیکھیں تو 1898ء سے لے کر آج تک کوئی بھی سپر پاور آئی ہو، کوئی بھی سپر پاور گئی ہو، کسی کا بھی عروج ہوا، کسی کا بھی زوال ہوا ہو۔ سارا کا سارا وہی روڈ نقشہ ہے کہ جس کے ذریعے یہ دُنیا آگے چل رہی ہے اور اس کے اندر ایک یہ بھی جملہ تھا کہ جب بھی مسلمانوں کے اندر کوئی ایسی شخصیت سامنے آ جائے جو بڑی پریشانی رکھتی ہو تو پہلے اُس کو خریدو اور جب خریدی نہ جائے تو اُس کو قتل کر دو۔ خریدنے کے بھی دو طریقے ہیں اور یہ دیکھ لیجئے جو ایک پوری صدی گزار رہی ہے یہ پورے اسلامی دنیا کی کہانی ہے۔ خریدنے کے بھی دو طریقے ہیں پیسے کے ذریعے۔ خریدو یا عورت کے ذریعے آج بھی مسلمان ملکوں میں کتنے ایسے طوفان ہیں اور کتنے ایسے گناہ ہیں کہ جن کے گھر کے اندر ہیں اُس کی زندگی کا مذہب ہر پڑھے لکھے آدمی کو معلوم ہے تو اب یہ جو ایک سو سال سے نقطہ چل رہا ہے۔ اس کے اندر ہے۔ اچھا ابھی مجھے یاد آیا کہ آج کی مجلس میں ٹاپ میں آ کر ایک تجویز اور کیا کہیں کہ مجلس کے بارے میں ایک طرف یہ بات آئی تھی کہ مولانا یہ ذرا تکرار ہو گیا ہے۔ معذرت خواہ ہوں کیونکہ اتنے کم وقت میں میں اتنی جلدی دہرائی اور دوسری طرف یہ بات آئی تھی کہ مولانا غالباً کل رات کو یا آج یورپ چینل پر جو دکھایا گیا تھا یہ جو دس ملک اور شامل ہو گئے ہیں۔ کہا گیا کہ واقعی وہی چیزیں جو کل رات کی مجلس میں بیان کی گئی تھیں اور امام کی حدیث میں آ رہی ہیں۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ کس طریقے سے اس کو پیش کیا گیا ہے لیکن یہ جو کچھ ہے دجال کا طریقہ کار ہے چاہے وہ کرنسی نوٹ ہوں اور چاہے اُن کے وہ اُصول کہ اسلامی دُنیا کا کوئی آدمی جو قابلیت رکھتا ہے اُس کو آگے نہیں آنے دینا۔

اس میں ایک بات اور یاد رکھیے گا اور وہ یہ ہے کہ عیسائیت پر میں تیسری مرتبہ کہہ رہا ہوں۔ آج پانچویں مجلس ہے اس لیے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ کا

موضوع بہت اہم ہے جو میں آگے جا کے بتاؤں گا اور ابھی بھی ایک اشارہ کر رہا ہوں کہ اس وقتِ اسلامی دنیا پر جتنے بھی مسائل آ رہے ہیں کسی بھی اسلامی ملک میں، اکثر ایران اور جہاں حبیب اللہ ہیں اس انداز سے نہ وہ Devotion ہوا، نہ مسلمانوں پر ہونے والا ظلم دُنیا کے سامنے اُس طرح پیش کیا گیا اس طرح بہر حال مشرقی دنیا میں بہت کچھ ہوا اور اس کی تفصیل اُس مجلس میں آئے گی جو حضرتِ عیسیٰؑ سے متعلق ہے مگر عیسائیوں کے پاس بھی حضرت عیسیٰؑ کے واپس دُنیا میں آنے کی ایک نشانی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں اور وہ کہتے ہیں وہ مر گئے ہیں اور مر کے آئیں گے اور وہ نشانی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اُس وقت آئیں گے جب یروشلم میں روز کا مسئلہ یہ ہے کہ جس جگہ کے بارے میں دعویٰ کیا جاتا ہے کہ یہ بنے گا وہاں یہ مسلمانوں کی مسجد بتائی جا رہی ہے تو اب عیسائیوں کو بار بار یہ یاد دلایا جا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کا اس دنیا میں دوبارہ آنا ہے تو اس کے لیے مسلمانوں کی مسجد مسمار کرنا ہوگی۔ وہ مسمار ہوگی تو کیا بنے گا؟ تو اس کے بعد حضرت عیسیٰؑ آئیں گے اور اسی انداز سے حضرت عیسیٰؑ کے آنے سے کچھ پہلے عیسائیوں کو استعمال کریں گے جبکہ تفصیل انشاء اللہ بعد کی کسی مجلس میں آئے گی تو مسلمانوں کے پاس الگ علاماتِ ظہور ہیں اور یہودیوں کے پاس الگ علاماتِ ظہور ہیں اور عیسائیوں کے پاس بھی ہیں جس کے بارے میں ہمارے اُن علماء کی علاماتِ ظہور ہے۔ جنھوں نے یہ نیا اور پرانا کام کیا کہ عیسائیوں کے پاس اس قسم کی علاماتِ ظہور ہیں۔ یہ شروع سے اُن کی کتابوں میں نہیں تھا بلکہ اس کو بعد میں اضافہ کیا گیا ہے اور اسی اضافہ کرنے کے حوالے سے میں ایک بات عرض کروں کہ مولاؑ کا ایک بہت ہی مشہور خطبہ علاماتِ ظہور کے حوالے سے جس میں سے کل میں نے آپ کے سامنے چار پانچ جملے دہرائے تھے۔ بصرہ سے آنا، (ش) والے آدمی کا آنا، گرد لوگوں کا اس کا ساتھ دینا، عراق کے بعد اس شام کی جانب دشمنانِ اسلام کا رجوع کرنا، وہ ایک بہت ہی مشہور بک ہے۔ کتاب کا نام ہے ''الزام الناصب'' مگر اس کے اندر بھی کئی علاماتِ

ظہور ہیں جو اُس کے اندر اضافہ کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اب ہمارے مرجع کہتے ہیں کہ اس والے خطبے پر بہت زیادہ انحصار کیا جائے کیونکہ اس میں 20 نے 125 اصل مولاؑ کے الفاظ ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو بعد والے لوگوں نے بعد میں اس میں اضافہ کر دی گئی ہیں۔ اس کا نام ہے ''خود بخود بیان''۔ یہ میں نے اس لیے کہا کہ اگر چہ میں نے آج تک خود بدل بیان کا نام لے کر کوئی چیز نہیں پڑھی۔ اگر چہ مجھ سے کل ہی کسی نے کہا کہ بھئی مرحوم آیت اللہ خوئی خود بدل بیان کو غلط سمجھتے ہیں۔ یہ مجھ سے کہنا ہی بے کار تھا کیونکہ میں نے اس کو اپنا موضوع نہیں بنایا۔ صرف اُس کے دو چار جملے میں نے آپ کے سامنے پڑھے ہیں لیکن یہ اس لیے کہ ہمارے مرجع روایت کرتے ہیں کہ اس میں 20% فیصد چیزیں بعد میں اضافہ ہوئیں لیکن جب یہ جملہ سامنے آتا ہے تو ہمارے نوجوان جو ہیں وہ ایک مرتبہ کہتے ہیں کہ اب تو حدیثوں کے بارے میں اور مجلسوں کے بارے میں ہم اس لیے مشکوک ہو گئے ہیں کہ کتنی مصنوعی چیزیں ہیں جو بعد میں اضافہ کر دی گئی ہیں مگر جیسے ہی کوئی آدمی یہ جملہ کہتا ہے ویسے ہی اگر وہ مرجع کی اہمیت کو جانتا ہے تو پھر ہمارے پاس کوئی کردار یا مطالعہ تو ہونا چاہیے نا، کہ کیا یہ چیز مصنوعی ہے یا کیا چیز حقیقی ہے؟ ہر آدمی کو تو یہ اجازت نہیں دی جاسکتی۔

عجیب بات ہے میں نے ساری دنیا کا سروے کیا ہے۔ یہ جملہ میں تکبر میں نہیں کہہ رہا ہوں۔ مولا متقیان اور سرکار امام مظلومؑ کی خدمت کی وجہ سے ہم جیسے لوگوں کو جو خود اتنی کیفیت میں نہیں ہیں کہ وہ لندن سے چلے جائیں۔ میں نے ساری دُنیا میں یہ دیکھا کہ دو بالکل متضاد دلائل دیئے جا رہے ہیں۔ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ یہ جو مجالس خصوصاً اُردو مجالس ہیں، ان میں بہت ساری چیزیں خود ساختہ ہوتی ہیں۔ اس لیے ہم ان پر کیا بھروسہ کریں اور دوسری جانب ساتھ میں مرجعیت کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جو بالکل خود ساختہ کر رہی ہے اس لیے کہ جب یہ مانا گیا کہ بہت ساری چیزیں اس میں خود ساختہ ہیں تو مرجع کی تو اہمیت اور زیادہ واضح ہو گئی۔ یہ پھر کہ
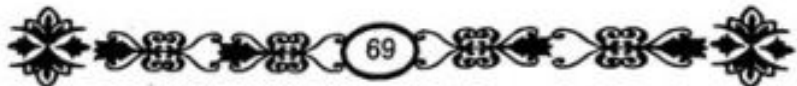
ہمیں وہ ریسرچ سکالر چاہیے جسے مرجع کہا جاتا ہے جو بتائے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے۔

مگر اب جو حدیث میں مکمل کرنا چاہ رہا ہوں۔ اسے ہمارے تمام مشہور مراجع نے نہ صرف مستند جانا ہے بلکہ اس حدیث کو بھی بنیاد بنایا اُس شرعی مسئلے کے لیے کہ میوزک یا غنا اسلام میں حرام ہے۔ غنا اسلام میں حرام ہے یا گانا اسلام میں حرام ہے۔ اس کی دلیلوں کے لیے یہ والی حدیث بیان کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھ سے کسی نے کہا ہے کہ مولانا آپ نے حدیث شروع کر دی اس کا حوالہ پہلے دیتے۔ یہ ''وسائل الشیعہ'' میں ملے گی۔ ''وسائل الشیعہ'' وہ کتاب ہے، مرجع جس کو بنیاد بنا کر فتویٰ دیتا ہے۔ طہارت ونجاست سے یہ کتاب شروع ہوتی ہے۔ 20 جلدیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حرام، بزنس، شادی، میراث، سارے مسائل کی حدیثیں ہیں۔ خالی حدیثیں ہیں فتوے نہیں ہیں۔ اس کے اندر جو باب ہے کہ گانا حرام ہے، یہ سرخی ہے اُس کے اندر یہ حدیث آئی ہے۔ میں یہ حدیث پڑھ رہا ہوں علامات ظہور میں مگر یہ حدیث اصل جو بک میں آئی ہے وہ آئی ہے۔ گانے کے حوالے سے اب آیئے یہ حدیث مکمل کی جائے۔ اگر چہ اس حدیث کے آخر میں پیغمبرؐ نے ایک جملہ کہا کہ جو ہمیں ذرا سا اثر دیتا ہے مگر پہلے وہاں تک ہم پہنچے ہیں۔ فرماتے ہیں:

اِذَا عَمِلَ اُمَّتِی خَمْسَةَ عَشَرَ خَصْلَةً

جب میرے امتی 15 کام کرنے لگیں پانچ + پانچ + پانچ تو سمجھ لینا کہ یہ آخری زمانہ ہے اور سمجھ لینا کہ قیامت قریب آ گئی ہے۔ اب یہ لفظ ساعۃ جو ہے اس کا اصل ترجمہ قیامت نہیں ہے۔ میں اس وقت اس کی وضاحت میں نہیں جا رہا ہوں بعد کی کسی مجلس میں وقت ملا تو میں اُدھر جاؤں گا۔ اب وہ کون سی پندرہ چیزیں ہیں۔ اَضَاعَۃ الصَّلٰوۃ۔ (جب وہ اپنی نمازیں ضائع کرنے لگیں گے)۔ وَطَبَعُوْا الشَّهَوَات (اور ایسے گناہ کرنے لگیں گے کہ جس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے بس ہمارے دل میں آ رہا ہے
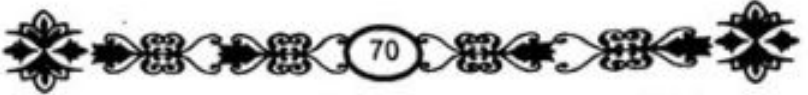
اس لیے یہ گناہ کر رہے ہیں)۔ جب میری امت کی یہ حالت ہو جائے۔ قرآنِ کریم میں بنی اسرائیل کو جہاں جہاں کنڈم کیا اب تو اُن کے لیے خارجی پرچہ ملا ہے کہ اللہ اگر ان کو اتنا کنڈم کر رہا ہے ایسے کنڈم نہیں کر رہا ہے اِنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ اے بنی اسرائیل! ہم نے پہلے تمھیں اتنا بلند رتبہ دیا تھا کہ پوری کائنات میں تمھیں فضیلت والا بنایا ہے، لیکن اُس کے بعد پھر جب قرآن نے ان کو کنڈم کرنا شروع کیا اور اس لیے یہ بھی ایک اہم موضوع ہے۔ پیغمبرؐ سے لے کر امامؑ کی حدیث آئی ہے کہ جو غلطی بنی اسرائیل نے کی ہے وہی غلطی ہمارے ماننے والے کریں گے۔ اب بنی اسرائیل نے کیا غلطی کی ہے؟ یہ کوئی خود ساختہ بات نہیں ہے۔ یہ تو قرآن کے اندر ابھی خال میں کی گئی ہے۔ لیکن اس کو ابھی چھوڑ دیجیے بعد میں دیکھیں گے اگر وقت بچتا ہے تو لیکن ایک بڑی وجہ قرآن نے یہ بتائی کہ وہ کھاتے تھے اب اتنی وضاحت بہت ہے۔ مختصراً وہ رزقِ حرام استعمال کیا کرتے تھے۔ رزقِ حرام اُن کی عادت بن چکی تھی۔ یہاں پر اللہ کا رسول کہہ رہا ہے کہ جب میری امت، میرا کلمہ پڑھنے والے میں بالکل نارمل اور روٹین کی بات ہو جائے گی رزقِ حلال بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو کوئی گناہ کرتے ہیں لیکن ذرا سا کرتے ہیں۔ اندر کہیں انھیں کا ضمیر کہہ رہا ہے کہ یہ غلط ہے مگر جب بالکل ایک نارمل اور روٹین کی بات ہو جائے گی ایک لمحے کے لیے آدمی لڑے گا بھی اور جھجک بھی محسوس نہیں کرے گا اور یہاں یہ ایک بات میں کہہ دوں کہ دیکھیے مسئلہ مذہب کی تقلید میں یہ نہیں چلتا کہ جہاں سے آپ کو اپنی حمایت کا مسئلہ ہے آپ اُدھر چلے جائیں۔ آج اِس مرجع کا مسئلہ فائدے میں نہیں لگ رہا اُدھر چلے گئے۔ کل اس مرجع کا مسئلہ حمایت میں نہیں لگ رہا اُدھر چلے گئے۔

آیت اللہ العظمیٰ آغا سیستانی آج تک حالات کی وجہ سے ہی اُن کا نام بہت آ گیا اور اس مجمع کی اکثریت اُن کی تقلید میں ہے۔ اگر میں ذاتی طور پر اپنی جگہ یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ اُن کی تقلید کر رہے ہیں تو وہ لوگ صحیح نہیں کر رہے ہیں لیکن ذاتی رائے
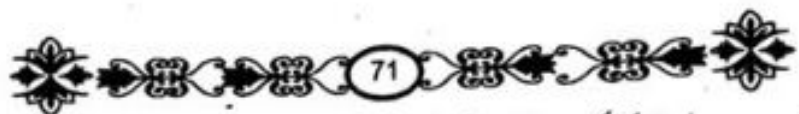
ہے، بہر حال میں کوئی تنازعہ شروع نہیں کرنا چاہتا ہوں، جو لوگ آغا الخوئی کی تقلید میں رہ چکے ہیں۔ اُن کے حوالے سے میں یہ بات کر رہا ہوں۔

آیت اللہ سیستانی ان دو چیزوں کے بارے میں کیسے سخت ہیں؟ جس ملک میں آپ رہ رہے ہیں، جو پیدائشی اُس کے شہری ہیں وہ بات الگ ہے۔ جنھوں نے بہر حال اختیار کیا ہے یہ ملک اُنھیں اس ملک کا ہر وہ قانون ماننا پڑے گا جو شہریت سے تصادم نہ کرے بہر حال اس کی تفصیل میں نہیں جاتا ہوں۔ معاملات میں کسی کافر کے ساتھ بھی فراڈ کرنا حرام اور گناہ رزقِ حرام گھر میں لانے کا سبب بنتا ہے۔

مغرب میں مرنے والے مسلمانوں کے ہاں ''بعید'' یہ آیت اللہ سیستانی کی وہ کتاب ہے (یہ خالی اُن کی نہیں ہے اور بھی جتنے ہمارے مشہور مراجع ہیں انھوں نے اسی انداز کی کتابیں لکھی ہیں۔ جب مرجعیت پر مجلس ہوگی تو اُس میں ذرا سا اس کا پس منظر بھی آئے گا) مگر اس کتاب میں کیا جگہ جگہ نہیں ہے کہ اگر ایک آدمی کہیں ملازمت کر رہا ہے تو بے روزگار کلیم نہیں کر سکتا۔ اچھا ایک بات میں یہاں یہ کہہ دوں کہ بلاشک اس مسئلے میں بعض مراجع کی رائے الگ ہے تو میں تو کسی ایک آدمی کی بات نہیں کر رہا جو جو آیت اللہ کی تقلید میں ہیں اور جو جو اُس مسئلے کی تقلید کر رہا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ پہلا سوال بعض لوگ یہ کہیں گے کہ ہم نے تو بعض علماء کو بھی یہ کرتے دیکھا تو ہر چیز کے اندر لوگ اپنے آپ کو تو نہیں دیکھتے، سید حاجا کے عالم کو دیکھتے ہیں۔ اس لیے میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ بعض مراجع الگ ہیں جیسے آپ وضو میں، غسل میں، روزے میں، نماز میں، چاند کی روشنی میں، خمس کی ادائیگی میں، حج میں، ہر جگہ آپ دیکھتے ہیں۔ یہ تو بات ہو رہی ہے جو آغا سیستانی کو مکمل طور پر دیکھو۔ پوری طرح تقلید کر رہا ہے وہ اپنے مرجع کے اعتبار سے بات کریں گے۔ وہ دوسرے مرجع کے مقلد کو نہ دیکھیں گے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی قسم میں غلط بیانی قرآن میں ہو چاہے وہ گورنمنٹ سے، چاہے وہ کسی عام کافر سے، ہو چاہے وہ کسی انشورنس کمپنی سے۔ اب

ہمارے یہاں انشورنس کمپنیز کے ساتھ بہت ہی عام سی بات ہوگئی ہے۔ جس کی اگر گاڑی کا ایکسیڈنٹ نہیں ہوا وہ ایکسیڈنٹ ظاہر کر رہا ہے۔ ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے لیکن نقصان اگر دس پونڈ کا ہے تو بیس پونڈ بنا دے گا۔ آدمی زندہ ہے ایسے کیس بھی آتے ہیں۔ آدمی زندہ ہے اُس کی بیوی (موت کا تصدیق نامہ) لے کے چلی جاتی ہے کہ یہ مرگیا ہے اس کے پیسے دے دیں۔

اچھا اب بات ہو رہی ہے جو جس کی تقلید میں ہے تو آیت اللہ سیستانی کی تقلید اس حیدری امام بارگاہ کی اکثریت کرتی ہے اور ویسے بھی دنیا میں اُن کے مقلد سب سے زیادہ ہیں۔ اس لیے میں نے کہا کہ یہ ساری چیزیں وہ ہیں کہ حرام کھانا خالی شراب کا نام نہیں ہے۔ لاریب وہ تو ہے ہی ہے، خالی خنزیر کا یا سور کے گوشت کا استعمال نہیں ہے، خالی کسی مومن یا مسلمان کی چوری نہیں ہے، یہ ساری چیزیں بھی اس میں آتی ہیں اور جب امت رسول یہ کام کرنے لگے، پیغمبرؐ نے کہا وہی تو ظہور کا زمانہ ہے مگر ظہور سے پہلے ان پندرہ غلطیوں کی وجہ سے اللہ جب حساب لے گا تو اچھی طرح پتہ چل جائے گا تمہیں۔ چوتھی چیز چونکہ برادر شبیر صاحب نے اس کو اپنے موضوع میں لے لیا ہے اس لیے میں اس کو مختصر کرتا ہوں۔ واذا کان صدقت جب حالت یہ ہو جائے کہ خیرات اور صدقہ وہ آدمی کے لیے بوجھ بن جائے کہ اچھی طرح سے آدمی اُسے عقیدہ کے ساتھ اور خوشی سے نہ دے۔ اگر کبھی دینا بھی پڑے تو انتہائی کراہت کے ساتھ اور ناگواری کے ساتھ، جس کے اندر زکوۃ بھی آگئی فطرہ بھی آگیا، خمس بھی آگیا اور وہ خیرات بھی آگئیں اور اُس کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ اگر مجبوراً کبھی تمہیں دینا پڑتا ہے تو آج جیسے ہماری قوم کا رجحان اور ذہنیت آگئی ہے کہ جتنا دیتے ہیں کوشش کرتے ہیں کسی نہ کسی طرح سے یہ واپس مرجع سے لیا جائے۔ بلکہ تھوڑا سا اس کے اندر زیادہ آجائے تو کیا کہنا ہے۔

دیکھیے بہت ساری چیزیں ایسی ہیں کہ مرجع فتوے کی حد تک ایک بات بتا دے گا

آگے نہیں بولے گا لیکن کچھ برکتیں ہوں گی۔ وہ چیزیں ہمارے ہاں سے ختم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

ہمارے بزرگ خیرات میں کتنے زیادہ تھے؟ عزداری میں کتنا زیادہ تھے؟ بہت ساری دعائیں پڑھنے میں کتنا زیادہ تھے؟ آج تو لوگ نقاب کھول کے بیٹھ جاتے ہیں۔ مستند کیا ہے؟ کمزور کیا ہے؟ امامؑ سے کیا چیز ثابت ہے؟ اور کیا چیز ثابت نہیں ہے؟

نتیجہ یہ ہے کہ ان ساری چیزوں کو محدود کیا جا رہا ہے اب نہ وہ عزاداری کا شوق رہا نہ خیرات کا جذبہ رہا۔ جہاں پر یہ مشہور ہے، جہاں پر نام ہے، جہاں پر گورنمنٹ کے چیک سے فائدہ مل رہا ہے، وہاں مگر اس کا نتیجہ کمزور۔

معیار زندگی اونچا ہو گیا پیسے زیادہ مل رہے ہیں مگر اس میں برکت نہیں۔ مگر میں خود دیکھ رہا ہوں کہ بات بہت پھیل رہی ہے۔ وَاِذْ کَانَ اَمَانَتُہٗ مُغْنِمَہٗ اور جب حالت یہ ہو جائے۔

ابھی تو بات ہو رہی تھی کہ کافر کے مال کے مختلف فائدے ہیں۔ انشورنس کمپنی کا پیسہ، اب آئیے یہ بات آ گئی مومن اور مسلمان کے حوالے سے۔ پیغمبرؐ نے کہا جب یہ حالت ہو جائے کہ امانت کو محض مالِ غنیمت سمجھا جائے۔ آپ نے کسی کے پاس امانت رکھوا دی۔ وہ دو حدیثیں سناؤں گا پھر ایک مختصر واقعہ اور پھر اصل موضوع کو آگے بڑھاؤں گا۔ ایک طرف پیغمبرؐ سے پوچھا گیا میرا موضوع علاماتِ ظہور ہے، لیکن ایک اور میرا موضوع ہے لیکن منافق کی نشانیاں کس کو کہتے ہیں؟ منافق اور اب کی نشانیاں بھی اسلام نے بتائی ہیں جو کہ کبھی آدمی کو خود بھی معلوم نہیں ہوتا اور وہ منافق ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ آپ نے تیسری مجلس میں سنا صبح مومن ہے شام کو کافر ہو گیا اس کو خود بھی نہیں پتا تو اللہ کے رسولؐ نے ہمیں نشانیاں بتائی ہیں۔ دیکھیے یہ موضوع ہے مومن کی علامات۔ منافق کی نشانیاں یہ نشانیاں کیوں بتائی گئیں اس کا وہی کام ہے جو مثلاً تھرما

میٹر کا کام ہے۔ کسی آدمی کو خود اپنے بارے میں شک ہو جاتا ہے کہ مجھے بخار ہے کہ نہیں ہے، تو وہ کیا کرتا ہے؟ وہ تھرمامیٹر کے ذریعے چیک کر لیتا ہے۔ اگر پتہ چلے کہ نہیں، بخار نہیں ہے، الحمد للہ! اگر ہے تو فوراً اس کا علاج کراتا ہے۔ آدمی کو خود شک ہونے لگا کہ آج شاید میں نے دعوت میں زیادہ کھا لیا اس لیے کہ زیادہ وزن ہونے لگا ہے۔ تو اب یہ پیمانہ ہوتا ہے۔ یہ اسی لیے تو ہوتا ہے، آدمی کو چیک کرنے کے لیے۔ اگر نہیں پتا چلا کہ وہ خالی ایک فیلنگ تھی زیادہ وزن نہیں ہوا۔ الحمد للہ! اور اگر زیادہ وزن ہو گیا تو کل سے وہ احتیاط شروع کرتا ہے تو علاماتِ ایمان اور علاماتِ منافقت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کو اعلان کر دیا گیا کہ آپ منافق ہیں۔ یہ ایک لمبا سا تھرمامیٹر ہے باوجود اس کے بلڈ پریشر چیک کرنے کا جو آلہ ہے، بلڈ شوگر چیک کرنے کا جو انسٹرومنٹ ہے ان سب کا مقصد کیا ہے کہ یہ نشانیاں بتاتے ہیں کہ آپ کو بیماری ہے کہ نہیں ہے تاکہ فوراً آدمی اپنا علاج شروع کر دے میں اس سے پہلے کہ مسئلہ کنٹرول سے باہر ہو جائے یہ بات سمجھنا بہت اہم ہے کیونکہ علاماتِ منافق آپ سنیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ سارے کے سارے شیعہ منافق ہیں۔ یہ منافق ہونے کا اعلان نہیں ہے۔ یہ ہمیں بتایا جا رہا ہے کہ اپنے آپ کو چیک کروا، ابھی وقت ہے کیوں وقت ہے کہ ابھی تک ملک الموت نہیں آیا لیکن اس کا نام تو آ گیا۔ میں بہت نظر انداز کر رہا تھا ملک الموت کو لیکن جب تک ملک الموت نہیں آیا، علاماتِ منافق جو بتائی جاتی ہیں تو بہت ہی اہم بن جاتی ہیں ہمارے فائدے میں جا کر تو کیا منافق کی نشانیاں رسول اللہؐ نے بتائیں؟ تین بہت ہی مشہور ہیں کہ جب بولے گا، جھوٹ بولے گا اور جب تم اُس کے پاس امانت رکھو گے تو ہمیشہ اُس کے اندر خیانت کرے گا اور جب تم سے وعدہ یا معاہدہ کرے گا، ہمیشہ وعدہ خلافی کرے گا۔

ایک حدیث، دوسری حدیث اس امام کے حوالے سے جس کو میں نے کل بھی سنایا تھا ہمارے چوتھے امام، امام زین العابدین علیہ السلام کو اَنَّ قَائِلَ اٰتِیْ: اگر میرے

بابا کا قاتل امانت کے طور پر وہ تلوار رکھوائے جس کے ذریعے اُس نے میرے بابا کو شہید کیا تھا تو یہ تلوار بھی میں اُس کو واپس کروں گا کیونکہ امانت کا مطلب یہ ہے کہ قاتلِ امام بھی آ جائے تو اس کی بھی امانت واپس دی جاتی ہے۔ قاتلِ امام شمر اگر آ گیا تو آخر کار امانت اتنی اہم ہے کہ شمر کی بھی امانت واپس کرو اور مومن، مومن کی بارہ امامی شیعہ کی امانت اور رشتہ دار، رشتہ دار کی امانت، کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھوانا، کسی کو تجارت میں حصہ دار بنانا، کسی کو کسی چیز میں حصہ داری کرانا، آج کل یہ اتنی بڑی غلطی مانا جاتا ہے کہ آپ کا حصہ بھی چلا جائے۔ یہ واقعہ میں اکثر پڑھتا ہوں۔

شہید جس کے بارے میں حدیث یہ ہے کہ جیسے ہی اُس کا پہلا قطرہ زمین پر گرتا ہے اُس کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن اگر کسی کا مال یا پیسہ وہ کھا کے بیٹھا ہے یہ والا گناہ شہید کو بھی معاف نہیں ہے۔ چنانچہ ہمارے پاس ایک نہیں بہت ساری کہانیاں ہیں۔ ایک چھوٹا سا واقعہ سُن لیجئے واقعہ تو چالیس منٹ کا ہے لیکن میں پہلے بہت ہی مختصر تین یا چار منٹ میں اس لیے بتا رہا ہوں کہ بہر حال یہ بھی جو میرا دوسرا موضوع تھا موت والا، تفصیل کے ساتھ نہیں تو آہستہ آہستہ وہ بھی آ تا رہے گا۔

شیخ ایبائی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں (بہت ہی اہم عالم ہیں یہ ہماری تاریخ کے جو مرجعیت کا سلسلہ ہے اُس میں شیخ ایبائی کی اہمیت بہت زیادہ ہے لیکن واقعہ اُن کے والد کا ہے اس لیے ان کی بات نہیں کر رہا ہوں ان کی بات آگے آئے گی۔ آگے کی ایک مجلس میں جہاں پر میں وہ روایت پڑھوں گا کہ جو امامِ زمانہ کے ظہور کی تاریخ مقرر کرے اُس کو جھوٹا بناؤ)۔

شیخ ایبائی کا تھوڑا سا تذکرہ آئے گا کیونکہ انھوں نے بھی امامِ زمانہ کے ظہور کی تاریخ کے حوالے سے ایک فارمولا ہم کو دیا ہے۔ ابھی تو اِن کے والد ہیں۔ عید کا دن ہے۔ یہ دوستوں کا گروپ اپنے کسی دوست کو ملنے گیا ہے۔ اس کا گھر قبرستان کے ساتھ میں ہے لیکن گھر میں جگہ کم تھی اور خواتین اس وقت پہلے سے آ گئی تھیں تو اس نے

ان سے کہا کہ تھوڑی دیر باہر انتظار کرلو۔ یہ چار سو سال پہلے کا حال تھا۔ آج کل لندن میں یہ تھوڑی ہے کیا؟ خواتین ہیں تو آگے ساتھ جاؤ۔ بھائی مجمع میں کیا بن جاتا ہے؟ کہا کہ نہیں اس وقت عورتیں ہیں تو مرد اس وقت نہیں آئیں گے باہر انتظار کرلو۔ اگرچہ یہ چیز ذرا بد اخلاقی ہے۔

فہم میں جا کے ایسی حرکت جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے، ایک عام آدمی کو، اپنے دوست کو، اپنے رشتہ دار کو خوش کرنے کے لیے اللہ کو ناراض کردے۔ اگرچہ یہ جملہ بھی کئی حدیثیں مانگتا ہے لیکن یہ میں چھوڑ دیتا ہوں۔ اب یہ لوگ بھی پڑھے لکھے تھے، عالم تھے، مجتہد تھے، مرجع تو نہیں تھے لیکن بہر حال کچھ مجتہد لیول کے تھے۔ لیکن کچھ سمجھ گئے لیکن اب کہاں جائیں؟ قبرستان سامنے ہے وہاں جا کے بیٹھ گئے۔ اب خواتین کا تو آپ کو پتہ ہے نا غلط نمبر پر بھی دو گھنٹے کی بات ہو جاتی ہے تو اب جو آگے یہاں بیٹھی ہیں اُٹھ ہی نہیں رہیں۔ گھر والا کہہ کہہ کے تھک جاتا ہے پھر بھی نہیں اُٹھتیں تو بہت دیر ہو گئی۔ اب وہ جو لوگ بیٹھے تھے اُن میں کوئی مزاحیہ قسم کا تھا۔ اُس نے کہا: اے قبرستان کے مُردو! ہم زندہ کے پاس آئے تھے عید کے دن سویاں کھانے لیکن اُس نے تو کچھ نہیں دیا تم ہی کچھ کھلا دو۔

قبر میں سے آواز آئی کہ اگلی شب جمعہ آ جانا۔ ارے اُس نے تو ایک مذاق کیا تھا قبر میں سے آواز آئی ہے۔ اُس نے کہا اگر مردہ بلا رہا ہے اس کا مطلب ہے موت آنے والی ہے۔ مُردے کا تو یہی مطلب ہے۔ اب کہاں کی عید، کہاں کی دعوت، کہاں کے لوگ سب گھبرائے واپس بھاگ گئے۔ کہا کہ مرنے میں چار دن رہ گئے ہیں۔ اگر آدمی کو پتہ چل جائے کہ موت کے چار دن رہ گئے ہیں تو اس کی کیا حالت ہوگی؟ نہ اب گانے میں مزہ آتا ہے نہ اب فلموں میں مزہ آتا ہے نہ مجمع میں۔ ارے اب تو مصلیٰ اللہ اللہ، دعائے صحیفہ کاملہ، چار دن ایسے گزرے شب جمعہ آ گئی۔ اب یہ لوگ ایک دوسرے کے رابطے میں تھے اپنے غلاموں کے ذریعے۔ کہیں سے کوئی خبر نہیں آ رہی کہ کوئی مر ایا
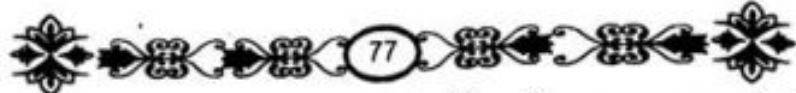
کوئی بیمار اپڑا ہے۔ اب یہ لوگ ذرا گھبرا گئے۔

قبر سے آواز آئی تھی سب نے سُن لیا تھا لیکن کسی قسم کی کوئی نشانی نہیں آئی کہ موت آ رہی ہے، آخر انھوں نے کہا (بہر حال تھے تو سب علماء) کہا کہ چلو چل کے قبرستان میں دیکھتے ہیں۔ درمیانی رات کے بعد قبرستان میں پہنچ گئے اُسی قبر کے قریب پہنچ گئے اور کہا کہ اے قبر والے! تو نے ہمیں دعوت دی تھی ہم آ گئے۔ قبر کھل گئی اور باقاعدہ اُس میں سے ایک آدمی نکل کے آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے بہت دیر کر دی ہے۔ میرا آقا تو مغرب کے وقت سے آپ کا انتظار کر رہا ہے۔ آیئے، اب اُس وقت وہاں کی کچھ صورتِ حال ایسی ہو گئی اتنا منطق استعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اُس نے کہا آیئے۔ یہ لوگ اُس کے پیچھے چل پڑے ایک عجیب کیفیت تھی آدمی خواب بھی نہیں دیکھ رہا۔ سو بھی نہیں رہا، جاگ بھی نہیں رہا تھوڑا سمجھئے کہ شعور اور لاشعور کے بیچ کی کیفیت ہے۔

بہر حال یہ اُترے۔ اتنی سی قبر کہ مردہ بھی اُس میں کروٹ بدلنا چاہے تو مشکل ہے لیکن ایسا راستہ بنا کہ سب لوگ چلے گئے۔ ایک آدمی ہوتا، دو آدمی ہوتے تو ہم سمجھ لیتے کہ اُس وقت یہ سوچ رہے ہوں گے، یہ خواب میں ہوں گے پورا گروپ وہاں گیا۔ دیکھا ایک بہت ہی شاندار محل بنا ہے اور ایک شہزادہ جو شہزادوں کا لباس پہنے ہے اُن کو خوش آمدید کر رہا ہے اور لا کے بٹھا دیا انھیں اور اُس کا لباس کیسا ہے اس کا بیان کرنے میں 10 منٹ لگا دیتا تھا جب میرے پاس وقت زیادہ ہوتا تھا۔ اب خلاصہ یہ ہے کہ اس نے کہا بسم اللہ کھانا کھایئے یہ ایک رواج ہے ہر جگہ کہا جاتا ہے کھانا کھایئے، اگرچہ آج کل تو مسلمان ملکوں کے بادشاہ ہیں اُن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بسم اللہ نہیں کہتے کسی کام کو بِسْ ملا کہتے ہیں۔

خیر وہ زمانہ پرانا زمانہ تھا۔ بسم اللہ کھانا کھایئے ابھی جو کہا بسم اللہ کھانا کھایئے تو تھوڑا سا شعور میں آ گئے۔ کہا تم ہو کون اے آدمی! ہم اس شہر کے رہنے والے ہیں بہت

عرصے سے، آج تک ہم نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا نہ تمہاری صورت کا چہرہ ہم نے دیکھا، نہ ہمارے شہر میں اتنے بلند درجہ والا آدمی ہے کہ جسے مرنے کے بعد اتنا عہدہ ملا۔ تو خود تو ساری نعمتیں لے رہا ہے دوسروں کو بھی مدعو کرسکتا ہے۔ کہا کہ آپ نے نہیں پہچانا میں آپ کے محلے کا قصائی تھا۔ گوشت بیچنے والا تھا آپ میں سے ہر ایک آتے تھے انھوں نے کہا وہ تو ایسا نہیں تھا اس کا رنگ بھی کالا شکل بھی، عام طور پر قصائی کا پیشہ اختیار کرتے اُن کی ایک خاص شکل ہو جاتی ہے کہا ٹھیک ہے لیکن جب اللہ نے جنت دی یہ تو حدیثوں میں بھی ہے کہ بوڑھے کو جوان بنایا جائے گا اور خوبصورت جو بھدا چہرہ ہوگا اس کو خوبصورت بنایا جائے گا، کہا اچھا تم قصائی ایک نارمل سے مومن تو نہیں آخر اتنا عہدہ تمہیں مل کیسے گیا کہا کہ یہاں آنے کے بعد پتہ چلا کہ دو وجہ ہیں نمبر ایک کاروبار میں، میں نے کبھی فراڈ نہیں کیا اور گوشت کے کاروبار میں آدمی فراڈ نہ کرے۔ یورپ میں تو شاید اب ممکن ہے ورنہ پہلے انھوں نے بھی بڑے فراڈ کیے ہیں۔ ہوسکتا ہے آج بھی بکری اور گائے کے گوشت میں فراڈ نہ ہوتا ہو لیکن انسان کے گوشت میں آج بھی فراڈ ہوتا ہے۔ خیر اب یہ تو ایک ایسی کہانی ہے، جو بغداد میں ہو رہا ہے تو یہ آپ ہی کے ملک کی بات نہ کرپائے وہاں کے دو سو میں بندر بنائے جاتے ہیں اُن بندروں پر کیا گزرے گی اُن کے بارے میں اتنی پریشانی اور اتنی فکر تھی جواب اتنے انسان مارے جارہے ہیں اتنے مسلمان مارے جارہے ہیں ایسے بچے زخمی ہورہے ہیں۔ کبھی ایسا بھی مذاق ہوتا ہے یہ بتانا ضروری ہے اس لیے کہ آپ کے بچے بڑے متاثر ہوتے ہیں کہ کبھی مولانا یہ فراڈ واقعات پہلے ہوتے ہیں۔ پہلے بکری کے گوشت تک میں فراڈ ہوتا تھا اب انسان کو دیکھو کہ کس طرح سے ذبح کیا جاتا ہے۔ خیر واپس جائیے واقعے میں یہ تو بڑا مشکل ہے کہ قصائی کے کاروبار میں انسان فراڈ نہ کرے اچھے گوشت کے ساتھ غلط گوشت اور پھر یہاں ساکھ کا مسئلہ ہے کہا کہ ساری زندگی میں نے کاروبار میں کبھی فراڈ نہیں کیا۔ اللہ انعام دیتا ہے اور دوسرا یہ ہے کہ نماز میں نے کبھی قضا نہیں
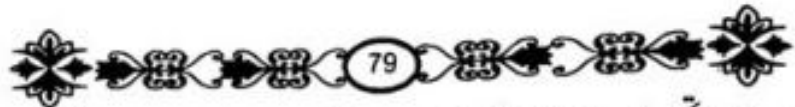
ہونے دی تھی۔ کاروبار میں کا یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے لیکن ایسا گاہک کھڑا ہوا ہے جس کو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چلا جا۔ کہا کہ نہیں میں نے نماز کے آگے کاروبار کی پروا نہیں کی۔ خیر یہ سب غلط ہے نا۔ سمجھ میں آ گیا کہا یہ دو نیکیاں ایسی ہیں پیغمبر کی حدیث ہے نا کہ جو کاروبار کے اندر پوری ایمانداری سے کام لے گا اُس کو اتنا ثواب ملے گا جیسے بدر، اُحد کے شہیدوں کو ثواب ملے گا۔ بہت بڑی بات ہے مگر انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ تھوڑی دیر کے بعد ایسا لگتا ہے کہ اس آدمی کو درد ہو رہا ہے۔ درد میں آدمی کہتا ہے نا آہ، آہ ایسی آواز آ رہی ہے، گھبرا گئے، یہ لوگ! کہا یہ جنت ہے، ہر چیز تمھیں یہاں مل رہی ہے۔ درد کیسا ہے؟ درد تو جنت میں نہیں ہوتا ہے، ڈاکٹر کے سارے پروفیشنل یہاں تک میں، وہاں ڈاکٹر کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ درد کیسا ہے؟ کہا! کہ یہ بس اس طرح ہے۔ یہ کہا اور اپنا پیر آگے۔ کیا وہاں دیکھا کہ چھوٹا سا لیکن انتہائی زہریلا سانپ وہ اس کے انگوٹھے کے اوپر بار بار کاٹتا ہے اور ہر مرتبہ مشہور یہ ہے کہ سانپ جتنا چھوٹا ہوتا ہے اتنا زیادہ تیز اور زہریلا ہوتا ہے۔ بہر حال دُنیا کے سانپ کا نہیں پتہ یہ جہنم کا سانپ تھا چنانچہ جب ایک بار کاٹتا تھا سارا بدن درد۔ گھبرا گئے اور ایک مرتبہ کہا کہ آخر یہ کیسے ہوا؟ کہا کہ بس ایک مرتبہ ایک غریب آدمی نے کچھ امانت میرے پاس رکھوائی تھی ۔ اس کی رقم بہت ہی چھوٹی تھی چنانچہ میں نے زیادہ احتیاط نہیں کی۔ کہیں رکھ رکھا کے بھول گیا یا گھر میں استعمال ہو گئی، جب وہ غریب آدمی آیا تو میں نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی حساب کتاب نہیں ہے واپس چلے جاؤ کہیں۔ واقعہ میں وضاحت ہے میں مختصر کر رہا ہوں کہ امانت میں نے واپس نہیں دی۔ جس کے نتیجہ میں جنت میں آ کر بھی مجھے سزا مل رہی ہے۔ اب یہ وہ اصل جنت نہیں ہے یہ وہ برزخ والی جنت ہے جسے وادیٔ سلام کہتے ہیں۔ مگر امانت کا مسئلہ اتنا اہم ہے مجھے تو حیرت ہوتی ہے کہ دو چار، پانچ پونڈ لیا اس نے تو جنت کی نعمتوں کے درمیان اُسے سزا مل رہی ہے جو دوسروں کے پورے پورے مکان کھا جاتے ہیں، دوسروں کے پورے
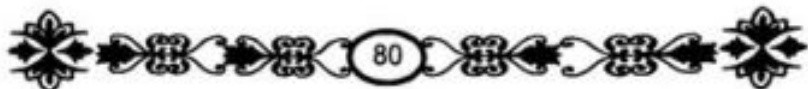
پورے کاروبار کھا جاتے ہیں، بھائی بھائی کی خیرات کا حصہ کھا جاتا ہے۔ کتنا طاقت ور ہے۔ ہمارے یہاں کراچی میں معدہ کے لیے دوا ملتی ہے۔ اس کا نام ہے: "لکڑ ہضم پتھر ہضم" یہ دوا کھا کر آپ لکڑی بھی کھا جائیں گے تو وہ بھی ہضم ہو جائے گی اور پتھر بھی کھا جائیں تو وہ بھی ہضم ہو جائے گا۔ مومنوں میں سے کچھ لوگوں کا معدہ تو بغیر کچھ کھائے پئے اتنا طاقت ور ہے کہ مسجد ملے، ایسی کہانیاں بھی ہیں کہ مسجدیں کھائی گئی، امام باڑے کھائے گئے، مومنوں کے مکان کھا لیے گئے۔ پورا کاروبار کھا گئے تھے، پورا کاروبار ختم ہوگیا امانت رکھوائی تو امانت کا پتہ نہیں چل رہا ہے لیکن جب ایک آدھ کیس ہو تو ٹھیک ہے۔ عذاب خالی فرد پر آئے گا اور جب یہ بیماری وسیع پیمانے پر بیماری ہو جائے اور میری امت عام طریقے سے امانت کو اس طریقے سے کھا جائے کہ واپس کرنے کا سوال ہی نہیں۔ پیغمبرؐ نے کہا: بس یہ آخری زمانہ قریب ہے لیکن اس کے علاوہ باقی باتیں بھی چل رہی ہیں۔ اللہ کا رسول کہتا ہے وَشَرِبُ الغمور جب شراب بڑی کثرت کے ساتھ پی جائے۔ کیفے ٹیریا میں ایک آدھ کوئی کیس نظر آتا تھا۔ انڈیا، پاکستان ایک آدھ اس کا کیس نظر آتا تھا، لیکن ولبث الحریث اور خالص سلک جو مرد کے لیے پہننا حرام ہے۔ آیت اللہ سیستانی نے بھی صرف ٹائی کی اجازت دی ہے۔ باقی مراجع اُس کو بھی منع کرتے ہیں لیکن جب عام طور پر لباس مردوں کا خالص ریشم کا بن جائے۔ اللہ کا رسول کہہ رہا ہے

وَارْتَفَعُو الاَصْوَاتُ فِی المساجد۔

جب مسجد کے اندر ایک دوسرے کی مخالفت ہو جائے کہ اللہ کا گھر عبادت گاہ کہ اللہ کا گھر، وہاں پر آوازیں بلند ہونے لگیں، اتنا بھی آدمی مسجد اور امام باڑے کو عزت نہ دے۔

وَارْتَفَعُوا الاَصْوَاتُ فِی الْمَسَاجِد

حدیث میں یقیناً مسجد کا لفظ آیا ہے لیکن اب مسجد بنانا بھی بڑا مشکل ہے تو مسجد

جیسا سوال جسے اسلامک سنٹرل رہا ہے کہا کہ جب وہاں ذاتی اختلاف کی وجہ سے آوازیں اس طرح سے بلند کی جائیں، مسجد جو خاموش اور پُر سکون ہونی چاہیے۔

واکوم الددل شر مخافتہ۔

ابھی ابھی برادر شبیر نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کی ہے کہ ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ اللہ کے پاس اُسی کی حیثیت ہے جو متقی ہے تو معاشرے میں سوسائٹی میں کمیونٹی میں عزت جس کو ملنا چاہیے اللہ کہہ رہا ہے متقی ہو لیکن آخری زمانے میں اور مسلمانوں اور مومنوں میں مومنز اکرم الـردل لوگ کسی آدمی کو عزت دیتے ہیں مگر کیوں؟ تقویٰ کی وجہ سے نہیں، ایمان کی وجہ سے نہیں، کمیونٹی کی خدمات کی وجہ سے نہیں، علم کی وجہ سے نہیں، جب آخری زمانہ آئے گا تو لوگ عزت کریں گے اُس آدمی کی صرف اُس کے ڈر کی وجہ سے اگر اس کی عزت نہ کی تو یہ گالی دے دے گا۔ یہ تو نقصان ہی دے گا جب غنڈہ گردی اتنی عام ہو جائے کہ غنڈے اور بدمعاش کی اتنی عزت کرنا پڑے ورنہ آدمی دیکھے گا کہ مجھے سب کے سامنے یہ ذلیل کر دے گا۔ اپنی عزت بچانے کے لیے ایسے لوگوں کو عزت دینا پڑے گی۔ عالم آئے گا کوئی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہونے کو تیار نہیں۔ متقی اور پرہیزگار آئے گا تو اُس کو جگہ دینے کو تیار نہیں لیکن دولت والا آ گیا، ایسا کوئی بدتمیز قسم کا آدمی آ گیا اُس کے ڈر کی وجہ سے جب اُس کی عزت کی جائے تو سمجھ لینا کہ اب تو قیامت آنا ہی چاہیے وَزَعِیْمُ الْقَوْلِ ازدلھم اور جب حالت یہ ہو جائے کہ قوم کا لیڈر قوم کے سب سے خراب آدمی کو بنا دیا جائے۔ پیغمبر کی حدیث چل رہی ہے۔

وتفذ القینات والمعاذ۔

یہ ٹکڑا تھا یہ چھوٹا سا جملہ آیا ہے اس حدیث میں جس کی وجہ سے مراجع اس کو لکھتے ہیں غنا اور بابِ غنا میں جب حالت یہ ہو جائے کہ ہمارے ماننے والے میوزک کے

پروگرام منعقد کریں۔ ایک تو زمانہ ہوتا ہے کہ میوزک کے پروگرام کو تیار کیا جائے، نہیں آخری زمانہ وہ ہوگا جب ہمارے ماننے والے میوزک اور ڈانس کے پروگرام کا انتظام کریں گے۔ شیعہ ہے اور پتہ چلا کہ وہاں پر شادی ہو رہی ہے۔ برتھ ڈے پارٹی ہے کوئی اور اس قسم کا فنکشن ہے ڈانس کیا جا رہا ہے۔ میوزک کا انتظام ہو رہا ہے۔ میرے پاس آج بھی اخبار کی ایک کٹنگ موجود ہے۔

لاسالوس کا واقعہ ہے میں یہ نہیں بتاتا کس سال کا ہے کسی کی توہین بھی نہیں کرتا لیکن یہ بتاتا ہے کہ دیکھیے پیغمبرؐ کی حدیث کہاں تک پہنچا دی لوگوں نے۔ لاسالوس میں ڈنر ہوتا ہے شام کی شہزادی کا اس میں انتخاب ہوتا ہے اور یہ شام کی شہزادی یعنی یہ اپنے لوگوں کی بات نہیں۔ یہ عام بات ہے جس شام کی شہزادی کو چنا گیا وہ ایک تہرانی ہے اور یہ کس دن ہوئی پارٹی Fuction! عاشورہ کا دن ختم ہو رہا تھا۔ شامِ غریباں شروع ہو رہی تھی۔ وہ اب تک میرے پاس اخبار کی کٹنگ موجود ہے۔ لاسالوس میں، جب اس قسم کے فنکشن اور اس قسم کی رش Gathring ہمارے شیعہ کرنے لگیں گے ہمارے ماننے والے کرنے لگیں گے۔

وَعَطَاء الرجل اِمْرَءَ تَهُ وَعَطَا امه۔

دو الگ الگ باتیں ہیں اس کے بعد ایک چیز ہی رہ گئی ہے وہ کل آئے گی اور جب حالت یہ ہو جائے گی کہ مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اگرچہ ہمارے یہاں جو مسئلہ اس میں مشہور ہے وہ بھی غلط ہے کہ جی بیوی کو شوہر کی اطاعت کرنا ہے۔ اتنی مکمل طور پر اطاعت تو سوائے معصومؑ کے اور کسی کی نہیں لیکن جب یہ حالت ہو جائے کہ مرد اپنی عورتوں کی اطاعت کریں گے ہر وقت ہاتھ باندھے کھڑا رہے گا۔ جی میں تیرا غلام۔

اطاعت! اچھا اب یہاں یہ ایک حدیث میں اس سے ہٹ کے بتا دوں۔ ایک اور حدیث آئی ہے کہ پیغمبرؐ نے آخری زمانے کی نشانیاں بتائی ہیں تو اُس میں ایک لفظ

آیا تھا وہ بہت مختصر حدیث ہے اُس میں صرف دو چیزیں ہیں، ایک لفظ یہ آیا تھا کہ مرد اپنی عورتوں کی اطاعت کریں گے اور سامنے حدیث بھی مولاؑ کے سامنے تھی اور یہ بھی مولا کے سامنے ہے تو مولاؑ نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! مرد عورتوں کی اطاعت کرے گا اس کا مطلب کیا ہے؟ کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی بیوی بے پردہ گھر سے باہر نکلے گی، بازاروں میں جائے گی اور یہ راضی رہے گا۔ عید کے تہوار Fuction میں جائے گی یہ راضی رہے گا۔ رسول اللہؐ کے زمانے میں مدینے کا جو سب سے اہم فنکشن ہوتا تھا وہ عید ہوتا تھا۔

رشتہ داروں کو یہ سیر کرنے (ملنے) جائے گی یہ راضی رہے گا۔ حمام جائے گی بے پردہ اور یہ راضی رہے گا۔ اچھا اب کچھ حدیثیں ایسی ہیں جس کے لیے وہ پس منظر آپ کے سامنے ہونا چاہیے۔ حمام جسے ہم لوگ عام طور پر باتھ روم کہتے ہیں جب میں نے یہ حدیث کراچی میں پڑھی تھی یہاں پھر بھی ابھی کچھ پرانی چیزیں ہیں تو ایک بچے نے بڑی حیرت کے ساتھ کہا تھا کہ مولانا! کہ حمام میں بھی عورت کو لباس پہن کے نہانا ہوتا ہے؟ یہ کیا جملہ آ گیا کہ حمام جائے گی اور آج کل تو اٹیچ باتھ ہوتے ہیں۔ کراچی کے اندر ہر گھر کے اندر اپنے بیڈ روم سے اپنے باتھ روم میں جا رہی ہے اس میں بھی کیا حجاب؟ پہلی تین چیزیں تو سمجھ میں آ گئیں کہ عید کے تہوار میں جانا خریداری کے لیے بازار میں جانا اور اپنے رشتہ داروں کی سیر کرنے جانا۔ بے پردہ پر لعنت ہونی چاہیے مگر یہ حمام کا کیا مطلب ہے؟ اب پہلے اس کو سمجھانا پڑا یہاں تو اتنا وقت بھی نہیں ہے اور ضرورت بھی نہیں ہے لیکن کچھ حدیثوں کے لیے اُس زمانے کا سماجی پس منظر معلوم ہونا چاہیے۔ اُس زمانے میں حمام گھر میں نہیں ہوتے تھے آج بھی انڈیا اور پاکستان کے گاؤں میں باتھ روم گھر میں نہیں ہوتے وہ آدمی جاتا ہے اپنے کھیت میں یا فارم میں۔

مگر چھوٹے گاؤں کی بات ہے شہروں میں تو لندن سے بہترین مکان ہوتے ہیں

لیکن حمام جو ایران میں آج سے بیس سال، تیس سال، چالیس سال سے جارہے ہیں، انھیں پتہ ہے کہ ایران اور عراق میں مارکیٹ میں حمام ہوتے تھے۔ جیسے ہیئر ڈریسر کی دکان ہے، اُسی طرح نہانے کے لیے بھی الگ دکان ہے گھر میں نہیں ہوتے تھے۔ اللہ کا رسول کہہ رہا ہے کہ یہ بے پردہ حمام میں جائے گی۔ اچھا اب پھر بچے نے کہا کہ مولانا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حدیث آج کے لیے تو بیکار ہوگئی کہ آج تو حمام گھر میں ہوتے ہیں۔ نہیں یہ آج بھی کام کی ہے لفظ میں تبدیل کر دیتا ہوں۔ پہلے زمانے میں عورتیں حمام میں جاتی تھیں آج کل مجھے لندن کا پتہ نہیں۔ ہمارے کراچی کی بات کر رہا ہوں اسی طرح جیسے پہلے حمام جاتی تھیں آج کل بیوٹی پارلر جاتی ہیں۔ ایک چیز ہوتی ہے ہمارے ہاں "بیوٹی پارلر" جس میں عورت تیار ہونے کے لیے جاتی ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے کہا کہ مرد عورت کی اطاعت کرے گا۔ اُس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی بیوی گھر سے بے پردہ نکل کے خریداری کے لیے رشتہ داروں کو سیر کرانے کے لیے جائے، عید کے فنکشن میں جائے، بیوٹی پارلر جائے، یہ راضی ہوتا ہے اور ایسے مرد پر اللہ کی لعنت بھی ہے۔ اچھا مولانا نے کہا دیکھیے! ہمارا مولا ہمارے مسئلے سمجھ رہا ہے کہ یا رسول اللہؐ! کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرد راضی بھی نہیں ہے لیکن بیوی اُس کے قبضہ میں بھی نہیں ہے اور وہ جا رہی ہے زبردستی۔ کہا کہ اگر مرد راضی ہے یعنی اس کا شوہر تو یہ لعنت شوہر پر ہے اور اگر شوہر راضی نہیں ہے تو یہ لعنت پھر بیوی کے اوپر آرہی ہے اس لیے کہ اللہ کے حکم کی مخالفت کر کے گھر سے نکل گئی مگر جب ایک آدھ فرد ہو تو الگ بات ہے اور جب اکثریت ایسی بن جائے تو وہ آخری زمانہ ہے۔ جس میں اللہ میرا کلمہ پڑھنے والوں پر مختلف عذاب بھیجے گا کہ ایک ایک دن ان کے لیے زندہ رہنا مشکل ہو جائے گا۔ اب یہ آخری دو باتیں رہ گئی وہ کل آئیں گی مگر میں آج تک اس چیز کو سمجھ نہیں پایا وہ یہ ہے کہ حجاب کے حوالے سے کسی جیو کو سمجھانا پڑے، کسی کرسچین کو سمجھانا پڑے کسی غیر مسلم کو سمجھانا پڑے اور کسی عام مسلمان کو سمجھانا پڑے اور کسی منافق کو سمجھانا پڑے اور وہ ہمیں اس کی دلیلیں، اس کے لیے قرآن

اور حدیث، اتنی محنت کرنا پڑے تو سمجھ میں آتا ہے لیکن اہل بیتؑ کے ماننے والے اور سپیشل وہ لوگ جو گیارہ محرم کے بعد بھی شراکت کرتے ہیں اُن کو اگر حجاب سمجھانا پڑے تو یہ میری عقل میں نہیں آتا ہے۔

## امام سجادؑ کا گریہ و ماتم

گیارہ محرم کے بعد یاد رکھیے! مرد تو پہلی محرم سے دس محرم تک مسلسل آتے ہیں اس کے بعد وقت نہیں ہے اب یا تو شب جمعہ کی مجلس میں آتے ہیں یا دسواں، بیسواں اور مہینہ۔ لیکن عورتیں باقاعدگی سے جس طرح سے پہلی سے دس محرم تک آتی ہیں اسی طرح 11 محرم سے آخری ایام عزا تک آئی رہتی ہیں۔ اُن کی مجلس میں روزانہ جارہی ہیں پھر بھی یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ دس محرم کے بعد ماتم جو کیا جارہا ہے پُرسہ جو دیا جارہا ہے۔ یزید اور ابن زیاد کو جو لعن طعن کیا جارہا ہے تو کون سے مصائب ہیں؟ مشہور شہادت ہے کربلا کے بعد ایک ہی ہوئی ہے جناب سکینہؑ کی، شہادتیں تو ساری کربلا میں ہوئی ہیں یہ اُس کے بعد جو مصائب ہیں کیا یہ خالی کربلا کے ہیں؟ نہیں یہ کربلا کے نہیں ہیں یہ مصائب بھی اسی حوالہ میں ہیں جسے حجاب کہا جاتا ہے۔ چوتھے امامؑ کا مشہور صحابی منہال مخلص آئے ہیں۔ آئے چوتھے امامؑ کے پاس۔ مولاؑ! تیس سال سے میں دیکھ رہا ہوں آپ ماتم کر رہے ہیں۔ مولاؑ! یہ ماتم آپ کب تک کریں گے؟ چوتھے امامؑ نے کہا کہ شاید تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ یعقوبؑ کا ایک بیٹا تھا یوسفؑ وہ ابھی مرا نہیں تھا آنکھوں سے ذرا دور چلا گیا تھا۔ اتنا روئے اتنا روئے کہ یعقوبؑ کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں۔ میں نے تو اپنی آنکھوں سے اٹھارہ یوسف کربلا کی تپتی ریت پر تڑپتے دیکھے ہیں۔ منہال گھبرا کے کہتے ہیں: مولاؑ! مگر وہ تو شہادتیں ہوئی ہیں اور شہادت تو آپؑ کے خاندان کے لیے فخر کی بات ہے، ایک عزت کا مقام ہے۔ میرے چوتھے امامؑ نے دیکھا کہ وضاحت میں جانے کا موقع نہیں ہے کہا کہ بس اتنا بتادے اگر شہادت ایک فخر ہے تو بہنوں اور پھوپھیوں کا بازاروں میں ننگے سر آنا، تو مجھ سے پوچھتا ہے کہ میں اتنا ماتم کیوں کر رہا ہوں؟ میری پھوپھی زینبؑ، میری بہن فاطمہ کبریٰ، میری ماں ربابؑ بے مقنع و چادر بازاروں اور درباروں میں گئیں۔

عزادارو! اور میرے چوتھے امامؑ نے اتنا ماتم کیا کہ کہا جاتا ہے کہ دُنیا میں سب سے سخت دل قصائی کا ہوتا ہے اُس کی آنکھ میں آنسو نہیں آتے ہیں، وہ کبھی نہیں روتا ہے۔ مگر میرے چوتھے امامؑ کے ماتم سے مدینے کے قصائی بھی ہل کے رہ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب میرا چوتھا امامؑ مدینے کے بازار میں داخل ہوتا ہے تو جتنے قصائی ہیں دکان پر قفل ڈال دیتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر کوئی کھلی رہ جائے، ایک بار میرا امامؑ دُکان میں داخل ہوتا ہے کہتا ہے اے قصائی! مجھے اتنا بتا دے کہ یہ جو جانور ذبح کیا ہے اس کو پانی پلا کے ذبح کیا یا پیاسا ذبح کیا تھا؟ قصائی نے ہاتھ جوڑے فرزندِ رسولؐ! آپؑ کے جد کی شریعت کی تابعداری کرتا ہوں۔ اتنا پانی پلایا تھا کہ جانور نے تین مرتبہ خود ہی منہ ہٹا لیا۔ اُس کے بعد میرا چوتھا امامؑ مدینے میں کھڑا ہو کر کربلا کی طرف رُخ کرتا ہے۔ السلام علیک یا اَبَتا! مدینے کا جانور بھی پیاسا ذبح نہیں کیا جاتا لیکن ہائے میرا سارا گھرانہ تین دن کا پیاسا تھا اور گلے پر قاتل کا خنجر۔

## مجلس پنجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ○

(سورۂ ابراہیم، آیت: 7)

اگرچہ سارا سال قرآنِ کریم کی اس آیت کے حوالے سے، میں اپنے زمانے کے امام کا تذکرہ کرتا رہتا ہوں، لیکن آج کی یہ رات ہماری توجہ اور زیادہ اس آیتِ مبارکہ کے پیغام کی جانب بڑھا دیتی ہے۔ آیت کا پیغام جو دنیاوی چیزوں کے اعتبار سے ہمارے معاشرے میں، ہمارے بزرگوں نے ہمیشہ ہمیں بتایا اور سکھایا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ اس آیت کا اطلاق سب سے زیادہ جس نعمتِ پروردگار پر ہو رہا ہے۔ اکثر ہم اُسی کو فراموش کر دیتے ہیں۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ اے میرے بندو! اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو میں اُن میں اضافہ کروں گا۔ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ لیکن اگر تم نے نعمتوں کا کفران کیا تو خالی یہی نہیں کہ نعمت تم سے واپس لے لی جائے گی۔ خالی نعمت کی واپسی نہیں، میرا عذاب بھی ہے۔ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ جسے خدا خود شدید قرار دے، بندہ بے صبرا تو ذرا سی تکلیف پر چیخنے لگتا ہے، چلانے لگتا ہے، آہیں فریادیں کرنے لگتا ہے ہر تکلیف اُسے شدید لگتی ہے ہر عذاب اُسے بڑا لگتا ہے ہر امتحان اُسے انتہائی سخت لگتا ہے۔ لیکن اگر خود خالقِ کائنات کسی عذاب کے بارے میں اعلان کرے کہ شدید عذاب آئے گا تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ کیسا عذاب ہوگا؟ کہ جس کا تھوڑا سا تذکرہ ہماری اس تقریر کے تقریباً آدھے حصے کے بعدؒ کے سامنے ہو جائے گا۔ اب یہ آیت جو ہر نعمت کے بارے میں اصول بیان کر رہی ہے کہ جو نعمت میں نے تمہیں عطا کی ہے تمہیں اُس کا شکر ادا کرنا ہے اور جس نعمت کا کفران کرو گے اس پر عذاب شدید تمہارا انتظار کر رہا ہے۔

جیسا کہ میں نے ترجمہ پڑھنے سے پہلے ایک جملہ عرض کر دیا۔ ترجمہ سے پہلے تھا
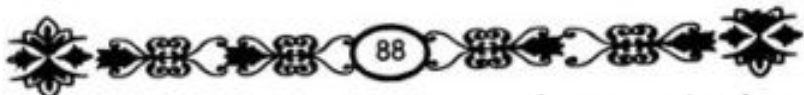
اس لیے اس کو شاید نہ سمجھ پائیں۔ دنیاوی نعمتوں کے بارے میں وہ بھی بہر حال اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں لیکن دُنیاوی نعمتوں کے بارے میں یہ شکر ہمارے معاشرے میں رائج رہا ہے۔ کم از کم جو تہذیب ہمارے بزرگوں نے عطا کی، کم از کم اُن چیزوں میں اُن کا خیال رکھا جاتا ہے حتیٰ کہ روزانہ انجام دیے جانے والے کام۔ مثلاً دسترخوان پر بیٹھ کر رزق کو حاصل کرنا یا رزق کو استعمال کرنا۔ ایسے گھرانے اب تک ہیں۔ شکر کا سجدہ انجام دے کر دسترخوان سے اُٹھتے ہیں یہ تو عام نعمتیں ہیں۔ عام نعمتوں کا مطلب اُن نعمتوں کی تحقیر یا توہین نہیں ہے۔ اُس کے حوالے سے یہ سلسلہ یہ رواج ہمارے ہاں رائج ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عقیدے کی منزل پر پہنچنے کے بعد، مومن جس نعمت کو اللہ کی سب سے بڑی نعمت قرار دیتا ہے اور وہ سب سے بڑی بھی اپنی عقل یا اپنے اندازے سے نہیں۔

آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ کی روشنی میں جس نعمت کو سب سے بڑی نعمت قرار دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اُس کا شکر ادا کرنے کا کیا انتظام کیا گیا؟

یاد رکھیے! کہ آیت اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ غدیرِ خُم میں آئی لیکن غدیرِ خم میں مکمل نہیں ہوئی۔ جو نعمت غدیرِ خم میں مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ سے شروع ہوئی اُس نعمت کا اہتمام اور انتظام آج کی رات ہے۔ یہ ایک سلسلہ ہے نعمت کا جو چل رہا ہے۔ 18 ذوالحجہ کو غدیر کے اعلان سے اور یہ مکمل ہوا 15 شعبان 255ھ کو اس زمانے کے امامؑ کے آنے سے۔ اگرچہ اب بھی اس کا ایک آخری حصہ باقی ہے جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں لیکن یہ پوری کی پوری ایک نعمت ہے۔ یا یہ کہ جب انسان نعمتِ رزق، جب انسان نعمتِ مال، جب انسان نعمتِ اولاد، ان سب کا شکر ادا کرنا جانتا ہے اور اسے پتہ ہے کہ اس نعمت کا شکر ادا کیا جاتا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ نعمت جو امامت کی شکل میں عطا ہوئی اس کا شکر ادا کرنے کا طریقہ کار ہمارے معاشرے میں کیا رہا؟ خاص طور پر اس

حوالے سے کہ 18 ذوالحجہ کے اس اعلانِ ولایت کے حوالے سے ہمارے اجتماعات
بہرحال وہ تذکرہ ہمارے معاشرے میں موجود ہے لیکن جو بار بار میں کہہ رہا ہوں کہ کمال
الدین اور تمام النعمۃ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کا نام اسی آیت کی وجہ سے رکھا
گیا وہ کمال الدین اور تمام النعمۃ جو آج جا کے مکمل ہوا، آج کی رات۔ اُردو میں ایک
محاورہ ہے لیکن غالباً اک عوامی محاورہ ہے لیکن پھر بھی چلیں منبر سے اس کا تذکرہ کبھی سہی
لیکن کر دیں۔ محاورہ یہ ہے کہ انسان ''جس کا کھاتا ہے اسی کا گاتا ہے'' تو سوال یہ پیدا
ہو رہا ہے کہ یہ نعمت جو آج شعبان ھ میں سامرہ شہر میں گیارھویں امام کے بیت الشرف
میں مکمل ہوئی ہے خالی اتنا نہیں ہے کہ امام اس دن آئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اُردو کے
اس محاورے کا اِطلاق سب سے زیادہ اگر ہو گا تو اسی امامؑ کی ذات پر ہو رہا ہے۔ آج جو
ہم کھا رہے ہیں وہ اسی امام کے طفیل، آج جو ہم سانس لے رہے ہیں تو اسی امامؑ کے طفیل،
آج کل ہماری زندگیاں محفوظ ہیں تو اسی امامؑ کے طفیل۔ میں ہر سال کم و بیش ہر سال یہ
جملہ کہیں غلط بیانی نہ ہو یا کم و بیش ہر سال یہ عرض کرتا ہوں کہ اکثر نماز جمعہ کے خطبے میں یہ
حدیث آپ سنتے ہیں کہ موجود ورزِقَ الْوَرىٰ وَبِيُمْنِهِ ثَبَتَتِ الْعَرْضُ وَالسَّمارہ
ہمارا یہ امام خاص زمانے کے امام کے حوالے سے حدیث پڑھی جاتی ہے۔ خطبہ جمعہ میں
کہ ہمارا یہ امامؑ وہ ہے کہ جس کے وجود کی برکت سے ثَبَتَتِ الْعَرْضِ وَالسَّمَا زمین و آسمان
قائم ہیں۔ وَبِيُمْنِهِ رِزق الوری اسی کی برکتوں سے پروردگار عالم اپنی مخلوقات کو رزق عطا
کر رہا ہے تو اس عوامی محاورے کو اگر ذہن میں رکھ لیا جائے کہ ''انسان جس کا کھاتا ہے اس
کا تذکرہ تو کرتا ہے'' تو ہم جنھیں رزق ملا اس امامؑ کی برکت سے ہم کہ ہماری اولاد کو رزق
ملا اس امامؑ کی برکت سے، ہم اگر اس دنیا میں موجود ہیں اور یہ دنیا خود موجود ہے تو اس
امامؑ کی برکت سے، سارا سال کیا حق ادا کرتے ہیں اس امامؑ کا؟ سارا سال کیا شکر ادا
کرتے ہیں اس نعمت پروردگار کا؟ ارے شکر ادا کرنا بہت بعد کی منزل ہے، حق ادا کرنا
بہت بعد کی منزل ہے۔ سارا سال کتنی مرتبہ ہمارے ذہن میں یہ خیال بھی آتا ہے کہ ہمارا

اک امامؑ ہے اور وہ امامؑ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ یہ جملہ یاد رکھیے گا کیوں کہ عام طور پر یہ جملہ کہا جاتا ہے کہ ہم اس کا انتظار کر رہے ہیں لیکن صاحبانِ ایمان کے حوالے سے میں یہ عرض کروں کہ امامؑ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ شکر ہم بعد میں ادا کریں گے حق امام بعد میں ادا کریں گے پہلے تو یہ کہ امام کا خیال بھی ہے کہ نہیں۔ سال میں کبھی ہمیں احساس بھی ہوتا ہے کہ نہیں کہ ہے کوئی ہمارا سرپرست، ہے کوئی ہمارا آقا، ہے کوئی ہمارا والی، ہے کوئی ہمارا انتظار کرنے والا۔ اس جملے کی وضاحت میں آج تقریباً اس پوری محفل کا، اس تقریر کا خلاصہ ہوگا کہ امامؑ بھی ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ خیال ہی نہیں آتا۔ ارے سارا سال نہ سہی! کم از کم یہ ایک رات جو اس امام معصومؑ سے مخصوص رات ہے۔ اس حوالے سے ہمارا یہ امام باقی آئمہؑ کے مقابلے میں ہمیں یہ لفظ اگر برا لگے تو لفظوں پر توجہ نہ دیجیے میری نیت پر توجہ دیجیے۔ باقی آئمہؑ کے مقابلے میں ہمارا یہ امامؑ ہمیں آج ہی زحمت دیتا ہے اس لیے کہ ہر امام کا جب ہم تذکرہ کرتے ہیں تو ایک مرتبہ ان کی ولادت کی محفل میں جمع ہوتے ہیں اور ایک مرتبہ ان کی شہادت کی مجلس میں جمع ہوتے ہیں۔ اس امامؑ کے لیے ہمیں سارے سال میں صرف ایک رات نکالنا ہے لیکن صاحبانِ ایمان کی کتنی توجہات اس امامؑ کی جانب ہیں؟

توجہات سے مطلب یہ خیال کہ سارا سال ہمیں صحت ملی تو کس کی برکت سے؟ عافیت ملی تو کس کی برکت سے؟ دولت ملی تو کس کی برکت سے؟ ہماری زندگیاں اور ہمارے گھر کی عورتوں کی عزتیں محفوظ رہیں تو کس کے وجود کے سبب سے؟ اس ایک رات میں یہ خیال کتنے لوگوں کے ذہن میں آتا ہے؟ اور نہ یہ رات واقعاً اس طرح سے منائی جاتی ہے جس طرح سے کوئی آدمی اپنے محسن کے احسان کا شکر ادا کرنے جاتا ہے جو اس کی کیفیت ہوتی ہے۔ واقعاً خلوصِ دل کے ساتھ لوگ گھروں سے نکلتے واقعاً وہ عید کی خوشیاں پیچھے نظر آئیں۔ کم از کم صاحبانِ ایمان کے گھروں میں دیکھیے۔ عید منائی جاتی ہے ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ خود ایک مقدس دن ہے۔
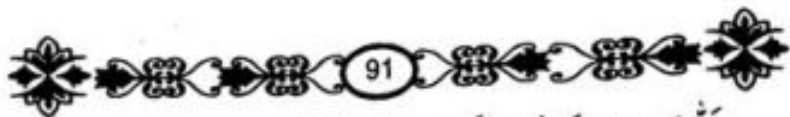
اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ هٰذَا الْيَوْمِ الَّذِیْ جَعَلْتَهُ لِلْمُسْلِمِیْنَ عِیْدًا ○

اک مقدس دن ایسا ہے کہ جس کا واسطہ دے کر ہم خدا سے سوال کرتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کم از کم اتنی خوشی تو ہمارے گھروں میں نظر آئے۔ سال میں یہ تو نہیں کہ والدین خالی عید پر اپنی اولاد کے لیے جوڑے سلائیں اور یہی مواقع آتے ہیں اگر خاص ایسا اہتمام کیا جائے کہ 15 شعبان وہ تاریخ مقرر کی جائے کہ ویسے بھی اولاد کے لیے لباس سلوانا ہی ہے لیکن کچھ اس انداز سے شیڈول بنایا جائے کہ وہ تاریخ اس تاریخ سے مل جائے۔ اولاد کے لیے آدمی تحفے لے کے آتا ہے حتیٰ کہ اولاد کی اپنی سالگرہ ہمارے یہاں اتنی اہم بن جاتی ہے کہ حرام کا ارتکاب ہوتا ہے تو ہوتا رہے، گناہ ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔

برتھ ڈے پارٹی جس طرح سے ہمارے یہاں منائی جاتی ہے کہ آج کتنے گناہ اس میں آ گئے مگر یہ کہ اسے خوش کرنا ہے۔

امامؑ کی ولادت کی خوشی بھی ان بچوں تک پہنچے۔ انھیں اندازہ ہو کہ شب برات کا انتظار ہمارے بچے پٹاخے کے لیے تو کرتے ہیں، شب برات کا انتظار ہمارے بچے لائٹنگ کے لیے تو کرتے ہیں مگر کتنے بچوں تک یہ تصور پہنچتا ہے کہ واقعاً آج کس کی وجہ سے ہم یہ ساری خوشی منا رہے ہیں۔ ہر سال شروع کے دو چار منٹ تو میں اس حوالے سے گفتگو کرتا ہوں۔

مگر یاد رکھیے! خالی یہ مسئلہ نہیں رہا کہ ہم اس کے احسان کو مانیں، ایک مسئلہ اور بھی ہے وہ یہ کہ اپنی زندگی کو آسان بنا لیں، اپنی زندگی کے لیے برکتیں اور نصیحتیں حاصل کریں۔ وہ امامؑ ہمارا انتظار کر رہا ہے کہ ہم اس امامؑ کے طفیل اس دنیا کو جنت بنا لیں مگر وہ دیکھ رہا ہے کہ میرے ماننے والے ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ ہر سال آتا ہے اور گزر جاتا ہے۔ پچھلی 15 شعبان اور یہ 15 شعبان، اس دوراں میں ہم نے امامؑ کا انتظار ختم کرنے کی کتنی کوشش کی؟
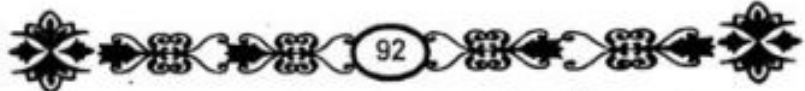
اب آپ بار بار کہیں گے کہ آخر انتظار کیا ہے؟ کون سا انتظار؟ وہ انتظار جسے خصوصیت کے ساتھ اس امامِ معصومؑ نے بیان کیا کہ جن امامِ معصومؑ کی باقی احادیث بھی ہمارے یہاں بہت کم سنی جاتی ہیں سب سے زیادہ تذکرہ ان کا ہوتا ہے مگر احادیث بہت کم سنی جاتی ہیں یعنی سرکار سید الشہداء حضرتِ امام حسین علیہ السلام۔

مصائب کے حوالے سے اس امام کی حدیثوں کا ہر ایک کو پتا ہے لیکن ویسے اس کے علاوہ امام کی کتنی حدیثیں لوگوں کو معلوم ہیں؟ ایک حدیث میں تقریباً ہر سال پڑھتا ہوں اور اسی حدیث کو دہرا کر پھر آج کے موضوع پر آ رہا ہوں کہ امام فرماتے ہیں:

"یہ خیال نہ کرنا...... یہ صاحبانِ علم جمع ہیں ان لوگوں سے ڈر بھی ذرا زیادہ لگتا ہے اس لیے احتیاطاً ایک جملہ کہہ رہا ہوں جو انھی کے لیے ہے۔ یہ حدیث بالمعنیٰ نقل ہے نقل بالالفاظ نہیں اور ہمارے یہاں 95 فی صد احادیث نقل بالمعنیٰ ہیں۔

مفہوم یہ ہے کہ امامؑ فرماتے ہیں کہ یہ خیال نہ کرنا کہ میرا بیٹا ان ساری علامتوں اور نشانیوں کے بعد ظاہر ہوگا اب یہ ذرا سا میں نے اس حدیث میں جملہ بڑھایا ہے اس لیے کہ امامؑ جس مجمع کے سامنے بات ارشاد فرما رہے ہیں وہ آدھی بات سمجھتا تھا آدھی بات امام کو کہنا پڑھ رہی تھی۔ اس مجمع کے لیے مجھے بات شروع سے بیان کرنا پڑ رہی ہے کہ ذہنوں میں ایک تصور ہے کہ فلاں نشانی، فلاں علامت، فلاں واقعہ، پھر امام آئیں گے۔ چنانچہ بعض اوقات کافر ہی نہیں صاحبانِ ایمان پر بھی یہ آیت منطبق ہوتی ہے کہ:

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا۔ (سورۃ معارج، آیت: 7)

قرآن نے اگرچہ کفار کے لیے یہ کہا ہے کہ کافر اس چیز کو بہت دور کی چیز سمجھ رہے ہیں اور خدا نے کہا کہ ہم دیکھ رہے کہ یہ کتنا قریب آ چکا ہے مگر بعض صاحبانِ ایمان کی بھی حالت یہ ہے کہ ان کی زیادہ ہے کہ جو کچھ پڑھ گئے ہیں۔

امامؑ کے حوالے سے کہ ان کو ایسا لگتا ہے کہ ابھی تو بہت وقت باقی ہے۔ فلاں
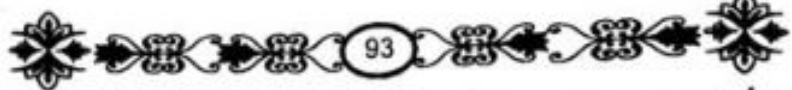
نشانی، فلاں علامت، فلاں واقعہ ابھی تو پیش ہی نہیں آیا۔ اس تصور کو غلط قرار دینے کے لیے امام مظلوم کو آج یہ ارشاد فرمانا پڑا کہ یہ خیال نہ کرنا کہ وہ ساری نشانیاں پوری ہوں تب ہی میرا بیٹا آئے گا۔

میرا بیٹا مثلِ موسیٰ" ہے۔ یہ جملہ دو مرتبہ ہمارے سامنے آ رہا ہے آج امامؑ کی ولادت سے سینکڑوں سال پہلے حضرت امام حسین علیہ السلام کی اگر یہ حدیث ہے۔ 61ء میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوگئی اور 255ھ میں امام زمانہ کی ولادت کم سے کم دو سو سال پہلے امام زمانہ کے لیے یہ جملہ آیا کہ یہ مثالِ موسیٰ" ہے اور یہی جملہ گیارھویں امام نے ولادت کی رات اپنی پھوپھی حکیمہ خاتون سے کہا تھا کہ یہ مثلِ موسیٰ" ہے۔ تو واقعہ تقریر کے آخر میں آئے گا اور یہ جملہ تقریر کے شروع میں سنیں ''وہ مثلِ موسیٰ ہیں۔'' اب راوی چونکا، موسیٰ" کی مانند ہیں۔

امامؑ نے شباہت دی تو آخر کس چیز میں شباہت دی؟ ایک بات جسے آپ ابھی سنیں گے کہ آخرِ تقریر ولادت کا جو واقعہ آئے گا مختصر اس وقت گیارھویں امام نے کہا کہ میرا بیٹا موسیٰ" کی مانند ہے۔ وہ اس حوالے سے کہا کہ موسیٰ" کا حمل بھی ظاہر نہ تھا اور میرے اس بیٹے کا حمل بھی ظاہر نہیں مگر اس وقت جو امامؑ مظلوم مثلِ موسیٰ" کہہ رہے ہیں لفظ وہی ہے لیکن وجہ الگ ہے۔

فرماتے ہیں مثلِ موسیٰ ان معنوں میں ہے کہ حضرت موسیٰ" ایک رات میں ظہور کے سارے مراحل سے گزر گئے۔ اسی رات میں اپنی بیوی کے ساتھ سفر پر جا رہے ہیں اور آگ نظر آئی۔ شادی کر کے آ رہے ہیں۔ ایک انداز سے، ایک طریقے سے ایک دولہا اپنی بارات ساتھ لیے جا رہا ہے لیکن پتہ چلا کہ باقی ساری باتیں اپنی جگہ پر دھری کی دھری رہ گئیں بس جاؤ اور جا کر اپنی نبوت کا اعلان کر دو۔

کہا میرا بیٹا بھی اسی طرح سے کہ ایک ایسی رات آئے گی کہ نہ سان، نہ گمان، نہ آثار نہ نشانیاں، نہ علامتیں نہ توقع نہ کوئی اندازہ %1 بھی آدمی نہ لگا پائے گا اور پتا
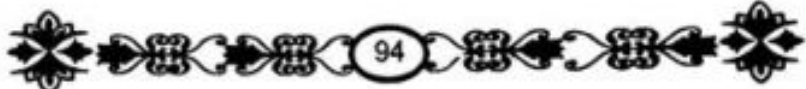
چلا کر اس رات کے آخر میں امامؑ آ گئے، تو امامؑ علامتوں اور نشانیوں کے محتاج نہیں ہیں اس کے پابند نہیں ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ (نعوذ باللہ) وہ ایک کتاب لے کر کہیں بیٹھے ہیں اور دیکھتے جا رہے ہیں اور ٹک مارک لگاتے جا رہے ہیں کہ یہ نشانی ہو گئی اور یہ باقی ہے یہ ہو گئی اب یہ باقی ہے، اب یہ ہو گئی اب مجھے آنا ہے۔ نہیں، بغیر کسی علامت اور نشانی کے بھی ظاہر ہو جائیں گے مگر اسی حدیث کے حوالے سے وہ جملہ ہے کہ کیا ہم امامؑ کا انتظار کر رہے ہیں؟ ایک عجیب سی بات ہو گئی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غلط فہمی ہو جاتی ایک دوست کو ہم سے ملنا تھا ہم سمجھے کہ وہ ہمارے گھر آئے گا چنانچہ ہم اپنے گھر میں اس کا انتظار کرتے رہے اور وہ یہ سمجھا کہ ہم اس کے گھر اس کے یہاں پہنچیں گے۔ وہ اپنے گھر میں انتظار کرتا رہا۔

اب امام کو تو (نعوذ باللہ) غلط فہمی نہیں ہو سکتی لیکن کیفیت کچھ ایسی ہے کہ ہم اپنی جگہ بیٹھے انتظار کر رہے ہیں، ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ امامؑ آئیں گے، ہمارے پاس ہم تو کچھ کر ہی نہیں سکتے جب وہ آئیں گے اس کے بعد ہمارا کام شروع ہو گا اور ادھر امامؑ اپنی جگہ یہ سمجھ کے بیٹھے ہیں۔ (نعوذ باللہ) یہ جملہ ذرا تو اصل بن رہا ہے۔ ادھر امامؑ اپنی جگہ پر انتظار کر رہے ہیں کہ ماننے والے بلائیں گے تو میں آؤں گا۔ اب دونوں طرف یہ مسئلہ ہے ہم سمجھ رہے ہیں ہمارا بلانا کوئی فائدہ نہیں ادھر جب امامؑ کا دل چاہے گا آئیں گے یعنی جب اذنِ خدا ہو گا۔

حقیقت یہ ہے کہ وہ انتظار کر رہے ہیں کہ ماننے والے بلائیں تو ظاہر ہو جاؤں چونکہ یہ جملہ، یہ حدیث کا جملہ، کہ اگر ماننے والے چاہیں تو امامؑ فوراً آ سکتے ہیں اور اس کی تشریح اگر موقع ملا تو آج اس تقریر کے آخر میں کروں گا۔ اگر یہاں اس محفل میں ایک مسئلہ میرے ساتھ اور ہو جاتا ہے حجۃ الاسلام آغا سلطانی مدظلہ العالی کے گھر کی اس محفل کا مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ میں ہر سال اس خدمت کو اپنی سعادت سمجھ کر انجام دیتا ہوں بلکہ میری خواہش بھی ہوتی ہے کہ یہ خدمت مجھ سے لی جائے تو مزے مزے سے

گفتگو کرتا ہوں یعنی یہ سوچ کر کہ آدھی بات ہے آدھی بات اگلی تقریر میں ہوگی، مجمع کے لیے چاہے اس تقریر کو ایک سال ہوتا۔ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ جیسے ابھی پچھلے سال کی تقریر کر کے آج آیا ہوں۔ کل وہ تقریر تھی آج یہ تقریر ہے۔ آدھی بات پچھلی دفعہ آدھی اس دفعہ کچھ واقعی نامکمل رہ جاتی۔ یہ شکایت تھی جو لوگوں نے کی اس کا میں نے جواب دیا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ادھر امام انتظار کر رہے ہیں کہ ہم بلائیں تو وہ آئیں ادھر ہمیں کسی نے بتایا ہی نہیں کہ ہمارے بلانے سے امام آتے ہیں۔

ویسے بتایا تو ہے لیکن ہم بھول گئے اگر ہمارے بلانے کا کوئی فائدہ ہوتا تو اُٹھتے بیٹھتے عجل اللہ تعالیٰ ظہورہٗ کی دعا ہمیں سکھائی کیوں گئی ہے اگر اس کا کوئی دخل ہی نہیں ہے؟ اگر اس دعا کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے تو امام کو جب آنا ہے تب ہی آئیں گے۔ خدا نے انھیں جب ظاہر کرنا ہے تب ہی ظاہر کرے گا۔ دہراتا ہوں کہ ہمارے بعض نوجوانوں کے ذہن میں آج کل ایک خیال آ گیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو دین ہم پڑھ رہے ہیں، ہم سمجھ رہے ہیں یہ ہم نے سمجھا ہے ہم سے پہلے بزرگوں نے تو نہ دین سمجھا تھا نہ انھیں پتا تھا کہ اسلام کیا ہے؟ نہ انھیں پتا تھا کہ شریعت کیا ہے؟ چنانچہ ان کے ذہن میں بزرگوں کے حوالے سے یہ خیالات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ جاہل تھے (نعوذ باللہ) انہوں نے خود اپنی زندگی بھی برباد کی اور ہمیں بھی برباد کیا ہے۔

یہ غلط فہمی ہے اس لیے کہ ہم اپنی تاریخ سے کٹ گئے ہیں ہم اپنے ماضی سے کٹ گئے ہیں۔ ہمیں نہیں پتا کہ ہم ہی پر وہ زمانہ گزر رہا ہے کہ ہمارے گھر میں بیٹھنے والی وہ پردہ نشین عورتیں جو واقعاً ایسا حجاب کرتی تھیں کہ فرشتوں نے بھی ان کا ناخن تک نہ دیکھا تھا، اس پر بحث نہیں ہے کہ یہ حجاب اسلام کے مطابق تھا یا ہندوستانی معاشرے کا تھا لیکن انھیں بھی یہ ساری چیزیں معلوم تھیں۔ مسئلہ تقلید سے وہ بھی واقف تھے۔ مسئلہ خمس سے وہ بھی آگاہ تھے۔ ہمارا وہ پورا مراجع کا سلسلہ اور ان کے واقعات ان کو ازبر تھے جو وہ ان کو سناتی تھیں۔ یہ بیچ میں تھوڑا سا عرصہ بعض حالات کی بناء پر ایسا آ گیا

جس کے نتیجے میں نوجوانوں کے ذہن میں بزرگوں کے خلاف گستاخی پیدا ہوئی اور وہ سمجھتے ہیں کہ انھیں کچھ معلوم نہیں۔ اب دیکھیے یہی عجل اللہ تعالیٰ ظہورک کی زیارت ہمیں سکھانا اور بار بار سکھانا، بچے کو ابتداء سے نماز کے ساتھ یہ سکھائی جاتی ہے۔ اس میں وہ یہ پیغام ہمیں دے رہے ہیں کہ امامؑ ہماری دعا سے آ سکتے ہیں۔ ناممکن کام کی دعا کا نہ اللہ حکم دیتا ہے نہ عقل قبول کرتی ہے یقیناً اس دعا کا کوئی فائدہ ہے اور وہ یہی فائدہ ہے کہ امامؑ ہمارا انتظار کر رہے ہیں کہ ماننے والے ہمیں بلائیں تو ہم آئیں گے اور ہم ہیں کہ اس غلط فہمی میں بیٹھے ہیں کہ بھئی وہ تو جب ان کی مرضی ہوگی تو وہ آئیں گے۔

یہاں سے دعوت نامہ جا نہیں رہا اور امامؑ ہمارے دعوت نامے کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ جس کے نتیجے میں پریشانی کس کو ہو رہی ہے؟ امامؑ اپنے ماننے والے کی مصیبت میں غمگین ہوتے ہیں، یہ تو ہے مگر یوں اگر آپ دیکھیے تو امام کے لیے تو کوئی مسئلہ نہیں۔ (نعوذ باللہ)

بقول ایک مردِ مومن کہ امامؑ بالکل عیش و آرام سے بیٹھے ہیں، انھیں کوئی فکر ہی نہیں کوئی کام بھی نہیں کرنا پڑ رہا۔ (نعوذ باللہ)۔ مگر جتنی دیر ہو رہی ہے ظہور میں پریشانی ہم کو ہو رہی ہے، مصیبتیں کس کے لیے بڑھ رہی ہیں؟ وہ جو آخری زمانے کی نشانیاں بتائی گئیں، وہ سارے حوادثات اور واقعات کس پر پیش آئیں گے؟ گھر کس کے جلائے جائیں گے؟ کس کے بچوں کی لاشیں اٹھیں گی؟ عورتوں کے لیے عزت و ناموس کا مسئلہ کن میں پیدا ہوگا؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

امام کے لیے نہیں جتنی تاخیر ہو امامؑ کا کیا نقصان ہے؟ جتنی جلدی آ جائیں تب بھی کچھ نہیں۔ ہمارا نقصان ہو رہا ہے اور کیسا نقصان ہو رہا ہے کہ اب تقریباً وہ منزل آ گئی ہے جسے آخری زمانہ کہا جاتا ہے ہم امامؑ کو نہیں بلا رہے۔ چاہے غلط فہمی میں نہیں بلا رہے۔ ہمارے یہاں خدانخواستہ کسی کو آدھی رات کو دل کا دورہ پڑا یعنی حملہ قلب ہوا اور وہ تڑپ رہا ہے تو ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ ڈاکٹر خود ہی آئے

گا۔ اُدھر ڈاکٹر ہے، اسے بلایا جائے گا تو وہ آئے گا ورنہ اس کو کیا؟ نقصان کس کا ہو رہا ہے؟ مریض کا نقصان ہو رہا ہے یا طبیب کا ہو رہا ہے؟

یاد رکھیے! اگرچہ ہماری ہر تکلیف امامؑ کو رلاتی ہے ہماری ہر پریشانی امامؑ کو رلاتی ہے یہ خالی پیغمبرؐ کی خاصیت نہیں۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

(سورۂ توبہ، آیت: 128)

قرآن نے سورۂ توبہ کے آخر میں یہ کہا کہ ایسا رسول تمہارے پاس آیا کہ تمہاری ہر مصیبت اور پریشانی اس کو غمگین کر دیتی ہے۔ بچہ ہمارا بیمار ہوتا ہے غمگین رسولؐ ہوتے ہیں۔ فاقے ہمارے گھر میں ہوتے ہیں آنکھوں میں آنسو رسولؐ کے آتے ہیں مگر رسولؐ ہے کون؟ وہ رسول ایک ہے مگر اَوَّلُنَا وَ آخِرُنَا سب محمدؐ۔ امام زمانہؑ کی بھی یہی کیفیت ہے جو رسولؐ کی کیفیت مصیبت و پریشانی ان کو غمگین کرتی ہے لیکن نقصان کس کا ہو رہا ہے؟ نقصان مریض کا ہو رہا ہے کہ نقصان طبیب کا ہو رہا ہے؟ نقصان مریض کو ہو رہا ہے جتنی دیر ہم کر رہے ہیں امامؑ کو بلانے میں اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

خدا نہ کرے دیر کرتے کرتے جابر کی حدیث پوری کی پوری ثابت ہو جائے۔ پھر تو ہمارے پاس سوائے اس امتحان سے گزرنے کے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔ جابرؓ کی کون سی حدیث جسے کسی خاص مومن کی فرمائش پر بھی پڑھ رہا ہوں اور اگر فرمائش نہ ہوتی تب بھی پڑھتا لیکن پھر صرف آخری ٹکڑا پڑھتا۔ جابرؓ کون جابرؓ؟ ابن عبداللہؓ انصاری ہے۔ حدیث کساء کا راوی ہونے کی بناء پر بھی بچہ بچہ جانتا ہے کہ جابر کون ہے اور کربلا کا پہلا زائر ہونے کی بنیاد پر بھی۔ کربلا میں سب سے پہلے جس نے زیارت کی کم از کم مشہور یہ ہے کہ وہ جابر بن عبداللہ ہے، انصاری ہے اور صاحبانِ ایمان کو یہ بھی معلوم ہے کہ پیغمبرؐ کے مدینہ میں ظہور کا سب سے بڑا سبب جابر اور ان کے والد تھے۔ یہ باپ بیٹا، کربلا میں جابر کا آنا بڑھاپے میں تھا اور پیغمبرؐ نے جب مکہ میں اعلانِ رسالت

کیا تو اس وقت جابرؓ جو مدینہ کے رہنے والے ہیں ان کے نام سے بھی پتہ چل رہا ہے، جابر بن عبداللہ انصاریؓ، یہ اپنے والد کے ساتھ مکہ پہنچے کہ آخر یہ کون سی ایک نئی آواز فضا میں گونجی ہے؟ پیغمبرؐ سے ملاقات کی اور اس باپ اور بیٹے نے خصوصی درخواست پیغمبر سے کی کہ آپ مدینہ تشریف لائیے ہم یہ چاہتے کہ مکہ والے اگر آپ کی ناقدری کر رہے ہیں تو ہم واقعاً آپ کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ جابر کے حالات نہیں پڑھ رہا۔ مجھے معلوم ہے آپ کہیں گے شاید مولانا بھول گئے آج جابر کی ولادت کی رات نہیں۔ یہ صرف اسی لیے تین چار جملے کہے تا کہ یہ اندازہ ہو کہ جابر نے جوانی سے بڑھاپے تک اتنی خدمتِ اسلام سرانجام دی کہ ہر مسلمان ان کی عظمت اور ان کی شرافت کو ماننے لگا ہے۔ چنانچہ جب مسجد کوفہ میں جابر اس وقت داخل ہونے لگا جب پوری مسجد نمازیوں سے بھر چکی تھی تو اور کوئی ہوتا تو لوگ کہتے کہ آخر میں آئے تو آخر میں بیٹھے، یہ اصولِ اسلام ہے لیکن جابرؓ کے احترام میں سب نے اُٹھ کر انھیں راستہ دیا اور جابرؓ ان سے آگے آگے چلے گئے یہاں تک کہ مولاؑ کے پاس پہنچے۔

مسجد نمازیوں سے بھری ہے، علیؑ نماز جماعت پڑھانے والے ہیں اور جابر آ گئے۔ جابر کو پہلی صف میں جگہ ملی لیکن آگے بڑھ گئے۔ اب لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ جابر کو آج ہوا کیا! مولاؑ کے مصلّے پر جا کر خود نماز پڑھانا چاہتے ہیں؟ جابر آگے بڑھتے چلے گئے۔ مولا کے قریب پہنچے اور کہا یا امیر المومنینؑ! ایک خواب نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ ابھی ابھی، اچھا! یہ ہمارے یہاں بھی مشہور ہے کہ فجر کے قریب جو خواب دیکھا جاتا ہے وہ کبھی غلط نہیں ہوتا، مشہور ہے۔ حقیقت کیا ہے؟ یہ ایک الگ موضوع ہے لیکن جابرؓ پیغمبرؐ کے اہم ترین صحابیوں میں ایک ہیں جن کی آخری فضیلت یہ آتی ہے، آخری کہ ان کے ذریعے پیغمبرؐ نے پانچویں امام کو اپنا سلام بھجوایا تھا اور یہ وہ صحابی ہیں جن کو پورے بارہ اماموں کے نام بتائے گئے (جس میں ہمارے زمانے کا امامؑ بھی شامل ہے) تو جابر کا بہت گہرا تعلق ہے اس سلسلہ امامت سے۔ جابر یہ اتنا قریب ہو گا تو
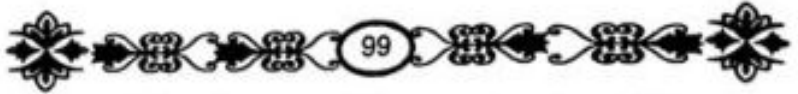
بہر حال اس کا خواب ہمارے خواب سے تو مختلف ہے اور مختلف ہو کیسے نا؟ مولاؑ کا خواب سن کر تصدیق کر دینا، جابرؓ سے خواب کو حجت بنایا گیا۔ مولاؑ میں خواب دیکھ کے آیا ہوں، اس لیے حیرت میں ڈوب گیا۔ ذرا سا بے تکا خواب تھا، خواب یقیناً باقاعدہ ایک عام واقعہ کی طرح نہیں ہوتا لیکن ایک ترتیب تو ہوتی ہے نا۔ جابرؓ کے خواب میں ترتیب بھی نہیں ہے۔

کہا: مولا! عجیب خواب دیکھا ہے بے تکا سا، کوئی ترتیب ہی نہیں ہے۔

مولاؑ نے کہا: بتاؤ کیا خواب دیکھا ہے؟ ساری مسجد سمٹ کے قریب آ گئی۔ بات ہی ایسی ہو رہی ہے کہ سب کو دلچسپی ہوئی۔

مولاؑ نے جابرؓ کا خواب سنتے ہی کہا: جابر یہ تم نے خواب نہیں دیکھا۔ جابر نے خواب دیکھا ہے۔ مولاؑ کہتے ہیں: خواب کہاں دیکھا ہے۔ تم نے آخری زمانے کے حالات دیکھ لیے اور جب یہ حالات پورے ہوں گے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا اتنا جلد ظاہر ہونے والا ہے پھر وہی جملہ جو زبانِ امامت پر کئی دفعہ آیا مگر غالباً پہلی مرتبہ اس خواب کے بعد آیا ورنہ باقی پانچویں اور چھٹے امامؑ نے بھی یہ جملہ کچھ نشانیوں کے حوالے سے بیان کیا مثلاً کہا کہ جب روضہ رسولؐ پر حملہ کر کے اسے تباہ کیا جائے گا تب بھی یہی جملہ کہا گیا۔ جب شہر کوفہ میں مومنوں کا اتنا خون بہے گا کہ آدمی گھٹنوں گھٹنوں اس خون میں سے چلے گا تب بھی یہ جملہ کہا گیا تو خیر کئی دفعہ آیا لیکن غالباً پہلی مرتبہ یہ جملہ اس خواب کو سننے کے بعد آیا کہ جابر میرے بیٹے کا ظہور اتنا قریب ہو چکا ہوگا کہ اگر مومن صبح گھر سے نکلے تو اسے یہ توقع نہیں ہونا چاہیے کہ شام کو میں گھر واپس آؤں گا۔ یہ میری طرف سے وضاحت ہے دن ہی دن اسے دفتر سے سیدھا مکہ پہنچ جانا پڑے اور شام کو اگر گھر میں داخل ہو تو یہ نہ سمجھے کہ اگلی صبح تک تو اپنے گھر میں رہوں گا۔ ہو سکتا ہے راتوں رات گھر چھوڑ کر اسے مکہ جانا پڑے۔

اے جابر! جب خواب پورا ہو جائے (اب تو سب کا تجسس بڑھ گیا اس لیے کہ
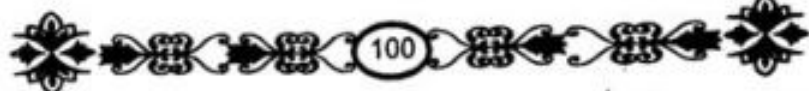
آخری امام سب کی دلچسپی کا موضوع ہے اور اس حوالے سے اکثر میں یہ جملہ کہتا ہوں کہ یہ کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ یہ وہ مومنین جو پہلے امام کی امامت دیکھ رہے ہیں کہ علیؑ جیسا امام ان کو ملا، مگر آخری امام کی اہمیت کا اندازہ ہے، تبھی تو علیؑ کے دور میں بھی آخری کے لیے تڑپ رہے ہیں اور آج مومن جس کے زمانے کا امام آخری ہے وہ ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچتا ہے کہ مجھے اپنے امام کو کس طرح سے بلانا ہے یعنی ایک بات یہ ہے کہ لوگ کہیں کہ ہمیں پتہ نہیں ہے۔ کہیں کوئی یہ سوال تو کرے کہ امام کس طرح آئیں گے۔ سوال بھی آج تک کسی نے نہیں کیا اور میں یہ بات ذرا سے اطمینان سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اسے آپ تکبر نہ سمجھئے گا۔

اس مجمع کا آدھے سے زیادہ حصہ جانتا ہے کہ ہر ہفتے ڈھیروں سوالات کا جواب مجھے مختلف جگہوں پر دینا پڑتا ہے یعنی ایک ایک ہفتے میں پانچ پانچ سو، سات سات سو مسئلے حل کرنا پڑتے ہیں۔ سال میں ہزاروں ہو جاتے ہیں اور بیس سال میں تو تعداد لاکھ تک بات پہنچ گئی ہوگی شاید! مگر آج تک کسی نے یہ سوال نہ کیا، میری اس تقریر سے پہلے۔ ہاں! اس مجمع میں تقریر ہوئی بعد میں یہ سوال آئے مومن خود نہیں سوچ رہا۔ کون سا مومن جس کے اپنے زمانے کے امام کی بات ہو رہی ہے اور تڑپ رہے ہیں کون سے مومن؟ جو پہلے امام کے زمانے میں گزرے ہیں۔ جابرؓ کا خواب سنتا تھا کہ مولا کے اس تبصرے پر کہ، جابر یہ خواب کہاں، یہ تو آخری زمانہ تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور جب ایسا ہو جائے گا تو سمجھ لو میرا بیٹا آ گیا۔ مگر، مگر وہ آخری مرحلہ اس کا کتنا مشکل ہے۔ اب جابرؓ کا خواب بھی سنیے مولاؑ کا جواب بھی سنیے اور پھر اس سے ایک نتیجہ نکالیے شاید محفل کو اختتام پر لانا پڑے۔ جابرؓ کو تعجب کس بات پر ہے کہ یہ خواب ایسا لگا جیسے کوئی آدمی گھر میں رکھی ہوئی فوٹو البم کو دیکھتا ہے۔ البم اٹھائیے جس میں فوٹو لگے ہیں اس کا کیا طریقہ ہے ایک تصویر کہیں کی ہے، ایک تصویر کہیں کی ہے۔ ایک تصویر کہیں کی ہے۔ وڈیو دیکھیں گے اس میں کم از کم ایک ربط ہوتا ہے۔
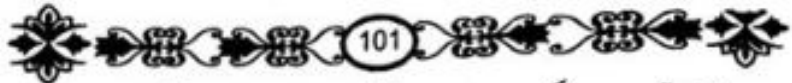
ایک تصویر پتا چلا کسی شادی کے موقع کی ہے، دوسری تصویر کسی میت کی ہے، تیسری تصویر میں بچے کا عقیقہ ہو رہا ہے، چوتھی تصویر کہیں گھومنے کی ہے۔ کوئی ربط نہیں ہوتا۔ خواب عام طور پر ایسے نہیں ہوتے۔

جابرؓ نے کہا: مولاؑ! میں نے دیکھا ایک کپڑا لٹک رہا ہے، بڑا حسین، بڑا خوبصورت، اچھا اب آج یہ جملہ آپ کے لیے سمجھنا مشکل ہوگا لیکن چونکہ علمائے کرام یہاں موجود ہیں اور خاصی معقول تعداد علمائے کرام کی ہے۔ مجمع اس طرح سے ہے جیسے کبھی کھانے کی محفلوں میں ایک ایک تھال پر دس دس آدمی بیٹھے تھے تو ہر ہر عالم کو دس دس مومنین لے کر سوال پوچھ سکتے ہیں اور وہ یہ کہ پہلے زمانے میں، جس کے بارے میں یہ روایت ہے، سونے اور چاندی سے زیادہ قیمتی چیز لباس ہوتا تھا لیکن یہ آج کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ محاورۃً نہیں حقیقتاً۔ چنانچہ آپ اسلامی خواب کا مسئلہ دیکھ لیجیے۔ سونے کے دینار، چاندی کے درہم، ایک ہزار دینار اور دس ہزار درہم اور دو سو کپڑے۔ کپڑے کی قیمت سونے سے زیادہ ہوتی تھی، کیوں؟ اس کے لیے میں نے کہا ہے کہ علمائے کرام ماشاءاللہ موجود ہیں۔ جس کی وجہ سے میں ڈرتے ڈرتے تقریر کر رہا ہوں۔ اب آئیے! جابرؓ نے کپڑا دیکھا یعنی جیسے سونے اور چاندی کی کان۔ آج سونے کا محاورہ ہے، پہلے زمانے میں اس سے بہتر کپڑے کا محاورہ تھا۔ مگر عجیب بات جابرؓ نے دیکھی کہ وہاں ایک اعلان ہو رہا ہے کہ یہ لباس جو چاہے لے جائے جیسے سونے کی کان کھول دی جائے کہ جس کا دل چاہے، ساری کان اُٹھا کر لے جائے۔ لوگ دوڑے دوڑے آ رہے ہیں۔ مفت کی چیز تقسیم ہوتی ہے ایک مرتبہ لوگ دوڑ کے تو آتے ہی ہیں لیکن عجیب بات جابرؓ یہ بتاتے ہیں کہ میں نے دیکھا، سنا اعلان ہو رہا ہے لے جاؤ پورا کپڑا۔ ہر آدمی آتا ہے اس میں سے ایک ٹکڑا کاٹ کے لے جاتا ہے۔ یعنی تقسیم کیا جا رہا ہے کہ لے جاؤ! ہزاروں دینار تمہارے ہاتھ میں ہیں۔ خالی ایک دینار اُٹھا لیجیے۔ ہو سکتا ہے تقدس کی وجہ سے اُٹھایا ہو مگر ایسا نہیں ہے یہ تو بعد میں مولاؑ بتائیں گے۔

جابرؓ بھی حیران ہیں کہ ایک دم سے منظر بدل گیا۔

خواب دیکھ رہے ہیں منظر بدل گیا۔ تب میں نے دیکھا کہ دور سے مجھے سونے کے دو چمکتے ہوئے پنجرے نظر آئے۔ فارسی والا پنجرہ نہیں، اُردو والا پنجرہ (قفس)، جس میں پرندے بند کیے جاتے ہیں اور اس میں سے پرندوں کی میٹھی میٹھی آواز آ رہی ہیں اور یہ پرندوں کی چہچہاہٹ، اس کے اندر بھی ایک کشش ہے۔ کوا پرندہ ہے کہ نہیں اس حوالے سے اعتراض مت کیجئے گا۔ لیکن جن پرندوں کی آواز کو اللہ نے اچھا بنایا ہے، کشش ہے، یہی وہ موسیقی ہے جو روح کی غذا ہے۔ جس کو اسلام نے حلال قرار دیا ہے۔ روح کی غذا قرار دے کر آدمی ہر موسیقی کو حلال کرنا چاہتا ہے۔ روح کی غذا ہے یہ آبشار کے گرنے کی آواز، باغ میں اس ہوا کے چلنے کی آواز کہ جس کے اندر شاخیں لہراتی ہیں، ان پرندوں کی آواز جو واقعاً کشش رکھتے ہیں یہ وہی موسیقی روح کی غذا ہے نہ یہ کہ گلوکار اور گلوکارہ اور ہارمونیم، وائلن اور پیانو اور اُمکا و گھمکا۔

خیر! اب مسئلہ یہ ہے کہ جابرؓ نے دیکھا کہ بہت ہی خوبصورت پنجرے بنے ہیں۔ خالی پنجرہ اتنا خوبصورت ہے کہ دل چاہتا ہے کہ دیکھوں اور اس کے اندر سے جو پرندوں کی آواز آ رہی ہے۔ وہ اس سے بھی اچھی۔ اب تو دل کھنچنے لگا ایک کشش ہوتی ہے۔ قریب گئے تو دیکھ کر حیران ہو گئے کہ آواز بھی بڑی اچھی ہے۔ پنجرہ بھی بڑا خوبصورت پر بالکل خالی پڑا ہوا ہے، اندر ہے کچھ بھی نہیں۔ بھئی خالی تھا کچھ بھی نہیں رکھنا تھا تو پنجرہ بنایا کیوں؟ لیکن جابرؓ کو سوچنے کا وقت کہاں ملا۔ تصویر بدل گئی اور جابرؓ نے ایک اور منظر دیکھا۔ کہا دیکھا کہ دور سے، یہ بھی سارے مناظر دور سے دیکھ رہے ہیں۔

تیسرا منظر بھی دور سے دیکھا۔ بس اب تو اور قریب پہنچ گئے، کیا دیکھا کہ ایک بہترین اور خوبصورت تالاب بنا ہوا ہے۔ بعض اوقات دور سے بڑا خوبصورت نظر آتا ہے، بہترین تالاب بنا ہوا۔ پتہ نہیں کون سی اینٹیں لگائی گئی ہیں یا ٹائل لگائے گئے ہیں
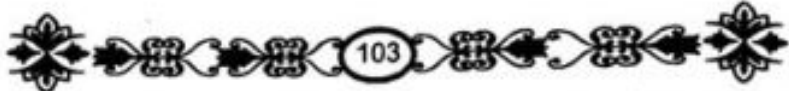
قریب آئے تو دیکھا کہ تالاب بہت خوبصورت ہے لیکن اس کا خیال نہیں ہے یعنی پانی نہیں ہے نیچے کیچڑ جمع ہوگیا، کائی جمع ہوگئی، گھاس اُگ آئی۔

حیرت زدہ رہ گیا۔ جس نے اتنا خرچہ کر کے اتنا اچھا تالاب بنایا کبھی ایسا ہوتا ہے نا! کہ چیز بہت اچھی بن جاتی ہے۔ اُس کا خیال نہیں کر پاتے ہیں، اس کی یہ حالت ہے۔ جابرؓ ابھی اسی کو دیکھ کر حیران تھے کہ ایک مرتبہ پھر منظر بدل گیا۔

خواب میں اس طرح کی تصویریں نہیں آتی ہیں اسی لیے جابرؓ نے آ کے پوچھا مولاؑ سے۔ اب جابرؓ نے چوتھا منظر دیکھا۔ کیا منظر دیکھا کہ جیسے ایک آج کل کی انگریزی اصطلاح ہے۔ Flock میں کھڑے ہیں جہاں دودھ والے جانوروں میں مثلاً گائے لیکن دیکھنے میں نظر آ رہا ہے کہ دو قسم کی گائیں ہیں ایک بڑی سی ہر بل بڑی سی طاقتور جس کے نتیجے میں اس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں اور انھی کے پہلو بہ پہلو کچھ کمزور کچھ بیمار ہڈیوں کا ڈھانچہ گائے کھڑی ہے۔ وہ اتنی کمزور ہے کہ تھن بالکل سوکھے ہوئے ہیں۔ مگر یہ دیکھ کے حیرت زدہ رہ گئے کہ کچھ لوگ دودھ لینے کے لیے میدان میں آ رہے ہیں۔ وہ جس کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں اس کے قریب کوئی نہیں جا رہا ہے اور یہ بیچاری گائے، جو کمزور ہے، بیمار ہے، ڈھانچہ نظر آ رہا ہے۔ سوکھے ہوئے تھن ہیں اسی کے تھنوں کو نچوڑ کے دودھ نکالا جا رہا ہے۔ جابرؓ حیران ہو گئے کہ یہ کون احمق اور بے وقوف لوگ ہیں۔

منظر بدل گیا اور اب جابرؓ نے دیکھا کہ ایک جانب کچھ صحت مند آدمی کھڑے ہیں۔ وہ گائے کھڑی تھی، اب آدمی۔ آ جائیے! کچھ صحت مند آدمی اور کچھ مریض اور بیمار۔ دنیا کی ہر تہذیب کا دستور یہ ہے کہ صحت مند بیماروں کی عیادت و مزاج پرسی کو جاتے ہیں۔ جابرؓ یہ دیکھ کر حیران ہوگیا یہاں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ وہ بیمار، کمزور، ناتوان و مریض، وہ آ رہے ہیں صحت مند کے پاس اور جابرؓ ابھی حیران ہے کہ ایک بار پھر منظر بدل گیا اور اب جابرؓ نے دوبارہ گائے دیکھی یا گائے سے ملتا جلتا جانور، مگر ملتا
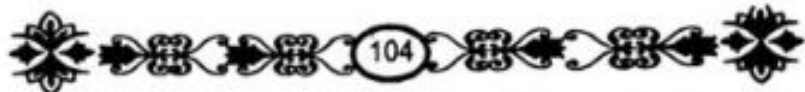
جتنا میں نے کیوں کہا؟ اس لیے کہ یہ وہ جانور تھے جن کے دو سر تھے جسم ایک تھا سر دو تھے۔ ہمارے ہاں بھی کبھی کلفٹن یا گاندھی گارڈن میں اس قسم کی کچھ چیزیں آ جاتی ہیں کہ دھڑ جانور کا سر عورت کا ہے۔ مصنوعی یا اس قسم کی کوئی چیز۔ مگر جابرؓ تو اس خواب میں یہ دیکھ رہے ہیں جسے مولاؑ حجت بنا رہے ہیں۔ آخر میں جا کر جابرؓ نے کیا دیکھا کہ دو سروں والے (Two Head) جانور ہیں جب سر دو ہیں تو منہ بھی دو! دو منہ والے! حیرت جابرؓ کو اس پر ہوئی کہ ہم تو ایک منہ سے کھاتے ہیں، کتنا کھائیں گے آخر پیٹ بھر ہی جاتا ہے۔ چاہے کہیں پر فری کی بریانی مل رہی ہو۔ پھر بھی ایک وقت آئے گا کہ تھک جائیں گے۔

لیکن یہ عجیب جانور ہیں کہ دونوں منہ سے چارہ کھا رہے ہیں۔ کھائے جا رہے ہیں کھائے جا رہے ہیں۔ مشین کی طرح مگر عجیب ان کا پیٹ ہے جو بھرتا ہی نہیں یہ منہ بھی چل رہا ہے وہ منہ بھی چل رہا ہے اور ابھی جابر اس پر حیران تھے کہ اِن کا پیٹ کیوں نہیں بھرتا؟ کہ آخری منظر دیکھ لیا جس پر مولاؑ نے کہا جب یہ ہو جائے تو بس سمجھ لینا کہ میرا بیٹا یا صبح آتا ہے یا شام کو آتا ہے اور وہ یہ کہ جابرؓ نے ابھی دو منہ والے جانور دیکھے۔ اب دو تالابوں والا آدمی دیکھا۔ آخری منظر کیا تھا؟

ایک آدمی کو دیکھا اس کے داہنی طرف ایک تالاب ہے بائیں طرف بھی ایک تالاب ہے۔ بائیں طرف کا تالاب جو ہے وہ تانبے کا بنا ہوا ہے۔ دائیں طرف کا تالاب سونے کا بنا ہوا ہے۔ وہ تانبے کے تالاب سے پانی لے کے سونے کے تالاب میں ڈال رہا ہے اور مشین کی تیزی سے حرکت کر رہا ہے۔ مگر عجیب بات ہے کہ تانبے کے تالاب میں ہی خدا معلوم کتنا پانی ہے، بھرتا ہی نہیں۔ دوسرے میں یعنی یہ خالی ہی نہیں ہوتا، جتنا ہی وہ تیزی کے ساتھ پانی کو خالی کرے اور سونے کا تالاب تو خدا معلوم کتنا گہرا ہے کہ اتنا پانی چلا گیا۔ جھانک کے دیکھا تو خالی کا خالی نظر آ رہا ہے۔

یہ خواب دیکھ رہا ہے۔ مولاؑ کہہ رہے ہیں جب یہ ہو جائے کہ تانبے کے تالاب
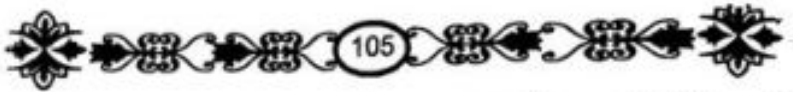
کو سونے کے تالاب سے بھرا جائے اور تانبے کا تالاب سب بھر ہی نہ پائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا صبح آ رہا ہے کہ شام آ رہا ہے۔ جابر کو خواب پر حیرت ہوئی۔ یہ بات سمجھ میں آ گئی کہ سات الگ الگ مناظر دیکھے جن کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے۔ خواب میں اور البم میں فرق ہونا چاہیے لیکن مولاؑ کا جو جملہ تھا وہ تو مجمع کو اور زیادہ حیرت زدہ کر گیا۔ اتنا جابرؓ کے خواب نے بھی حیران نہیں کیا۔ اس سے زیادہ مولاؑ کے فرمان نے حیران کر دیا کہ اے جابرؓ! یہ خواب تم نے کہاں دیکھا، یہ تو آخری زمانے کے حالات دیکھے ہیں اور جب یہ حالات اپنی آخری منزل تک پہنچ جائیں سمجھ لینا! اب میرا بیٹا آیا کہ اب میرا بیٹا آیا۔

ہمارا موضوع کیا ہے کہ جتنی دیر امامؑ کے آنے میں ہوگی نقصان طبیب کا نہیں ہے، نقصان مریض کا ہے تو سنئے اب وہ آخری منظر کے حوالے سے ایک بار میرے مولاؑ نے کہا کہ:

اے جابر! سنو سب سے پہلا منظر جو تم نے دیکھا کپڑا۔ پھر میں کہہ رہا ہوں کہ جیسے محاورے زمانے کے ساتھ بدل جاتے ہیں کبھی چراغ تلے اندھیرا ہوتا تھا اب چراغ کے اوپر اندھیرا ہوا کرتا ہے۔ مثلاً اسی طرح سے آج کپڑے سے، پھر بھی آپ پوری بات نہیں سمجھے مگر میں شروع میں وضاحت کر چکا ہوں اور ایک بار پھر یہ جملہ کہوں گا کہ پرانے زمانے میں کپڑے کا لفظ ایسا ہی تھا جیسے آپ کہیں یورونیم یا پلاٹینیم کی بات کر رہے ہیں۔ چلیں سونے سے بھی اوپر چلے جائیں لیکن اس سے زیادہ وضاحت بیکار ہے۔ کہا کہ اتنا قیمتی کپڑا لٹک رہا ہے کہ سونے سے زیادہ قیمتی اور اعلانِ عام بھی ہے جو چاہے لے جائے، پابندی نہیں ہے۔ پھر بھی کوئی لینے کو تیار نہیں ہے۔ جو لوگ آتے بھی ہیں صرف ایک ٹکڑا کاٹ کر لے جاتے ہیں۔ اے جابر! یہ سفید کپڑا آخری زمانے میں اسلام ہو جائے گا۔ اسلام کی یہ حالت ہوگی

دیکھیے! بہترین نظریہ، بہترین خیال، بہترین دستور، بہترین دین، بہترین

مذہب، دنیا اور آخرت دونوں میں نجات دلوانے والا اور اعلانِ عام ہے جو چاہے وہ مسلمان بن جائے۔ مگر دیکھیے ایک تو یہودیت جو اعلان کرتی ہے کہ ہمارا آدمی کوئی یہودی نہیں بنتا۔ یہودی صرف پیدائش پر ہوتا ہے۔ وہ بھی ماں کے ذریعے سے۔ باپ کے ذریعے سے بھی نہیں، نہ تو پارسی مذہب آتش پرست مجوس ایسا نہیں اعلانِ عام جو چاہے اِسلام لینا ہے، بڑھ لے۔ دوڑ کر بھی لوگ آتے ہیں ایسا نہیں ہے کہ نہیں آتے۔

کراچی کی ایک کروڑ بیس لاکھ کی آبادی ہے تو آتے ہیں دوڑ کے مگر یا تو پورا لے لیں یا نہ آئیں۔ ایسا نہیں ہے، آتے ہیں اور آدمی مرضی سے اسلام سے ایک ٹکڑا کاٹ کر لے جاتا ہے۔

جسے اسلام کا جو حکم پسند بس وہ اس حکم اسلام پر واری صدقے ہوتا ہے اور جو حکم اس کے خلاف جا پڑتا ہے، وہ اسے اسلام ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس کی بہت ساری مثالیں بن سکتی ہیں۔ لیکن آج رات، میری بھی مسلسل اس کے بعد بھی چار تقریریں ہیں اور آپ حضرات کو بھی اعمال اور دیگر عبادات انجام دینا ہیں۔ جن میں نیاز بھی شامل ہے، عبادتوں میں۔ بات کو بہت پھیلاتا نہیں۔ بس ایک جملہ کافی ہے۔ ایک مثال کافی ہے کیونکہ یہ مجھ پر گزری ہے اور کیا گزری کہ جب کبھی بھی کوئی آدمی اخلاقیات واجبات کا بیان شروع کرے تو سب سے پہلے کیا چیزیں یاد دلائے گا۔ جو سب سے پہلے یاد دلائے گا۔ ان میں ایک ہوتا ہے اولاد کو بتانا کہ والدین کا احترام کتنا ضروری ہے اور عاقِ والدین کتنا بدترین مسلمان ہے۔ ہے مسلمان لیکن بدترین ہے۔ چنانچہ جب میں نے شروع شروع میں مجالس پڑھنا شروع کی تھیں تو یہی نماز، یہی روزہ یہ جو موٹے موٹے کچھ واجبات ہیں، مگر کچھ عرصہ کے بعد اب موضوع بدلا کہا۔ کس طریقے سے اولاد کو والدین کا احترام کرنا سکھایا جائے؟

والدین پر بھی اولاد کی تربیت کی ذمہ داری ہے۔ وہی والدین جو واری صدقے ہوا کرتے تھے اپنے بیٹوں کو بھیجا کرتے تھے کہ جاؤ ان کی مجلس سُن کر آؤ وہ روکتے

گے۔

خبردار! مت جانا یہ تو گمراہی پھیلا رہے ہیں۔ وہ اسلام ناپسندیدہ ہو گیا۔ کیوں؟ جب تک والدین کو احترام مل رہا تھا اس سے بہتر کوئی مذہب نہ تھا اور جب والدین کے کندھے پر ذمہ داری آ گئی اور انھیں پتہ چلا کہ کچھ دینا پڑے گا اسلام کی خاطر تو کہا ہم مانتے ہی نہیں اس کو یہ تو ہے ہی نہیں اسلام۔ ایک مثال نہیں، بہت مثالیں ہیں لیکن نہ وقت ہے نہ اس مجمع کے لیے ضرورت ہے۔ بہت ذہین مجمع ہے، باشعور مجمع ہے۔ میں نے ابھی بات بھی نہیں مکمل کی یہ ساتویں بات بھی سمجھ چکا ہے مگر صرف اس لیے اسے مکمل کر رہا ہوں کہ اگر یہ تقریر کیسٹ پر ریکارڈ ہو رہی ہے تو وہاں تو پوری ہو جائے۔

آیئے! مولاؑ کہتے ہیں: اے جابرؓ! جب اسلام کی یہ حالت ہو جائے کہ کوئی بھی آدمی پورا اسلام لینے کو تیار نہ ہو تو ہر ایک کو اپنی ذمہ داری والا اسلام چاہیے، ہر ایک کو اپنے فائدے والا اسلام چاہیے۔ سمجھ لینا آخری زمانہ شروع ہو گیا اور آخری زمانہ ختم کب ہو گا؟ آخری منظر پر۔ اے جابرؓ! اس کے بعد جو تم نے دیکھا یہ اصل میں وفا اور امانت ہے۔ سنہری پرندہ پُرکشش آوازیں آخری زمانے میں وفا یعنی آدمی دوسرے کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کرے، وفا کا ثبوت اور جس کو کوئی چیز بطور امانت دی جائے، وہ اس کو خیریت سے واپس کر دے۔ کہا آخری زمانے میں یہ وفا اور امانت کی حالت ہو گی کہ ہر آدمی تعریف کرے گا، تذکرہ بہت زیادہ ہو گا۔ دور سے سُنیں تو پتا چلے گا کہ ان سے بڑا وفادار اور ان سے بڑا امانت دار اور کوئی نہیں ہے اور قریب جا کر سینے میں جھانک کر دیکھو تو سنہری پنجرہ ہے، جس میں آواز ہے لیکن اندر کوئی چیز بھی نہیں ہے، خالی پڑا ہے اور اے جابرؓ! اس کے بعد وہ جو تم نے بہترین تالاب دیکھے، دور سے قریب آئے تو گھبرا گئے کہ تالاب اتنا اچھا بنا لیا لیکن خیال کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ آخری زمانے کے علماء کی حالت ہو گی سب نہیں لیکن ایک خاصی بڑی تعداد وہ یہ کہ دور سے

دیکھنے میں بہت اچھے نظر آئیں گے۔ بات چیت، اندازِ تقریر و مسائل، لباس، چہرہ مگر قریب آ کے جھانک کے دیکھو تو نہ علم ملے گا نہ تقویٰ ملے گا۔ خالی نمائش ہی نمائش ہو گی یعنی جب ایسے علماء پیدا ہو جائیں تو سمجھ لینا کہ آخری زمانہ آ گیا اور اے جابرؓ! اس کے بعد جو تم نے ایک منظر دیکھا۔ چوتھا منظر! کہ کمزور جانور ہیں جن کے تھن سوکھے ہوئے ہیں اور طاقتور جانور ہیں جن کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں تو لوگ آتے ہیں دودھ لینا ہے لیکن طاقتور جانور کے قریب کوئی نہیں آ رہا ہے۔ تھن دودھ سے بھرے ہوئے ہیں یہ آخری زمانے کے حکمرانوں کی حالت ہو گی کہ پیسے والے اور طاقتور لوگوں پر نہ ٹیکس لگے گا کہ ان سے کسی قسم کا کوئی پیسہ لیا جائے گا۔ غریب جو ویسے ہی......

(یہ کمزور جانو ہے) ہمارے خیال میں بات آپ سب پر فٹ آ گئی ہے شاید جو پوری تقریر میں پہلی دفعہ سبحان اللہ کی آواز ٹیکس کے حوالے سے آئی ہے۔ یعنی ہم بہر حال اس سے متاثر ہیں وہ یہ کہ جو بھی پیسہ آ رہا ہے غریبوں ہی پر آ رہا ہے۔ وہ جانور جن بے چاروں کے تھن سوکھ چکے ہیں۔ اب ایک قطرہ بھی نہیں ہے۔ پھر بھی حکمران آ گئے ہیں۔ دودھ لینا ہے تو انھی سے لینا ہے انھیں کوئی ہاتھ لگانے کو تیار نہیں ہے۔ اور اس کے بعد اے جابرؓ! وہ جو تم نے پانچواں منظر دیکھا۔ ایک طرف صحت مند ہے ایک طرف بیمار ہے بیماروں کے پاس آنا چاہیے صحت مند کو۔ صحت مند کے پاس بیمار کو جانا پڑ رہا ہے۔ یہ اب وہ حکمرانوں کی حالت ہے۔ ٹیکس کے حوالے سے یہ پیسے والوں کی حالت ہے۔ شرعی حقوق کے حوالے سے ہمارے اوپر زکوٰۃ واجب ہے، ہمارے اوپر خمس واجب، ہمارے اوپر ردِ مظالم واجب، سارے وجوہاتِ شرعی ہمارے پاس ہیں۔

اصول یہ ہے کہ پیسے والے کو پیسہ لے جا کر غریب کے دروازے پر پہنچانا چاہیے کہ یہ تمہارا حق ہے۔ مگر دیکھو کہ غریب کو اپنا حق لینے کے لیے صاحب دولت کے دروازے پر آنا پڑتا ہے۔ خمس بھی لینا ہے تو اس کے آگے خوش آمد کرنا پڑتی ہے۔ زکوٰۃ بھی لینا ہے جبکہ یہ (پیسے والے) صحت مند کی ذمہ داری ہے کہ بیمار کی عیادت کو جائے۔ مگر بیمار
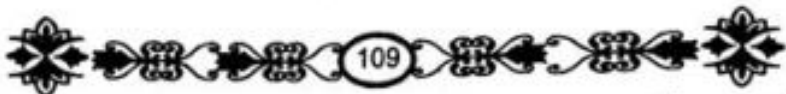
کو صحت مند کی جانب جانا پڑ رہا ہے اور اے جابرؓ! اس کے بعد جو تم نے منظر دیکھا ما قابل الآخر۔ چھٹا منظر، ایسے جانور جن کے دو منہ ہیں، دونوں سے کھا رہے ہیں اور پیٹ نہیں بھرتا۔

یاد رکھیے! جس طرح اسلام میں خودکشی حرام ہے اور بعض روایتوں میں بیان تک آیا ہے کہ مومن کا ہر گناہ معاف ہوسکتا ہے خودکشی کا گناہ معاف نہیں ہوسکتا۔ اگرچہ ایسا ہے کہ کچھ روایتیں ضعیف بھی ہیں اور ان کا مطلب کچھ اور ہے۔ خودکشی کا گناہ بھی معاف ہوسکتا ہے لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس گناہ کو اتنا بڑا بتایا گیا کہ ہر شخص جانتا ہے کہ یاد رکھیے! اسی طرح حل کردوں یہ مسئلہ۔

خودکشی کیا چیز ہے؟ یعنی جان کو اپنی مرضی سے ختم کرنا جائز نہیں۔ اپنے مال کو بھی اگر آپ کہیں گے کہ اپنی مرضی سے خرچ کروں گا۔ مال میں نے کمایا ہے جا کر میں گانے کے کیسٹ لے کے آؤں گا یا کہ میں حرام فلم کا کیسٹ لے کر آؤں گا۔ آپ کو یہ اختیار نہیں ہے۔

بلکہ عجیب روایت ہے آج رات کو یہاں آپ اس گرمی میں آ کے کیوں بیٹھے؟ اس سرے سے اس سرے تک صاحبانِ ایمان کا یہ اتنا بڑا مجمع اور کیسی اس وقت گرمی! تو اب کیسا ماحول ہے؟ ہوا رکی ہے، چند لمحوں کے لیے بیٹھنا مشکل ہو رہا ہے۔ آدمی اگر کسی ایسی تفریح کے لیے بھی جاتا ہے تو اس کا دل کہہ رہا ہوتا ہے کہ یہ کام کروں، پھر بھی چھوڑ کے آ جاتا ہے کہ اس گرمی میں نہیں بیٹھا جاتا۔ کس جذبے نے آپ کو اس صفِ عزا میں بٹھا رکھا ہے؟

فقط ایک ہی چیز تو ہے کہ سجادؑ کو اُن کے گھرانے کا پُرسہ دینا ہے اور فقط ایک تصور تو آپ کے دل میں ہے کہ ایک رات کے دو گھنٹوں میں گھبرا رہے ہیں۔ زینبِ کبریٰؑ اپنے بچوں کے ساتھ شام کے قید خانے میں ایک سال اس طرح رہی تھیں جب وہاں کوئی چھت بھی نہیں تھی۔ وہاں کوئی فرش بھی نہیں تھا۔ گرمیوں کی دوپہر آتی ہے۔

گرم لو چلتی ہے۔

بی بی کہتی ہیں: اے میرے خدا! بچوں کو اس لُو سے کیسے بچائیں؟ اور بھی سخت سردیوں میں برف پڑتی ہے، زینب کبریٰ ان ننھے ننھے یتیم بچوں کی کیسے حفاظت کریں؟

آپ کو جب زینبؑ اور ننھے ننھے بچوں کی اور زندان میں اہل بیتؑ کی یہ مصیبت یاد آتی ہے تو ایک مرتبہ آپ اپنی گرمی کو بھول جاتے ہوں گے لیکن میرا ایک سوال ہے کہ وہی چوتھا امامؑ جسے پرسہ دینے کے لیے آج آپ یہاں پر آئے ہیں اور جو اُس زندانِ شام میں ہیں، بعض روایتوں کے مطابق آج کی رات میرے چوتھے امامؑ کی قید کی آخری رات ہے۔ بعض روایتیں کوئی اور تاریخ بتاتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ چوتھا امامؑ ایک اور پیغام اپنے شیعوں کو دے رہا ہے۔ ایک تو پیغام دیا الشام، الشام الشام، ایک تو پیغام دیا ہمیشہ میرے بابا کا ماتم کرتے رہنا، اور ہمیشہ یہ خیال کرتے رہنا کہ دنیا کا شریف ترین گھرانہ قیدی بنا کے کیسے شام بھیجا گیا؟

مگر اس کے علاوہ یہ حدیث بھی سن لیجئے جسے شیخ عباس قمی نے اپنی ایک مشہور کتاب ''منازل الآخرۃ'' میں نقل کیا۔ اچھا یہ کتنی عجیب بات ہے! کتنی عجیب بات ہے کہ حدیث ایسی ہے کہ آدھی حدیث بچے بچے کو یاد ہے۔ اس مجمع میں کوئی شخص نہیں جو یہ حدیث سن کر کہے گا کہ ہم نے نہیں سنی۔ اس مجمع میں کوئی خاتون نہیں جو یہ کہے گی کہ یہ حدیث میں نے آج تک نہیں سنی۔ اس مجمع میں ہمارے چھوٹے بچے بھی جن کو باپ نے یا مدرسے کی تعلیم نے کچھ دین سکھایا ہے وہ کہیں گے کہ یہ حدیث تو ہم نے بھی سنی ہے۔ مگر عجیب بات! آدھی حدیث سنی ہے اور آدھی حدیث کو بھول گئے۔ وہ حصہ بھول گئے جس کا خاص تعلق شیعوں سے ہے۔

حدیث کے دو حصے ہیں، پہلے حصہ کا تعلق ساری دنیا کے انسانوں سے ہے۔ جس میں ہم آ گئے، کافر بھی آ گئے اور حدیث کا دوسرا حصہ خاص محبانِ اہل بیت سے ہے اور اسی کو ہم نے بھلا دیا۔ حدیث یہ ہے کہ جب بھی کوئی شخص قبر میں پہنچتا ہے تو قبر

کے اندر دو فرشتے آتے ہیں منکر ونکیر اور جو سوال کرتے ہیں وہ 9 ہیں:

چھ سوال سب سے کئے جاتے ہیں۔ کافر سے، مشرک سے، بت پرست سے، مومن سے، منافق سے، ہر انسان سے اور وہ چھ سوال یاد ہیں۔

مَنْ رَبُّکَ وَمَنْ نَبِیُّکَ وَمَنْ اِمَامُکَ وَمَا دِیْنُکَ وَمَا کِتَابُکَ وَمَا قِبْلَتُکَ۔

''تیرا رب کون؟ تیرا نبی کون؟ تیرا امام کون؟ تیرا دین کیا؟ تیری کتاب کیا؟ تیرا قبلہ کیا؟''

اب جو لوگ ان میں ناکام ہو گئے ان کا عذاب تو وہیں سے شروع اور سوائے مومن اہل بیتؑ کے اور سوائے بارہ اماموںؑ کے شیعوں کے ہر شخص کہیں نہ کہیں، کسی سوال کے جواب میں رُک جائے گا۔ صرف حجت اہل بیتؑ ایسا ہے جو ہر سوال کا جواب دے کر پاس کامیاب ہو جائے گا۔

مگر معصومؑ فرماتے ہیں: اس کے بعد ابھی تین سوال اور ہیں اور یہ ان لوگوں سے ہیں جو پہلے چھ سوالوں میں پاس ہو گئے۔ تین سوال ابھی اور ہیں اور وہ تین سوال کیا ہیں؟

پہلا سوال یہ ہے:

مَنْ عُمُرِ؟

''کہ تم نے اپنی زندگی کیسے گزاری؟''

یہ زندگی اللہ کی اطاعت میں صرف ہوئی یا زندگی میں جا کے بھول گئے کہ ایک دن حساب وکتاب ہوگا۔

وَمَنْ مَالِ؟

پھر تیرے مال کے بارے میں سوال ہوگا۔ جو پیسہ آپ حاصل کرتے ہیں۔ کیا سوال ہوگا؟ دو سوال ہوں گے۔
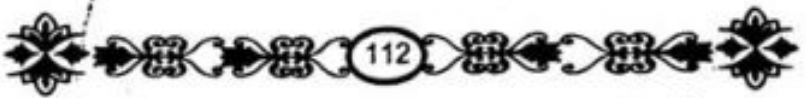
مِنْ أَيْنَ تَخَتْ

تو نے یہ مال کمایا کیسے؟ جائز طریقہ تھا کہ ناجائز؟ حلال طریقہ تھا کہ حرام؟ اور اس کے بعد۔

فِیْ مَا اَتْلَفْتَ؟

''اور یہ مال تو نے خرچ کیسے کیا؟''

حلال طریقے سے کہ حرام طریقے سے۔ خالی خودکشی ہی حرام نہیں، اپنے مال کے بارے میں بھی حکم ہے اور یہاں پہ ایک بات اور یاد رکھیے۔

ایک مرتبہ کسی نے جا کر میرے مولا سے یہ سوال کر دیا۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان واجب الاذعان۔ ایک دن میرے مولا سے کسی نے سوال کر دیا کہ مولا میدانِ قیامت میں سب سے زیادہ افسوس کسے ہوگا؟ دیکھیں قیامت کے میدان میں جب انسان پہنچے اور اپنے اعمال کی بنا پر اس کے لیے جنت اور جہنم کا فیصلہ ہو تو ہر وہ شخص جس کو عذاب دیا گیا۔ وہ خوشی کے عالم میں تو نہیں جائے گا۔ وہ غم کرتا جائے گا افسوس کرے گا، اور بلکہ پچھتائے گا۔ نیز سوچے گا کاش میں یہ غلطیاں نہ کرتا، لیکن سب سے زیادہ افسوس کس کو ہوگا؟

یاد رکھیے! فرعون کو سب سے زیادہ افسوس نہیں اس کو پتہ ہے کہ میں نے کیا کیا۔ اس کے حساب سے جو کچھ مجھے سزا ملی تھی، غم ہوگا، افسوس ایک غلط چیز ہے۔ پچھتانا، ماضی کو سوچنا کاش میں یہ غلط کام نہ کرتا۔ نمرود کو افسوس ہوگا لیکن سب سے زیادہ نہیں۔ شداد کو افسوس ہوگا لیکن سب سے زیادہ نہیں۔ مولا سب سے زیادہ افسوس کس کو ہوگا؟

فرمایا: دو لوگوں کو۔

پھر پوچھا: پہلا کون ہے؟

فرمایا: صاحب دولت جسے اللہ نے کچھ بھی دولت دی۔ اس سے زیادہ افسوس

کسی کو نہیں ہوگا۔

مولاؑ: اسے سب سے زیادہ افسوس کیوں ہوگا؟

کہا: اس لیے کہ اس نے دولت کو کمایا اور جمع کر کے رکھا۔

چنانچہ جب اس کا حساب کتاب آیا تو پتہ چلا کہ اس نے زکوٰۃ نہیں دی۔ پتہ چلا کہ اس نے خمس نہیں دیا جو سو درہم آپ کے پاس ایک سال جمع رہے۔ بیس درہم آپ کو اُٹھا کر اپنے امامؑ کے نام پر اپنے مرجع کو پہنچانے ہیں۔ سو درہم تو میں نے بہت بڑی بات کہہ دی۔ پانچ درہم آپ کے ایک سال جمع ہوں تو آپ کو سال کے آخر میں ایک درہم اُٹھا کر امامؑ کے نام پر دینا ہے۔ یہ پانچ رومال آپ نے خریدے سال کے آخر میں ان میں سے ایک رومال اٹھا کر آپ نے سہم امام اور سہم سادات کے لیے خمس دینا ہے۔

خیر پتہ چلا کہ زکوٰۃ کا سوال، خمس کا سوال، ردِ مظالم کا سوال۔ پھر یہ کہ جھوٹ بول کے پیسا تو نہیں لیا، فراڈ کر کے پیسہ تو نہیں لیا، اپنے بھائی کا حق تو نہیں مارا۔ گراف میں تو ڈنڈی نہیں ماری۔ یہ سارے سوال، بات بہت مختصر کرتا ہوں کہ اختتامی مرحلہ قریب آ رہا ہے لیکن بس یہ حدیث سن لیجئے اور اس کے حوالے سے پیغام مکمل ہو جائے۔

اب روایت میں یہ ہے کہ مولاؑ نے کہا: اب سارا حساب کتاب ہو گیا پیسے کے بارے میں، تو حکم ہوا لے جاؤ اسے جہنم کی طرف، چلا گیا ابھی تک بھی اسے زیادہ افسوس نہیں۔ افسوس تو ہے لیکن اپنی غلطی کا پتہ چل گیا۔ غلطی کا پتہ چل جائے تو انسان برداشت کر لیتا ہے۔

جب یہ جا رہا تھا جہنم کی طرف، تو یہ بھی آپ کو پتہ ہوگا کہ جہنم اور جنت کا راستہ ایک ہے۔ آگے جا کے پھر دو راستے نکلتے ہیں۔ شروع میں ایک ہی راستہ ہے۔ اُسے نیچے گرا دیا تو جہنم اور پلِ صراط پر چڑھا کے آگے پہنچا دیا گیا تو جنت۔ مگر شروع کا راستہ

ایک ہی ہے۔ جب یہ جہنم کی طرف لے جائے جا رہے ہیں اور جہنم بھی کس طرح کا؟ وہاں سے کھڑا کر کے نیچے پھینکا جائے گا تو جہنم۔ انھوں نے دیکھا ان کے قریب سے کچھ لوگ گزرے وہ بہت خوش نظر آ رہے ہیں، ایک دوسرے کے گلے مل رہے ہیں، بار بار ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں۔

ایک مرتبہ یہ لوگ رُک گئے جہنم پر اور کہا کہ تم لوگ کون ہو؟

انھوں نے رک کے ان کو دیکھا تو گھبرا گئے؟ نہیں خوش ہو گئے۔

کہا: ارے آپ کہاں سے آ گئے؟ ہم تو آپ کو یاد کر رہے ہیں، ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

جہنم والے گھبرا گئے۔ ہمارا انتظار۔ کہا: ہاں، اللہ نے آج یہ فیصلہ کیا۔ ہمیں جنت ملے اور یہ فیصلہ آپ کی وجہ سے کیا گیا۔ آپ نے ہمیں جنت دلوائی۔ اتنا بڑا احسان ہم پر کیا آپ نے ہمیں جنت دلوائی۔ ہم ڈھونڈ رہے تھے اور خدا سے دعا کر رہے تھے کہ کہیں آپ لوگ نظر آ جائیں تو ہم آپ کا شکریہ ادا کریں۔

یہ پیچھے والے جو جہنم میں جا رہے ہیں۔ ایک مرتبہ کہنے لگے: ہمارا مذاق کیوں اڑاتے ہو؟ ہم تمھیں جنت دلوائیں گے۔ ارے اگر ہم میں اتنی طاقت ہوتی تو اپنے لیے جنت نہ خرید لیتے؟ ان نوجوانوں نے گھبرا کر کہا کہ یہ کیا کہہ دیا آپ نے؟ ہماری جنت فقط آپ کی وجہ سے اور آپ نے ہمیں نہیں پہچانا۔

پتہ چلا کہ ان میں سے کوئی ان کا بیٹا ہے، ان میں سے کوئی ان کا بھائی ہے، ان میں سے کوئی مرنے والے کی بیوی ہے، ان میں سے کوئی اس مرنے والی کا شوہر ہے، ان میں سے کوئی اس کا پوتا ہے، کوئی اس کا چچا ہے، کوئی بھتیجا ہے۔

یہ سارے خاندان کے لوگ نکلے۔ پہچانے اس لیے نہیں گئے کہ جب جنت میں کسی کو بھیجا جاتا ہے تو پہلے اسے نوجوان بنایا جاتا ہے اور پھر اسے جنت میں بھیجا جاتا ہے۔ حسنینؑ جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ جنت میں کوئی بوڑھا تو ہوگا نہیں!

تو ان کی شکلیں بدل گئیں لیکن انھوں نے پہچان لیا اور کہا: آپ کی وجہ سے ہمیں جنت ملی اور گھبرا گئے۔ ہماری وجہ سے جنت؟ کہا کہ جی اور وہ اس طرح کہ ہمارے نامۂ اعمال میں خود تو کوئی ایسا عمل نہ تھا جو ہمیں جنتی بناتا، کوئی ایسا عمل نہ تھا۔

لیکن ایک نیکی ہمارے نامۂ اعمال میں نکل آئی اور وہ یہ تھی کہ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو سارے پیسے آپ نے محنت سے کمائے اور جمع کیے۔ خرچ کرنے کو تیار نہیں تھے۔ ہمیں گھر بیٹھے یہ دولت مل گئی۔

مولاؑ نے اسی لیے تو کہا ہے نا کہ جو شخص پیسے جمع کرتا ہے اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتا۔ وہ پیسے کا مالک نہیں ہے۔ وہ پیسے کا چوکیدار ہے۔ اس لیے کہ اس کے مرنے کے بعد یہ دولت دوسروں کو ملے گی۔

یہ گویا خالی چوکیداری کر کے اور حفاظت کر کے اسے دوسرے کو دے رہا ہے تو اب انھوں نے کہا کہ ہمیں گھر بیٹھے دولت مل گئی۔ پتہ چلا ہم نے کوئی محنت نہیں کی۔ باپ کا سارا بینک بیلنس آ گیا، باپ کی ساری جائیداد آ گئی۔ ہم نے بھی دل کھول کر حلال کاموں میں خرچ کیا۔

بیٹھے بیٹھے پیسے ملے ہیں نا۔ مگر ایک بار خیال آ گیا، وہ یہ کہ یہ پیسے ہماری محنت کے بغیر آئے ہیں، اس میں سے تھوڑا راہِ خدا میں خرچ کر دیں۔ تو اپنے آپ یہ خرچ کرتے رہے تب راہِ خدا میں خرچ نہیں کیا۔

حضرات وخواتین!

خدیجہ طاہرہؑ جیسا حوصلہ بھی کہاں ہوتا ہے اور اسلام نے ہم سے مانگا بھی نہیں ہے اتنا زیادہ کہ پیسے دیں اور ہارٹ فیل بھی ہو ساتھ ساتھ۔ کہا نہیں، نہیں، اپنی حیثیت کے مطابق، ہمیں گھر بیٹھے پیسے مل گئے۔ پتہ چلا کہ باپ دوبئی میں تھا، باپ ابوظہبی میں تھا، باپ شارجہ میں تھا۔ اتنی شدید گرمی کے اندر مجلس میں بیٹھنا اس وقت مشکل اور دن کے وقت بہت سے لوگوں کو کام کرنا ہوتا ہے۔ وہ سارے درہم و دینار کما کے رکھے

ہیں۔

خود کا انتقال ہو گیا بیٹے کو مل گئے۔ اس نے گرمی میں کوئی کام نہیں کیا، اس نے خون پسینہ ایک نہیں کیا اور اس نے اچھا لباس پہنا مگر جائز حدود میں اچھا مکان بنا لیا۔ جا کے دیکھیں کہ بیٹے کا بنگلہ اور کوٹھی جو پاکستان کے اندر ہو لیکن اس نے سوچا جو بغیر محنت سے ملا ہے تو کچھ اللہ کے نام پر بھی خرچ کر دوں۔

ایک مسجد بن رہی تھی اس نے اس میں دے دیا۔ ایک امام بارگاہ بن رہی تھی اس نے اس میں دے دیا، ایک مدرسے کی ضرورت تھی اس نے اس میں دے دیا، کہیں عزا بچھانے میں پیسے کی ضرورت تھی اس نے اس میں خرچ کر دیا۔

غرضیکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ذاتی اعمال میں کوئی ایسا عمل نہ تھا کہ ہم فوراً جنت میں جاتے مگر آپ کی وجہ سے جو پیسہ ملا اور وہ بھی سارا نہیں اس کا ایک حصہ جو ہم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا وہ نیکی اللہ کو اتنی پسند آئی۔

اللہ نے اعلان کر دیا کہ اے میرے ملائکہ! ان سب کو جنت میں لے جاؤ۔ نہ آپ کی دولت ہمیں ملتی نہ آج ہم جنت کے اندر جاتے۔

میرا مولاؑ کہہ رہا ہے یہ جو پیسے والے ہیں اب ان سے زیادہ افسوس کسی کو نہیں حتیٰ کہ فرعون و نمرود کو بھی نہیں۔ یہ سوچتے رہے محنت ہماری، کمائی ہماری، قربانی ہماری اور اس کی وجہ سے ہم جہنم میں گئے۔ حساب کتاب گڑ بڑ نکلا، اور ہمارے بیٹے اور ہمارے بھائی، ہماری بیویاں اور شوہر وہ سب اسی وجہ سے جنت میں چلے گئے۔

کاش! ہم بھی اپنے ہاتھوں سے یہ پیسہ راہِ خدا میں خرچ کر کے آتے۔ اب میرا مولاؑ کہہ رہا ہے کہ سب سے زیادہ افسوس ان کے اوپر ہے اور پھر ایک جملے کی حدیث سُن لیجئے۔

ایک دن اللہ کا رسولؐ مسجدِ نبوی میں ایک سوال کر رہا ہے اور وہ یہ ہے۔ کچھ باتیں باقی رہ جائیں گی تو ان شاء اللہ کل ظہر کو بھی ایک مجلس ہے۔ وہ تو اگرچہ آج سے

بھی زیادہ مختصر ہو گی۔ اس لیے کہ بہر حال کل زیادہ ماتم کرتا ہے، زیادہ غم کرتا ہے اور گرمی بھی تھوڑی زیادہ ہے۔

اگر چہ مجھے پتہ ہے حسینؑ کا کوئی عزادار نہ اس گرمی سے گھبراتا ہے، نہ کسی نے یہ مجھ سے بات کہی ہے۔ لیکن ماتم کے لیے ہمیں زیادہ وقت ملے۔ ایک آخری جملہ، پیغمبرؐ نے ایک دن مسجد نبوی میں سوال کیا اور ایسا سوال کیا کہ چھوٹے بچے بھی نہیں کرتے یعنی سننے ان معنوں میں کہ شاید رسولؐ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

پیغمبرؐ نے کہا: یہ بتاؤ ایک بڑا ہے یا ایک لاکھ؟

سارے مجمع نے کہا کہ ایک لاکھ بڑا ہے اور کوئی چھوٹا موٹا بڑا ہے۔ ایک درہم آپ کی جیب میں اور ایک لاکھ درہم آپ کی جیب میں ہو تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔

پیغمبرؐ نے کہا لیکن خدا کے یہاں کبھی ایک جو ہے بڑا ہو جاتا ہے، ایک لاکھ چھوٹا ہو جاتا ہے۔ یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

کہا اللہ کے رسول یہ کیسے ہے؟ کہا یہ ایسے کہ ایک آدمی نے دس لاکھ کمایا اور ایک لاکھ اس نے راہِ خدا میں دے دیا اس کو ثواب ملے گا ضرور ملے گا۔ ایک آدمی نے آج دو درہم کمائے اور ایک درہم اس میں سے راہِ خدا میں دیا۔ اللہ کی نگاہ میں یہ اس کا ایک درہم اس لاکھ سے بڑھ کر ہے۔

وہ لاکھ ضائع نہیں ہے۔ وہ لاکھ اللہ نے پھینکا نہیں اس کا ثواب ملے گا مگر یہ بڑا ہے۔ کیوں بڑا؟ اس لیے کہ اس نے اپنی دولت کا دسواں حصہ دیا دس لاکھ میں سے ایک لاکھ اور اس نے جتنا کمایا اس میں سے آدھا اُٹھا کے دے دیا تو اللہ کو تو پیسے کی ضرورت ہے نہیں کہ وہ یہ دیکھے کہ کس نے دس ہزار دیے، کس نے پانچ ہزار، کس نے دو ہزار۔ پتہ چلے کہ پانچ ہزار والے کو زیادہ ثواب دیا جائے۔

اللہ تو دیکھتا ہے کہ دینے والا کس حیثیت کا ہے؟ دو درہم کمانے والا ایک دے گا تو اس کا ثواب ملے گا۔ اس کا ثواب زیادہ ہے اور دس لاکھ کمانے والا ایک لاکھ دے گا
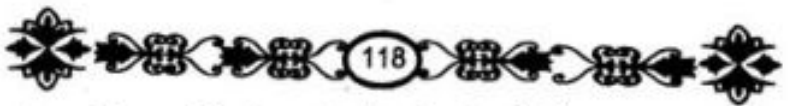
اس کا ثواب اسے ملے گا لیکن کم ملے گا۔ ایک طرف آپ نے سنا کہ میدانِ قیامت میں کام آنے والی نیکی اور اگر وہ نیکی نہ کی جائے اور افسوس والی نیکی (محنت) آپ کریں گے، ثواب آپ کے بیٹے لے جائیں گے۔ محنت آپ کریں گے سارا فائدہ آپ کے گھر والے لے جائیں گے۔

اور پھر اس میں رقم کی مقدار بھی نہیں، کم اور زیادہ ہر جگہ پر، ہر جگہ پر اس پیسے کی ضرورت دین کو پڑتی ہے تو بھئی! اس علاقے کا یہ مرکزِ حسین جس میں سارا سال مختلف دینی سرگرمیاں ہوتی رہتی ہیں، بہرحال ایک دینی مرکز آپ حضرات کے لیے یہاں پر ہے اور اسے بڑا غنیمت سمجھیے کہ اس کے سارا سال کے اخراجات اور پہلی محرم سے لے کر آٹھ ربیع الاوّل تک مسلسل یہ صفِ عزا جو بچھائی گئی، اس صفِ عزا کے اخراجات تو جس مرکز کا سالانہ کرایہ ہی ایک لاکھ چالیس ہزار درہم ہے اور اس کے علاوہ جو بے شمار اخراجات صفِ عزا بچھانے والوں میں کوئی بھی شریک ہو جائے اس کا اجر و ثواب بارگاہِ الٰہی میں کتنا ہے!

سورۂ یٰسین کی آیت سے آج کی مجلس میں نے شروع کی تھی۔ ترجمہ سُن لیں آخرِ مجلس میں ترجمہ، اکثر میری مجلسوں میں یہی ہوتا ہے۔ تمام علماء اور ذاکرین جو آیت پڑھتے ہیں اس کا شروع میں آتا ہے میں چونکہ ایک اناڑی خطیب اور ابھی ایک طالبعلم ہوں لہٰذا آیت شروع میں پڑھتا ہوں اور اس کا ترجمہ آخر میں آتا ہے کیونکہ وہاں پر ہماری بات پہنچی ہوتی ہے۔ تو ارشاد ہو رہا ہے:

نَحْنُ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا (سورۂ یٰسین، آیت: 12)

ہر ہر انسان کے وہ اعمال لکھتے ہیں جو وہ زندگی میں کر گیا۔ وَآثَارَهُمْ وہ اعمال اس کی طرف سے بھی لکھتے ہیں جو اس کے بعد چھوڑ گیا ہے۔ چنانچہ اگر کسی نے ذرا سا بھی حصہ کسی نیکی کے کام میں لیا، یہ مرنے والا چلا جائے گا جو زندگی میں اس نے دیا اس کا بھی ثواب ملے گا۔ اس کی وجہ سے جو وہ مراکز چلتے رہے اس کا بھی ثواب ملے گا۔

مرکزِ حسینی کی انتظامیہ نے جس طرح شب عاشور اور شب چہلم ہر سال، آپ حضرات ان کے مسائل کو سمجھتے ہیں۔ اس سال خصوصی درخواست کی کہ صاحبانِ ایمان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی جائے کہ مرکزِ حسینی آپ کی جانب جھولیاں لے کر آ رہے ہیں اس صفِ عزا کو چلانا، اس صف عزا کو بچھانا اور آپ حضرات سید الحاج کی رقم کے قلعے کو کثرت سے قطع نظر۔ فقط یہ دیکھ کر کہ اللہ کے ہاں جذبہ دیکھا جاتا ہے اور یہ حسنیت اور زینبؑ کے مشن میں انتہائی کام آنے والا آپ کا عطیہ ہے۔

اور آپ حضرات سے درخواست ہے کہ کچھ ان کی طرف بھی توجہ دیجئے اور اس دوران میں ایک مرتبہ درود بھیجئے محمد وآل محمد پر۔ (صلوٰۃ)

تو ہمیں آزاد نہیں چھوڑا گیا۔ مال اسی طریقے سے جس طریقے سے جان کے بارے میں ہر ایک کو پتہ ہے کہ خودکشی حرام ہے۔ مال کے بارے میں خیال کرنا اور پھر جب ذہن میں رکھیے کہ یہی مال اگر حرام طریقے سے جمع کیا جائے تو ہر وہ لقمہ جو آپ کے یا آپ کی اولاد کے شکم میں جاتا ہے، اس کے ایمان کے لیے زہر کا کام کرتا ہے لیکن اس کی تفصیل میں میں نہیں جا رہا ہوں۔

ایک ایک عمل کا میدانِ قیامت میں سوال ہوگا۔ تو مومن کا طرزِ زندگی اس مومنہ کی طرح ہوگا کہ جو عمل بھی ہم سے پوچھا جائے ہمارا یہ جواب ہو کہ اے خدا! ہم نے یہ کام اس لیے کیا تھا کہ ہمارے آقا اور مولاؑ نے اجازت دی۔

چاہیے یہ کہ مومن کا چہرہ ہو تو ویسا کہ جیسے آقا و مولا چاہتے ہیں۔ چاہیے یہ کہ مومنہ کے سر کی چادر ہو تو ویسی کہ جیسے آقا و مولاؑ چاہتے ہیں۔ چاہیے یہ کہ مومن کے گھر کا ماحول ہو تو ویسا کہ جیسا آقا اور مولا چاہتے ہیں۔ چاہیے یہ کہ مومن کے بچوں کے لیے تفریح کا انتظام ہو تو ویسا کہ جیسا آقا اور مولاؑ چاہتے ہیں۔ چاہے رات کا سونا ہو، چاہے صبح کا اُٹھنا ہو اتنے بجے سوئیں کہ جب اسلام اجازت دیتا ہے، اتنے بجے اٹھیں کہ جب اسلام اُٹھاتا ہے۔ یہ ہے وہ اسلام، یہ ہے وہ دین کہ جس کے بارے میں

قیامت کے دن ہم سے سوال ہو رہا ہے۔

اور یاد رکھیے! اسی اسلام کے بارے میں وہ سب قربانیاں دی گئیں۔ یہی ایک مسئلہ ہے کہ خدا راضی ہو جائے، خدا راضی ہو جائے لیکن ہم اور آپ اس کے لیے ذرا سی زحمت برداشت نہیں کرتے۔

اگر ذرا سی گرمی ہو جائے تو انسان گھبرا جاتا ہے۔ اگر ذرا سی مالی حالات میں مشکلات پیش آ جائیں تو مومن پریشان ہو جاتا ہے۔ ہماری مومنہ ائرکنڈیشنڈ مکان میں بیٹھ کر حجاب کرنے کو تیار نہیں ہے اور ہم ماتم کرتے ہیں ان بیبیوں کا کہ جن کو قیدی بھی بنایا گیا تو بالوں سے کسی انھوں نے اپنے حجاب کی کوشش کی، ہمارے مومنین ائرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کو تیار نہیں ہیں اور نام لیتے ہیں اس زینب کبریٰ کا جو زندان کے اس قید خانے میں چاہے کھڑے رہنے کی طاقت نہ رہی ہو تو بیٹھ کر سہی مگر نمازِ شب تک ادا کر رہی ہے۔ ہماری اور آپ کی حالت یہ ہے کہ 100 درہم میں سے 20 درہم نکالنے کی بات ہو جائے تو ہم گھبرا جاتے ہیں۔

اس اسلام کے لیے حسینؑ کے بچے تین دن کے بھوکے اور پیاسے تو کربلا میں رہے اور اس کے بعد تو خدا معلوم کب تک یہ پیاسے چلے آ رہے ہیں، ہم سے زندگی کی ہر سہولت کے درمیان اسلام پر عمل نہیں ہوتا۔ یہ گفتگو ناگوار بن جاتی ہے۔ اتنی دیر مجلس میں بیٹھنا ایک بوجھ بن جاتا ہے۔

حسینؑ اور زینبؑ اور ان کی اولادیں جن کا ہم نام لیتے ہیں ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ فقط اس وجہ سے کہ خدا راضی ہو جائے اور اسلام بچ جائے۔ یہ قربانیاں جو پہلی محرم سے بلکہ 28 رجب سے 10 محرم تک میرے مظلوم امام حسینؑ نے دیں۔

آنے کے بعد اللہ سے اجازت لینا ہے، وہ لے چکے ہیں۔ ساری ذمہ داری امامؑ کی پوری ہے۔ اب خالی ہماری ذمہ داری بچی ہے۔ ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ جتنا آپ کی سمجھ میں آ گئی، آ گئی، باقی انشاءاللہ زندہ رہا تو آئندہ سال پھر اس بات کو آگے

بڑھاؤں گا۔ دنیا سے چلا گیا تو بہر حال دوسری دنیا سے آپ کی اس محفل کا نظارہ کروں گا۔ مجھ سے بہتر ہی آئے گا اور اس کا بیان سنوں گا لیکن امامؑ نے اپنی ذمہ داری کیسے پوری کی؟ یہ سنیے، جناب حکیمہ خاتونؑ فرماتی ہیں: 15 شعبان کی شب لگ گئی تھی۔ 14 شعبان جمعرات کا دن تھا۔ میں نے 14 شعبان کا روزہ رکھا اور چونکہ شعبان میں اہل بیتؑ شروع ہی سے روزے رکھتے ہیں اس لیے میں افطار سے کچھ پہلے اپنے بھتیجے سے جو اس وقت کے امام تھے ان کے گھر پر آ گئی ۔ میں نے ایک مرتبہ افطار کیا۔ جمعرات کا دن پورا ہوا شب جمعہ شروع ہو گئی۔ 14 شعبان کی تاریخ ختم ہوئی۔ 15 کی شب لگ گئی۔ افطار کرنے کے بعد اب میں اپنے گھر جانا چاہتی ہوں۔ 15 شعبان امامؑ کی ولادت سے پہلے بھی اعمال کی ایک اہم ترین رات تھی اسلام میں۔

اب میں گھر جانا چاہتی ہوں کہ ایک مرتبہ میرے بھتیجے نے کہا: پھوپھی اماں! آج آپ یہیں قیام کریں۔ میں نے گھبرا کے پوچھا بیٹا کس لیے؟ کہا اس لیے کہ آج اللہ مجھے وہ بیٹا دینے والا ہے، جس کا انتظار کب سے کیا جا رہا ہے۔ پیغمبرؐ اسلام بھی انتظار کر رہے تھے، تب سے کیا جا رہا ہے۔ میں نے گھبرا کے کہا کہ اے میرے بھتیجے! تمہارے ہاں بیٹے کی ولادت، اس گھر میں بیٹے کی ولادت تو آخر کس خاتون سے؟

کہا: نرجس خاتون سے۔

میں نے کہا: میں نرجس کو روزانہ دیکھتی ہوں وہاں کوئی آثار حمل نہیں۔ تین مہینے کا حمل نظر نہیں آ رہا کجا ولادت؟

ایک مرتبہ جواب ملا کہ پھوپھی اماں! میرا یہ بیٹا مثلِ موسیٰؑ ہے، جس طرح موسیٰ کا حمل پوشیدہ رہا اس طرح اس کا بھی حمل پوشیدہ رہے گا۔ انتظار تو کیجیے۔ تیسرا امامؑ زمانہ کہہ رہا ہے، کون یقین نہ کرے؟ میں تو سگی پھوپھی ہوں۔ میں ٹھہر گئی یہاں تک کہ فجر کا وقت قریب آنے لگا۔ امامؑ نے کہا تھا آج رات، رات تو ختم ہو رہی ہے۔ دل میں ایک دم وسوسہ آیا کہ رات ختم ہو رہی ہے، اب تک وعدہ پورا نہ ہوا۔ ایک مرتبہ جیسے

ہی میرے دل میں وسوسہ آیا۔ دوسرے کمرے میں میرا بھتیجا گیارہواں امامؑ؛ وہیں سے آواز دی پھوپھی اماں! یہ خیال دل میں نہ لائیں، وہ وقت آ گیا ہے جس کے بارے میں آپ سوچ رہی ہیں۔ اِدھر دیکھیں دوسرے کمرے میں ہیں اور پھوپھی کے دل کی بات کر رہے ہیں۔ اِدھر یہ کہا اُدھر میں نے دیکھا کہ نرجس جو مصلے پر بیٹھی ہوئی پندرھویں شب کے اعمال کر رہی ہے، وہ بے چین ہے۔ میں قریب گئی۔

میں نے کہا: بیٹی کیا بات ہے؟

انھوں نے جواب دیا: پھوپھی اماں میری وہ حالت وکیفیت ہو رہی ہے جو وضعِ حمل سے پہلے خواتین کی ہوتی ہے اور ابھی میں نے اپنی بہو کی بے چینی دیکھ کر میں نے کچھ دعائیں پڑھنا شروع کی تھیں کہ دوسرے کمرے سے گیارھویں امامؑ نے کہا: پھوپھی اماں اور کوئی دعا نہ پڑھئے یہ اِنَّا اَنۡزَلۡنٰہُ سورہ پڑھنے کا موقع ہے۔

میں نے اِنَّا اَنۡزَلۡنٰہُ کی سورہ پڑھنی شروع کر دی۔ ایک دم نرجس غائب ہوگئی، غائب ہوگئی یعنی میری آنکھوں کے سامنے ایک نور ایسا آ گیا۔ چادر تن گئی کہ نرجس غائب ہوگئی میں گھبرا گئی۔ خدا خیر کرے! میری بیٹی کہاں گئی؟

گیارھویں امامؑ نے کہا: پھوپھی اماں! پریشان نہ ہوں، اب دیکھیے! اب جو میں نے دیکھا؟ نور کی چادر غائب ہوگئی۔ میری بیٹی نرجس زمین پر لیٹی اور میرے بیٹے کا بیٹا جس کے بارے میں میرے بیٹے نے یعنی گیارہویں امام نے مجھے بتایا تھا کہ وہ دنیا میں اس حالت میں آچکا ہے کہ ایک مرتبہ اُس کا رُخ قبلے کی طرف ہے۔ وہ سجدے کے عالم ہے اور سجدے میں کہہ رہا ہے:

اَشۡهَدُ اَنۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشۡهَدُ اَنَّ جَدِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ وَاَشۡهَدُ اَنَّ اَبِیۡ عَلِیَّ ابۡنَ اَبِیۡ طَالِبٍ حُجَّةُ اللّٰهِ۔

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں میرے جد اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں میرے بابا علی ابن ابی

طالب اللہ کی حجت ہیں۔"

اور یہ سلسلہ چلا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے بابا حسن مجتبیٰؑ حجت، میں گواہی دیتا ہوں میرا بابا حسینؑ شہیدِ کربلا حجت، میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ابن الحسینؑ حجت، میں گواہی دیتا ہوں علی بن الباقرؑ حجت، میں گواہی دیتا ہوں جعفر ابن محمد صادق حجت، میں گواہی دیتا ہوں کہ موسیٰ ابن جعفر الکاظم حجت، میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ابن موسیٰ الرضاؑ حجت، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ابن علی حجت، میں گواہی دیتا ہوں کہ علی ابن محمد تقی حجت، میں گواہی دیتا ہوں کہ میرا بابا حسن عسکری حجت اور میں اپنے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ کہ میں حجتِ خدا ہوں۔ یہ جملہ کہا۔ اس وقت، اسی وقت یہ جملہ کہتے ہی کہا:

اَللّٰهُمَّ عَنْ جِنْمتی وَعَدْتَنِیْ جِزْبِیْ۔

"اے خدا! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ وعدہ پورا کر۔

وَاَتْمِمْلِیْ اَمْرِیْ۔

"اور میرے امر کو تمام کر۔"

وَثَبِّتْ وَتَعَتِیْ

"اور میرے قدموں کو ثابت قدم رکھ۔"

واسلایا العرض قسطا وعدلا

"اور زمین کو میرے ذریعے سے عدل اور انصاف سے بھر دے۔"

دنیا میں آئے۔ اپنی امامت کا اعلان کیا، اعلانِ امامت کرتے ہی اللہ سے اپنے ظہور کی دعا بھی مانگ لی۔

اپنا وعدہ پورا کر دے۔ میرے ذریعے سے دنیا کو عدل اور انصاف ۔ بھر دے۔ امامؑ اپنی ذمہ داری آج کی رات پوری کر چکے، آج سے 12 سو، 13 سو سال پہلے۔ اب ہماری ذمہ داری پوری ہونے کا وقت ہے۔

میں ایک طرف آپ حضرات کو ان ولادت کی مبارک باد دیتا ہوں تو دوسری
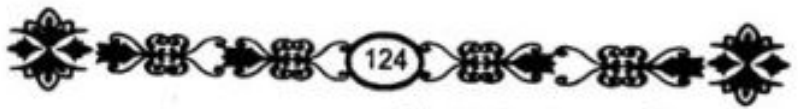
جانب بارگاہِ الٰہی میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کرتا ہوں۔

پروردگار! اپنی اس حجت کو آج سے تو نے 12 سو سال پہلے دنیا میں بھیج دیا۔ اب ہم صاحبانِ ایمان پر رحم فرماتے ہوئے اس ظہور میں تعجیل فرما۔

خداوندا! اگر ہمارے گناہ، اگر ہماری کوتاہیاں، اگر ہماری عدم توجہ، اگر ہماری عدم دلچسپی ظہور میں رکاوٹ ہے تو خداوند ہمارے اس گناہ کو معاف فرما۔

خداوند اور اگر تو اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے ظہورِ مہدیؑ میں تاخیر کر رہا ہے تو ہمیں کم از کم غیب میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرما۔

خداوندا! یہ خوشی ہم محسوس کر رہے ہیں کہ حسن عسکری علیہ السلام سے لے کر علیؑ ابن ابی طالب اور علیؑ ابن ابی طالب سے لے کر رسولؐ اللہ تک ہر ایک کو کتنا خوش کر رہی ہے۔ تجھے اس خوشی کا واسطہ کہ تو نے اپنی آخری حجت دنیا میں بھیجی۔ صاحبانِ ایمان کی ہر پریشانی دور فرما۔

ہمارے مرحومین کی مغفرت فرما ہمیں رزق کی ہر پریشانی سے نجات دلا۔ ہمیں اولاد کی ہر پریشانی سے نجات دلا۔ دشمنانِ اہلِ بیتؑ کے شر سے ہمیں محفوظ فرما۔

ہمارے بیماروں کو شفاء کاملہ عطا فرما۔ ہمارے اسیروں کو رہائی عطا فرما۔ جو صاحبان گمشدہ ہیں انھیں جلد از جلد اپنے گھر والوں سے ملنے کی توفیق عطا فرما۔

خداوندا! حجۃ الاسلام آقائے سلطانی کا یہ گھر جس میں اس وقت تیری آخری حجت کا ذکر ہو رہا ہے اس کو اپنی رحمتوں، برکتوں، نعمتوں اور تفضل سے مالا مال فرما۔ ہر مصیبت اور پریشانی کو اس گھر سے باہر فرما اور خداوندا! پھر آخر میں یہ دعا ہے کہ امامؑ اور ان کے 13 بزرگوں کے ظہور میں تعجیل فرما۔ آپ سب کو میرے اس آقا و مولا، ہمارے اس والی اور سرپرست، ہمارے اس امام وقتؑ کی ولادت مبارک ہو اور اس تحریک کا اور اس مبارکباد کا اظہار کرنے کے لیے مجلس کے بیچ میں جتنے ٹھنڈے رہے۔ ٹھنڈے رہے مگر آخر مجلس میں اس مبارکباد کے اظہار کے لیے باآواز بلند صلوٰۃ۔

## مجلس ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْنُ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ۔ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ (سورۃ یٰسین، آیت:12)

چونکہ ایک مجلس ابھی ابھی آپ نے سنی اور الحمد للہ ذکر حسینؑ اور مصائب کے اعتبار سے مکمل ترین مجلس تھی۔ اس لیے زیادہ دیر آپ کو زحمت نہیں دی جائے گی اور آج کی یہ مجلس اس عشرہ زینبیہ کی اس سے پہلے کی آٹھ مجالس کے مقابلے میں خاصی جتنا ہو گی اور پھر یہ رات بھی ایک ایسی رات ہے کہ جس کے حوالے سے مصائب، یہ بیان از زیادہ لیکن ایک طرف وہ موضوع کہ جس پر ہماری بات مسلسل آٹھ دن ہوتی رہی اور اب اسے اختتام کے مرحلے پر پہنچانا ہے اور دوسری جانب آج حسینؑ کے ماننے والے اور زہراؑ کو اس کی بیٹی زینبؑ کے مصائب پر پُرسہ دینے والے اس تعداد میں آئے ہیں کہ وہ پیغام پہنچانا ضروری ہے کہ جس کی خاطر میرے مظلوم میرے مظلوم امامؑ نے ایک ایسی قربانی دی کہ آدمؑ سے آج تک اور آج سے لے کر قیامت تک کسی دور میں کسی نبی سے بھی ایسی قربانی ممکن نہ ہو سکی اور نہ ہی ممکن ہو سکے گی۔

لیکن وہ مقصدِ حسینؑ اسی تسلسل سے جس پر آٹھ دن سے گفتگو ہو رہی ہے۔ یقیناً مومنین کرام تو آج ہی کے دن اور آج ہی کی رات کو تشریف لائے انھیں بات سمجھنے میں تھوڑی پریشانی ہو گی۔ پھر بھی تمہیداً اپنے موضوع کا ربط آپ کے سامنے پیش کرتے ہوئے کہ اسلام اپنے ماننے والوں پر کیسی ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ تمہیں من و عن ہمارے اقدامات پر عمل کرنا ہو گا اور اللہ نے ہمیں پیدا کر کے اس دنیا میں آزاد نہیں چھوڑ دیا۔ ہمارے ایک ایک عمل کے بارے میں ہم سے سوال و جواب کیا جائے گا۔ ہمیں قبر میں جا کر اپنے ایک ایک عمل کا حساب کتاب دینا پڑے گا۔

اور وہ سوال و جواب اور وہ حساب کتاب کچھ اس انداز سے ہے کہ جس میں ہماری زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا کام بھی باقی نہیں رہنے پائے گا۔

ابو بصیر اسدی کوفی رحمتہ اللہ علیہ یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے چھٹے امام صادق آل محمد امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک خاتون پورے اسلامی حجاب میں، (جس کا نام ام خالد تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے)۔ خدمت امام میں آتی ہیں اور اسی حجاب اسلامی کے اندر رہ کر ایک سوال کرتی ہیں کہ:

اے فرزند رسول ثقلین! مجھے ایسا مسئلہ پیش آ گیا ہے کہ جس کے لیے میں آپ تک آئی ہوں اور وہ مسئلہ ایسا تھا کہ جسے اس لیے سمجھنا بہت ضروری ہے کہ آج بھی بہت سارے مومنین کرام کا اسلام کے بارے یہ خیال ہے جو اس دور میں پایا جاتا تھا۔ اس خاتون کا جن کے بارے میں آخر میں امام معصومؑ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کاش ہمارا ہر ماننے والا اس عورت کی طرح سے ہماری اطاعت کرے۔ سوال کرتی ہیں کہ فرزند رسولؐ میں بیمار ہوں اور کافی طویل عرصے سے میں بیمار ہوں اور یہ بیماری بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

کبھی کبھار بیماری اس لیے بھی صحیح نہیں ہو پاتی کہ پروردگار عالم کی مصلحت یہی ہوتی ہے کہ اس بندۂ مومن کا امتحان لیا جائے۔ وہ بیماری کہ جس کو روایتوں میں گناہ معاف کرنے کا اک ذریعہ قرار دیا گیا ہے لیکن کبھی کبھار اپنی ہی کسی غلطی کا سبب بنتی ہے۔

روایت کے اندر ایک جملہ یہ ہے کہ مومنہ نے آ کر کہا کہ فرزند رسولؐ! میں بیمار ہوں اور بیماری بڑھتی چلی جا رہی ہے میں نے ہر طرح سے علاج کرا کے دیکھ لیا مگر کسی طبیب اور ڈاکٹر کی دوا نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا۔ بہر حال کوشش کرنا تو مومن کا کام ہے اور جب مجھے مایوسی ہو گئی تو میں صبر کر کے بیٹھی رہی کہ شاید اللہ اس طرح سے میرا امتحان
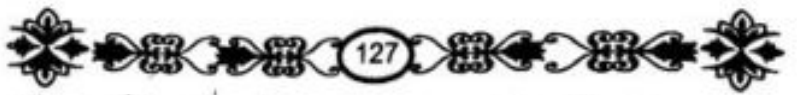
لے رہا ہے۔ تکلیف بھی بڑھتی جا رہی ہے، اذیت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے لیکن انسان کرے تو کیا کرے؟ مگر فرزند رسول ایک عجیب بات جسے میں نے مشاہدہ کیا وہ یہ ہے کہ جیسی بیماری مجھے ہے ایسی ہی بیماری شہر مدینہ میں اور بہت سے لوگوں کو ہوئی اور وہی ڈاکٹر اور طبیب جن کے پاس میں اپنے علاج کے لیے گئی انھوں نے ہی اُن بیماروں کا علاج کیا۔ بیماری ایک، طبیب بھی وہی، اس طبیب کی دواؤں سے باقی سب کو صحت ملی۔

باقی سب ٹھیک ہو گئے لیکن وہی ڈاکٹر اور طبیب، میں ان سے رجوع کر رہی ہوں تو نہ صرف یہ کہ بیماری ختم نہیں ہو رہی بلکہ روز بروز بڑھتی چلی جا رہی ہے اور تکلیف میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مولا میں گھبرا گئی اور میں نے اپنے طبیبوں سے ایک بات کی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ یہی بیماری دوسروں کو ہے، دوسرے لوگوں کے لیے تو تم صحیح دوا دے رہے ہو اور اس کا علاج ہوتا جا رہا ہے اور وہی بیماری مجھے ہے تو تمہاری دوا فائدہ نہیں کر رہی ہے طبیبوں نے ایک مرتبہ جواب دیا اور کہا کہ ہمارے پاس اس بیماری کا فقط ایک علاج ہے اور ہمارے پاس اس کا کوئی اور علاج نہیں ہے۔

لیکن کیونکہ ہمیں آپ کے بارے میں معلوم ہے کہ آپ کتنی نیک، مقدس اور پرہیزگار خاتون ہیں، اس لیے وہ آپ کو ہم بتا نہیں پا رہے۔ باقی لوگ آتے ہیں عام سے مومنین کرام، کبھی اسلام پر عمل کیا کبھی عمل نہیں کیا۔ جب تک اپنا نقصان نہیں ہو رہا ہے خدا کو بھی مانا ہے، رسول کو بھی مانا ہے، امامؑ کو بھی مانا۔ جہاں پر دو پیسوں کا نقصان ہو رہا ہے خدا کو بھی بھولے، رسولؐ کو بھی بھولے، امامؑ کو بھی بھولے۔

جب تک اسلام اپنے آرام میں نہیں دخل دیتا ہے وہ اسلام قبول ہے اور جب اس اسلام کی وجہ سے کوئی آرام چھوڑنا پڑتا ہے تو بھئی یہ اسلام جو ہے ناگوار گزرتا ہے۔ ایک عام سا جو ماحول ہے لیکن کیونکہ ڈاکٹر جانتے تھے کہ یہ خاتون ایک ایسی

خاتون ہے جو کہ خوف خدا رکھتی ہے، انھوں نے کہا کہ یہ دوا ہم نے آپ کو نہیں بتائی۔

آپ کا بھی مشاہدہ ہوگا کہ کبھی کبھار کہیں پر کوئی ایسا کام پھنس گیا کسی کا مثلاً رشوت دینا یا مثلاً کسی حرام طریقے سے اس کو خوش کرنا ہے تو آپ ایک عام مومن کو بتا سکتے ہیں کہ بھئی یہ کام نہیں ہوگا کہ جب تک رشوت نہ دو گے۔

ایک مقدس انسان، کوئی مقدس عالم آئے تو آپ چپ ہو گئے کہ یہ بات ان سے کہی کیسے جائے؟ طبیبوں نے کہا کہ اس کا علاج فی الحال ہمارے پاس صرف ایک ہے اور وہ ہے شراب۔ لیکن ہم آپ کو کیسے بتائیں کہ آپ شراب پیجیے؟ اس لیے ہم خاموش رہے۔ ہم چپ رہے، دیکھتے رہے لیکن کیا کریں۔ آج آپ نے خود آ کے پوچھ لیا تو آپ کی بیماری کا علاج فقط شراب ہے۔ یہ خاتون امامؑ سے یہ سوال کرتی ہے کہ فرزندِ رسولؐ! اب اتنا بتا دیجیے کہ جب سارے طبیبوں نے یہی کہا۔ ایک نے یہ بات کہی۔ یقین نہیں آیا، دوسرے کے پاس یہ عورت گئی یقین نہیں آیا، تیسرے طبیب کے پاس گئی یقین نہیں آیا۔ غرضیکہ سارے طبیبوں نے مل کے یہ بات کہی۔

اس زمانے کے اندر کی جو ڈاکٹری تھی تو اس میں یہی علاج ہوگا۔ سب نے مل کر ایک ہی بات کہی تو مولاؑ میں آپ کے پاس آ گئی۔

آپ یہ فرمایئے کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ اب ایک مرتبہ ابوبصیر جیسا راوی کہتا ہے کہ جس کا تذکرہ میں نے دو دن پہلے کی مجلس میں کیا ہے۔ ابوبصیر وہ راوی ہیں جس کے لیے معصومؑ نے ارشاد فرمایا کہ:

لَوْلَا اَمْثَالُهَا اُولٰئِكَ لَنْ ضَرَكَ آثَارُ نُبُوَّة۔

اگر میری مدد کے لیے اس جیسے صحابی نہ ہوتے تو نبوت کے سارے آثار مٹ کے رہ جاتے۔ امامؑ جس صحابی اور راوی کی اتنی تعریف کریں وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک مرتبہ معصومؑ نے اس خاتون سے ایک سوال کیا اور یہ سوال بظاہر ایسا لگا جیسے اس پر اعتراض کر رہے ہیں۔

لیکن نہیں کبھی سوال اس لیے کیا جاتا ہے کہ سننے والوں اور ماننے والوں کو کوئی بات بتائی جائے۔ کہا کہ اے ام خالد! سارے مدینے کے ڈاکٹر (طبیب) کہہ رہے ہیں کہ تمہاری بیماری کا علاج سوائے شراب کے اور کوئی نہیں ہے تو آخر تو میرے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کیوں آئی؟ سارے ڈاکٹروں نے کہہ دیا اب میرے پاس کیوں آ رہی ہے؟

امام ناراض نہیں ہو رہے ہیں، امام ڈانٹ نہیں رہے، امام اس کو گھر سے نکال نہیں رہے۔ ایک خاص وجہ سے امام یہ سوال کر رہے ہیں اور وہ وجہ بظاہر یہی سمجھ میں آتی ہے کہ جس طرح آپ بہت سے مومنین کا یہ خیال ہے کہ ایک عالم کا کام یا ایک مجتہد کا کام یا مرجع کا کام صرف نماز کے مسئلے کا بتا دینا فقط روزے کے مسئلے بتا دینا۔ فقط نجاست و طہارت کے مسئلے بتا دینا ہے۔ دنیاوی باتوں میں اس سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے ہم کاروبار کیا کریں یہ ہماری مرضی ہے۔ ہم ملازمت کے لیے کیا کریں یہ ہماری مرضی، ہماری عورت کیسا لباس پہنے یہ ہماری مرضی، ہم داڑھی رکھیں یا نہ رکھیں یہ ہماری مرضی، ہم اپنے بیٹے کو یہاں تعلیم دلوائیں یا اسے امریکہ بھیج کر اس کے ایمان کا ستیاناس کر دیں یہ ہماری مرضی، عالم کا کام نجاست کے مسئلے بتا دینا، عالم کا کام ہے نماز اور روزے کے مسئلے بتا دے، عالم وضو اور غسل کے مسئلے بتا دے بس اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

مومنین کرام کے ذہن میں ایک غلط فہمی تھی تب ہی معصوم یہ سوال کر رہے ہیں کہ اگر ڈاکٹر نے ایک بات کہہ دی پھر میرے پاس کیوں آ رہی ہے؟ یعنی علاج کی بات ہے تو ڈاکٹر سے پوچھیں، مکان خریدنے کی بات ہے تو اسٹیٹ ایجنٹ سے پوچھیں، گاڑی خریدنے کی بات ہے تو مکینک سے پوچھیں۔

یہاں پر صرف وضو اور غسل کے مسئلے بیان ہوں گے۔

ایک مرتبہ راوی ابوبصیر اسدی کہتا ہے کہ جیسے ہی امام نے اس خاتون سے پوچھا

کر آ خر تم کیوں آئی ہو؟ یہاں پر وہ خاتون حجاب میں ہے۔ چہرے پر نقاب پڑی ہوئی ہے لیکن ان کی آواز سے یہ پتا لگا کہ وہ انتہائی حیران ہے۔ صرف اس جملے تک مجھے آپ کو پہنچانا ہے۔ یہ اس کی خاطر، اس ایک جملے کی خاطر، جو یہ مومنہ ابھی کہنے والی ہے، یہ واقعہ پورا پڑھا گیا۔

ایک مرتبہ انتہائی حیرت کے عالم میں وہ مومنہ کہتی ہیں کہ مولا! میں نے اپنا امام آپ کو مانا، ان ڈاکٹروں کو نہیں مانا۔ جب میں نے آپ کو اپنا امام مانا تو اب میرا فریضہ ہے کہ زندگی کا جو کام ہے سب سے پہلے آپ سے آ کر پوچھوں کہ آپ کیا ہدایت کرتے ہیں؟ مولا میں تو فقط یہ چاہتی ہوں۔

دیکھیے! اس جملے کے بعد امام نے فرمایا: کاش! ہمارا ہر شیعہ ایسا بن جائے۔ یہ جملہ سنیے اس مومنہ کا۔ مولا! میں تو یہ چاہتی ہوں کہ جب قیامت میں میرا نامۂ اعمال کھولا جائے اور میرے سارے کے سارے اعمال کے بارے میں سوال کیا جائے، قیامت کے اندر ہماری زندگی کا جو ریکارڈ موجود ہے، ہمارے نامۂ اعمال میں ہمارے جو اعمال لکھے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ہمیں بھی یاد نہیں رہتے ہمیں بھی پتہ بھی نہیں ہوتا۔ وہ کتاب (نامہ اعمال) خدا معلوم قیامت میں سیدھے ہاتھ میں ملے یا الٹے ہاتھ میں ملے۔ لیکن اتنی مکمل کتاب ہے کہ اس میں یہاں تک لکھا ہے کہ جب آپ اس مجلس میں شرکت کے لیے آئے تھے اور آپ نے جوتے اتارے تھے اور آپ صفِ عزا پر بیٹھے تھے تو آپ نے پہلے سیدھا پیر رکھا تھا کہ اُلٹا پیر رکھا تھا اور ایک بار کی بات نہیں یعنی زندگی کے بڑے بڑے کاموں کو چھوڑیے اتنے چھوٹے بھی ہمارے اعمال اس میں لکھے ہیں کہ ہم مسجد میں جتنی مرتبہ بھی گئے تب ہم نے سیدھا پیر رکھا تو ہمیں ثواب ملا اور جب ہم نے اُلٹا پیر رکھا تو گناہ تو نہیں لیکن ثواب سے محروم رہے۔

اور جب بھی بیت الخلاء گئے اُلٹا پیر آگے بڑھایا اور کب سیدھا پیر آگے بڑھایا؟ آپ کو بھی شاید یہ یاد نہ ہو کہ اس صفِ عزا پر جو آج آپ بیٹھے ہیں آج آپ کا
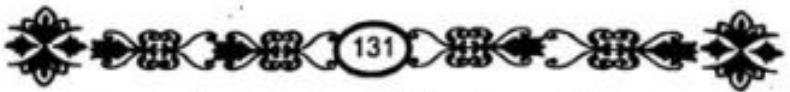
سیدھا پیر بڑھا تھا یا اُلٹا پیر بڑھا تھا اور کہا کہ جب آپ نے ہوش سنبھالا اور مسجدوں، امام باڑوں اور صفِ عزا پر جانا تو شروع کیا تو وہاں تک کی رپورٹ اس کے اندر ہے۔

ایک مرتبہ مومنہ کہتی ہے: مولاؑ! میں یہ چاہتی ہوں کہ میدانِ قیامت میں جب یہ نامۂ اعمال کھولا جائے گا اور میرے ایک ایک عمل کے بارے میں مجھ سے سوال ہو گا۔ یہ کام کیوں کیا؟ یہ کام کیوں کیا؟ یہ کام کیوں کیا؟ تو فقط ایک جواب ہو، کیا جواب؟ جس کام کے بارے میں پوچھا جائے تو میرا جواب یہ ہو کہ میرے امامؑ نے حکم دیا تھا۔

میرے آقا اور مولاؑ نے اجازت دی تھی۔

اس لیے میں نے کام کیا۔ میری زبان پر نہ آئے کہ فلاں کام اس لیے کیا کہ میرے شوہر نے کہا۔ فلاں کام اس لیے کیا تھا کہ میرے رشتے داروں نے کہا تھا۔ فلاں کام اس لیے کیا تھا کہ میری برادری نے کہا تھا کہ یہ کام ہوتا ہے۔

مولاؑ! میں نے آپ کو امام مانا ہے اس لیے میرے ہر عمل کا جواب یہ ہونا چاہیے کہ یہ کام میں نے اس لیے کیا تھا کہ میرے مولاؑ نے مجھے حکم دیا تھا یا اجازت دی تھی۔

ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے چھٹے امامؑ اپنی جگہ سے بلند ہوئے اور مجھے دیکھ کر کہا کہ اے ابو بصیر! کاش میرا ہر شیعہ اس مومنہ کی طرح اپنی زندگی کا اصول بنا لے۔ کہا: اصول یہ کہ جو کام آپ کریں آپ کے پاس ایک جواب ہو کہ میرے آقا اور مولاؑ نے حکم دیا۔ آپ نماز پڑھیں تو کوئی پوچھے کس لیے؟ کہیں اس لیے کہ امامؑ کا حکم ہے۔ کسی کو خوش کرنے کے لیے نماز نہیں پڑھ رہے۔ کسی دولت کے لالچ میں نماز نہیں پڑھ رہے۔ نہیں، اس لیے کہ امامؑ نے حکم دیا۔ آپ روزہ رکھیں آخر کس لیے؟ یہ نہ کہیں ماحول میں سب روزہ رکھتے ہیں تو بغیر روزے کے رہنا مشکل ہے اور یہاں سب کا روزہ ہے بھی کتنا آسان! ائرکنڈیشنڈ کمرے میں سارا دن گزار دیا۔ نہیں، آپ کا جواب ہو میرے امامؑ نے حکم دیا۔ پوچھا جائے آپ نے حج کیوں کیا؟ آپ یہ
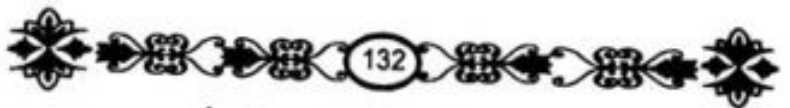
نہ کہیں کہ سب جا رہے تھے میرے دل میں بھی شوق پیدا ہو گیا۔ نہیں، میرے امام نے حکم دیا اور اس طرح کی زندگی۔

چھٹا امام، کون چھٹا امام؟ جس کی وجہ سے ہمارا دوسرا نام ہے جعفری، ہم جعفری کہلاتے ہیں صرف چھٹے امام کی وجہ سے۔ انھوں نے اصول بتایا کہ زندگی ایسے گزاریں یعنی آپ کا چہرہ داڑھی کے ساتھ ہو تب بھی کہیں اس کا امام نے حکم دیا ہے لیکن ذرا سوچیے وہ مومنین کرام جن کے چہرے پہ ڈاڑھی نہیں ہے کیا وہ یقین سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ داڑھی ہم نے اس لیے منڈوائی کہ ہمارے امام نے حکم دیا؟

وہ مومنات جن کے چہروں پر صحیح حجاب نہیں، جن کے سروں پر صحیح چادر نہیں، جن کے جسم پر صحیح طریقے سے جسم چھپانے کا لباس نہیں ہے اگر قیامت میں ان سے پوچھا گیا کہ تم اس طرح سے کیسے آ رہی ہو؟ کیا وہ یہ جواب دیں گی کہ ہمارے آقا اور مولا نے اس کا حکم دیا؟

میں پشتو زبان کو زیادہ نہیں سمجھتا بلکہ نہ ہونے کے برابر لیکن جتنی دیر اس صف عزا پر بیٹھا یعنی مصائب کی حدیثیں مشترک ہیں۔ یہ سنا کہ چوتھا امام فرماتا ہے الشام، الشام، الشام تو الشام، الشام کیوں کہہ رہے ہیں؟ اسی حجاب کی وجہ سے تو کہہ رہے ہیں، اسی پردے کی وجہ سے تو کہہ رہے ہیں۔ تو کیا چوتھے امام کا ماتم کرنے والیاں اور چوتھے امام کو ان کے گھر کا پُرسہ دینے والیوں کا، قیامت میں جب نامۂ اعمال کھولا جائے گا کہ تم نے یہ لباس کیسے پہنا؟ تم نے یہ حجاب نامکمل کیوں کیا؟

یاد رکھیے! کہ ساری کائنات کا پروردگار ایک ہے ہم دو خداؤں کے قائل نہیں ہیں۔ ہمارا نظریہ یہ نہیں ہے کہ یہاں دو خدا ہیں جو علاقے سے الگ الگ، تو جو حجاب یہاں کیا جاتا ہے وہی حجاب کراچی جا کے کرنا ہے۔ وہی حجاب لاہور جا کے کرنا ہے وہی حجاب پاراچنار جا کے کرنا ہے، وہی حجاب بمبئی جا کے کرنا ہے۔

یہ کیا طریقہ ہے کار ہے کہ یہاں پر حجاب ہے اور جیسے جہاز پاکستان یا ہندوستان

سے کسی گورے کو منع کیا تو چادریں ہیں کہ اُتر کر پرس اور بیگ میں چلی گئیں اور جتنے دن تک وہاں رہیں جب تک کہ دوبارہ واپس آنے کا وقت نہ آنے پائے، کیا یہاں کا خدا کوئی اور ہے وہاں کا خدا کوئی اور ہے؟ کیا یہاں شریعت کوئی اور ہے، وہاں شریعت کوئی اور ہے؟ کیا اسلام ساری دنیا کے لیے ایک نہیں ہے؟

لیکن میدان قیامت میں سوال کا جواب دینا پڑے گا کہ آخر یہ لباس جو تم نے پہنا ہے۔ شادی کے موقع پر ہمارے ہاں لباس کیسا ہوتا ہے؟ پکنک کا لباس ہمارے یہاں کیسا ہوتا ہے؟

الحمدللہ مجالس میں اب ہماری خواتین تو مناسب لباس میں آتی ہیں لیکن میدانِ قیامت میں یہ سوال آگے بڑھائیے کیا ہر مومن اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ جب قیامت کے دن اس سے یہ پوچھا جائے گا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ تو وہ ہر کام کا یہ جواب دے کہ میرے مولاؑ نے حکم دیا یا میرے مولاؑ نے اجازت دی۔

دیکھیں! ہر چیز تو اسلام میں واجب نہیں۔ بہت سارے کام ہم اس لیے بھی کرتے کہ امامؑ نے اجازت دے دی کہ اچھا جاؤ ہم نے تمہیں اس کام کی اجازت دی ہے۔ مثلاً ایک صاحب حیثیت آدمی اور وہ اپنے تمام واجبات ادا کرنے کے بعد کہیں گھومنے پھرتے چلا گیا، کہیں تفریح کے لیے نکل گیا۔

پندرہ دن بچوں کی چھٹیاں تھیں اس نے کہا کہ چلو مثلاً پاکستان میں جا کر مری گھوم آؤ یا امریکہ میں جا کر نیوزی لینڈ گھوم آؤ۔ قیامت میں پوچھا گیا تو وہ یہی کہے گا کہ مولاؑ نے اجازت دی تھی اور یہ کہا تھا کہ جائز تفریح کے لیے جا سکتے ہو۔

لیکن کیا عمل کے لیے ہم کہہ سکیں گے؟ داڑھی کے بارے میں سوال ہوگا ہمارا جواب کیا ہوگا؟ حجاب کے بارے میں سوال ہوگا ہمارا جواب کیا ہے؟

ہمارے گھر میں چوبیس گھنٹے جو میوزک بجتا رہتا ہے اور جو گانے کی آواز بلند ہوتی رہتی ہے اگر اس کے بارے میں یہ سوال ہوا تو کیا آپ میں سے کوئی مومن یہ کہہ

سکتا ہے کہ ہمارے آقا نے اس کا حکم دیا؟ چلیں حکم چھوڑیے، کم از کم اتنا کہہ سکتا ہے کہ ہمارے آقا نے اس کی اجازت دی؟

ذرا دیکھیے! امام اپنے شیعہ کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں؟ میرا شیعہ وہ ہونا چاہیے جس کے ہر عمل کا جواب ہو کہ میرے آقا نے حکم دیا، میرے آقا نے اجازت دی۔

مومنہ کا اب واقعہ پورا کروں، مومنہ نے کہا: مولاؑ! میں نے آپ کو امامؑ مانا، میں نے کسی اور کو امام نہیں مانا۔ ارے کتنا اہم یہ اصول ہے آپ میں سے بعض ایسے لوگ، آپ میں بعض ایسے مومنین ہیں جو ایسے علاقوں میں رہتے ہیں جہاں یہ برادری کا دباؤ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ فلاں کام اس لیے کرنا پڑتا ہے کہ برادری کا یہ تقاضا ہے جیسے ہمارے یہاں، میں شہر کراچی کا رہنے والا ہوں اور اس سے پہلے ہندوستان سے تعلق رہ چکا ہے میرے بزرگوں کا۔

ہمارے یہاں مثلاً شادی ایک ایسی تقریب ہوتی ہے کہ آج اس کا ذکر چھیڑنا قطعاً غیر مناسب تھا۔ ایک جملے میں بات کو مکمل کر رہا ہوں۔ مثلاً شادی انتہائی دین دار گھرانوں کے اندر، پابندِ شریعت گھرانوں کے اندر سارے گناہ شادی کے نام پر ہوتے ہیں اور پوچھا جائے کہ آپ جیسا شخص اور شادی کے نام پر اس طرح سے مخلوط اجتماع؟ اس طرح بغیر حجاب کے مرد اور عورتوں کا بیٹھنا؟ اس طرح سے آپ کی بچیوں کا وہ گانا گانا جو اسلام میں اس موقع پر بھی حرام ہے؟

شادی کے موقع پر تھوڑی سی اجازت ہے لیکن وہ نہیں تھی جو پاکستان میں چل رہی ہے جواب ملتا ہے۔ مولانا خاندان والے نہیں مانتے، رشتے دار نہیں مانتے، گھر والے نہیں مانتے۔ ارے امامؑ کس کو مانا ہے؟ خاندان والوں کو امام مانا ہے یا چھٹے امامؑ کو امامؑ مانا ہے؟ ارے امامؑ کس کو مانا ہے، برادری کو امام مانا ہے یا علیؑ کو امام مانا ہے؟

مومنہ کہتی ہے کہ میدانِ قیامت میں جب بھی میرا کوئی عمل پوچھا جائے تو میرا
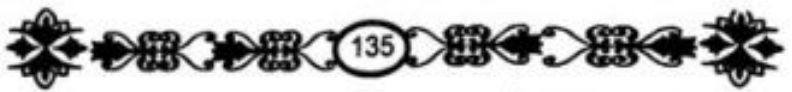
جواب یہ ہو کہ میرے آقا نے حکم دیا ہے۔

چنانچہ مولا! اگر آج آپ کہتے کہ شراب پی لو اور میں نے شراب پی لی علاج کے لیے اور قیامت میں یہ پوچھا جائے کہ کیا تمہیں اپنی زندگی اتنی پیاری تھی کہ اس کے لیے تم نے ایک حرام کام کرلیا؟ میں کہوں کہ اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ امامؑ نے حکم دیا تھا یا اگر آپ منع کر دیں کہ مت پیجیے شراب اور میں مر جاؤں اسی بیماری میں تو قیامت میں یہ بھی پوچھا جائے گا کہ خودکشی کیوں کی؟ ہماری جان پر بھی ہمارا اختیار نہیں ہم اپنی جان کو خودکشی کے ذریعے ضائع نہیں کر سکتے۔

یاد رکھیے! یہ تو میں نے ضمناً ایک بات کہہ دی ورنہ حقیقت تو اور ہے وہ کیا ہے۔ جان تو جان ہمیں اپنے مال کا بھی پورا اختیار نہیں ہے۔ کمایا ہم نے، محنت ہم نے کی، کوشش ہماری ہے۔ لیکن کیا ہمیں پورا اختیار ہے کہ یہ مال جس بھی طرح خرچ کریں؟

ایک ڈھنگ کا لباس نہیں مل رہا اس لیے نہیں مل رہا دوکاندار نے بعد میں کہا کہ کس کے لیے لائیں؟ کوئی پہننے والا ہی نہیں ہے تو ہماری بچیاں کیوں نہ اتنی آزادی چاہیں اور وہ لڑکیاں چھوٹی شرٹ پہن کر اتنی آزادی میں ہیں وہ اسلام میں آ رہی ہیں۔

مگر جواب یہ دیتی ہیں کہ ہاں جب چادر سر پر آجاتی ہے تو دل میں ایک سکون سا آجاتا ہے۔ اب آیئے جو جملہ میں نے ابھی کہا۔ یہی جملہ قرآن کریم میں آیا ہے۔ دیکھیں! جس عورت نے یہ جملہ کہا ایک نہیں، بی بی سی نے سروے کیا پانچ سو عورتوں سے کہا کہ آپ کو کیا چیز اسلام کے قریب کھینچ کے لائی؟ یہ بالکل بی بی سی کو حیرت ہو رہی ہے۔ جو دشمنانِ اسلام کو ہوتی ہے کہ آخر کیا چیز یزید کے لشکر سے حسینؑ کے لشکر میں لائی یعنی یزید کے لشکر میں سرداری ہے۔ حسینؑ کے لشکر میں ایک عام سپاہی بنتا ہے۔ یزید کے لشکر میں بھاری انعام ملنے والا ہے۔ حسینؑ کے لشکر میں گلے پر تلوار۔ حسینؑ کا آدمی یزید کے پاس چلا جائے تو سمجھ میں آتا ہے کہ بھوک اور پیاس سے گھبرا کر آدمی بڑے
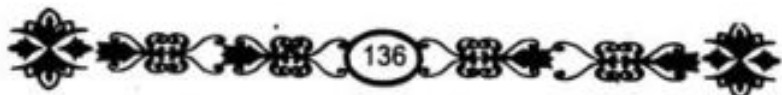
بڑے گناہ کر لیتا ہے۔ یزید کا آدمی کیسے یہاں پر آ رہا ہے؟ تو اگر مومنہ یا مسلمان عورت حجاب کو توڑ کے نکل جائے تو سمجھ میں آتا ہے کہ اسے آزادی چاہیے لیکن جو آزاد ہے وہ اس قید میں آنے کو کیوں کر تیار ہے؟ قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ سنیے۔۔ کل اور آج دونوں دن میں نے مجلس کا سرنامہ کلام بنایا۔ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ سنیے! بلکہ اس آیت کے ترجمے سے پہلے دوسری آیت سن لیجیے وہ بھی آج میں نے خطبے میں پڑھی ہے۔ دوسری آیت تو بڑی مشہور ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ○ (سورۃ ذاریات، آیت:56)

سورہ ذاریہ کی آیت ہے سورہ ذاریہ قرآن کی سورہ نمبر ہے۔ ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ اپنی عبادت کے لیے۔ اللہ کہہ رہا ہے اپنی عبادت۔ میری عبادت کے لیے انسان پیدا کیے گئے اور اب آیئے سورۂ روم کی آیت سنیے۔ سورہ روم قرآن کریم کا سورہ نمبر 30 ہر شب قدر میں پڑھا جاتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا۔

(سورۃ روم، آیت:21)

قرآن کہہ رہا ہے اللہ کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے عورتوں کو پیدا کیا۔ ازواج۔ بیویوں کو پیدا کیا۔ عورت جو ہے ایک عجیب بات کہہ رہا ہوں لیکن میری تو اکثر باتیں لوگوں کو عجیب لگتی ہیں۔ عورت بیٹی بھی ہوتی ہے، ماں بھی ہوتی ہے، بہن بھی ہوتی ہے، بیوی بھی ہوتی ہے۔

اچھا اس میں اہم ترین اس کا رشتہ یہ ہے کہ ماں ہے۔ نہیں!

یہ یاد رکھیے! کہ یہ اہم ترین رشتہ نہیں ہے۔ اہم ترین رشتہ بیوی کا ہے۔ دنیا کی پہلی عورت جب پیدا کی گئی تو وہ نہ کسی کی ماں تھی، نہ کسی کی بیٹی تھی، نہ کسی کی بہن تھی۔ پہلی عورت بیوی کے طور پر پیدا کی گئی ہے۔ جناب حوا جب بنائی گئیں تو اس لیے کہ آدم اکیلے تھے انھیں شریک حیات چاہیے تھی۔ عورت ماں بن کر عظمت کی معراج تک پہنچتی

ہے لیکن ماں اسی وقت بنے گی جب پہلے بیوی بنے گی۔ اسلام کی نگاہ میں کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ بیوی بنے بغیر کوئی ماں بن جائے۔ اس لیے قرآن کریم نے اللہ کی نشانی یہ قرار دی کہ اس نے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں۔ لیکن اب دیکھیے ادھر قرآن کہہ رہا ہے کہ ہم نے تمام انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تو انسانوں میں مرد بھی ہیں عورتیں بھی ہیں۔ کہا صرف میری عبادت اور یہاں قرآن کہہ رہا ہے کہ بیوی کو اس لیے پیدا کیا تا کہ تمہارے گھروں میں سکون آ سکے۔ بیوی کے رشتے کا مطلب قرآن بتاتا ہے سکون، تو اسلام، پروپیگنڈہ، ٹی وی چینل اور بی بی سی اور گوری عورتیں مسلمان ہو رہی ہیں جنھوں نے ابھی قرآن پڑھا بھی نہیں، کہتی ہیں اس لیے کہ ہمیں اسلام میں سکون ملا۔ اور چودہ سو سال پہلے قرآن کی آیت میں آیا کہ عورت کو ہم نے اس لیے پیدا کیا ہے کہ عورت سکون دلوانے والی ہے۔

جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ط (سورۂ روم، آیت: 21)

اور یاد رکھو جس گھر میں بیوی جائے گی (یہ آیت کا ترجمہ پڑھ رہا ہوں) اُس گھر میں مودت جائے گی اور رحمت جائے گی اور پہلے اس موضوع سے ہٹ کے تو نہیں لیکن ایک اور جملہ کہہ دیں متعلق تھا اور یہ آیت ہر سال ایک مرتبہ ہمیں پڑھوائی اور یاد دلائی جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا نا کہ یہ سورۂ روم کی آیت ہے اور سورۂ روم قرآن کا وہ سورہ ہے جسے شب قدر میں پڑھنے کا حکم ہے کہ جو بھی اعمال شب قدر کرے گا وہ یہ سورۂ ضرور پڑھے گا اور جب سورہ پڑھے گا تو یہ پیغام پڑھے گا کہ بیوی کا کام ہے گھر میں سکون لانا اور جہاں بیوی آئے گی قرآن کہتا ہے وہاں مودت اور وہاں رحمت آئے گی۔ کس کو رحمت نہیں جائے گی، انسان سارے ہاتھ پاؤں مارتا ہے رحمت کے لیے۔ حج پر جا رہا ہے۔ عمرے پر جا رہا ہے، زیارت پر جا رہا ہے، دعائیں پڑھ رہا ہے، تلاوت قرآن کر رہا ہے، گھر میں قرآن کی اس آیت الکرسی اور نادِ علی کے نقش رکھ رہا ہے۔ رحمت، رحمت، برکت ہو تو قرآن کہہ رہا ہے رحمت و برکت تو عورت کے
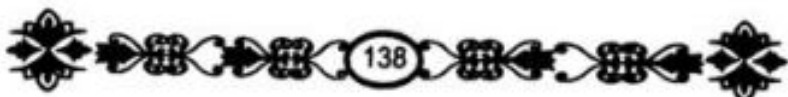
وجود میں ہے۔

بیوی گھر میں آتی ہے تو رحمت وبرکت آتی ہے اور مودت آتی ہے، مودت دیکھیں کتنا بڑا لفظ ہے۔ مودت کا لفظ اہلِ بیت کے لیے آیا ہے یا مودت کا لفظ بیویوں کے لیے آیا ہے۔

مودت کسے کہتے ہیں۔ محبت کو، تو مودۃ کو محبت کیوں نہیں کہتے؟ محبت بھی عربی کا لفظ ہے۔ محبت اور مودت میں تھوڑا سا فرق ہے۔ علماء تو پورا عشرہ اس پر پڑھتے ہیں لیکن میں صرف ایک جملہ کہتا ہوں۔

ایک ہوتی ہے محبت لیکن جب ایسی محبت کسی سے ہو جائے جس میں آدمی اس کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار ہو تو وہ مودت بن جاتی ہے۔ ہم اہلِ بیت سے عام محبت نہیں کرتے جیسے کسی آدمی کو کسی کھلاڑی سے محبت ہے۔ کسی آدمی کو کسی سیاسی لیڈر سے محبت ہے۔ کسی آدمی کو کسی گلوکار یا گلوکارہ سے اداکار یا اداکارہ سے ہے، اس کو محبت کہتے ہیں یعنی دل اس کا وزن کرتا ہے اور ایک ہوتی ہے مودت، جب یہ دل میں آ جائے تو آدمی قربانی دینا سیکھتا ہے۔ ہمیں آلِ محمدؐ سے محبت نہیں ہے مودت ہے۔ چنانچہ اگر وہ چاہیں تو ہم ان کے لیے اپنی اولاد بھی قربان کر دیں گے جو کسی اداکار یا کھلاڑی کے لیے نہیں قربان کریں گے کیونکہ اِن سے محبت ہے اُن سے مودت ہے۔ قرآن نے کہا کہ جب بیویاں گھر میں آتی ہیں تو وہ محبت نہیں لاتی ہیں مودت لاتی ہیں۔ قربانی کا جذبہ لے کر آتی ہیں۔

اب یہ تین اہم ترین باتیں عورت کے حوالے سے قرآن نے کہی ہیں۔

یہ نہیں کہا ہے کہ یہ عورت کی ذمہ داری ہے، کہا: عورت کو پیدا اسی لیے کیا گیا۔ اگر یہ تین چیزیں نہ ہوتیں تو اللہ عورت کو پیدا ہی نہ کرتا۔ سارے انسان ایک جیسے ہوتے، سارے مرد ہوتے یا ساری عورتیں یہ رشتہ، یہ رواج بنایا اسی لیے گیا کہ اللہ ہمارے گھروں میں سکون چاہتا ہے۔ سکون کی دوا ہے عورت، مودت لانا چاہتا ہے یعنی

ایک ایسی خاتون کو لانا چاہتا ہے کہ جو گھر والوں کے لیے جگہ جگہ قربانی دے۔ عورت کی فطرت میں اللہ نے قربانی کا جذبہ رکھا ہے۔ یہ بی بی سی، یہ جیو اور یہ انڈیا کے ٹیلی ویژن فطرت کو دبانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یہ رحمت لے کے آئی ہیں۔ اچھا اب یہاں یہ بھی دیکھ لیں کہ اسلام میں اور پُرانے مذہب میں کتنا فرق ہے۔؟

دنیا کے ہر مذہب میں عورت کو منحوس سمجھا گیا ہے۔ ہندو مذہب کی باتیں ہی چھوڑیں، عیسائیوں نے بھی کہا کہ آدمؑ جنت سے حواؑ کی وجہ سے نکلے۔ قرآن کہتا ہے غلط ہے۔ دیکھیں قرآن میں جہاں جنت اور آدمؑ اور حواؑ کا واقعہ آیا ہے وہاں واقعے کی ساری ذمہ داری آدمؑ پر ڈالی ہے۔ آدمؑ سے کہا کہ تم توبہ کرو۔ آدمؑ سے کہا کہ ہم نے تمہیں پورا کیا ہے اپنے عہد میں۔ جناب حواؑ سے قرآن نے ایک جملہ بھی نہیں کہا۔ عیسائیت ہے جو کہتی ہے فتنے اور فساد کی جڑ اور جنت سے نکالنے والی عورت۔

اور یہ قرآن ہے جو کہتا ہے اگر کوئی قصور ہے تو مرد کا ہے خیر نبی گناہ تو نہیں کر سکتا لیکن ترکِ اُولیٰ ہے۔ وہ ہندو مذہب ہے جو کہتا ہے عورت منحوس ہے۔ آج بھی ہندو مذہب کے جادو میں پھنسے ہیں۔ میں ذاتی طور پر جانتا ہوں میرے کچھ جاننے والے بلکہ رشتے دار گھر سے نکلتے ہیں کام پر جانے کے لیے، سامنے سے عورت آ گئی واپس آ جاتے ہیں۔ کہا عورت سامنے سے گزر گئی ہے کچھ برکت نہیں اب کچھ دیر کے بعد جاؤ۔

قرآن کہتا ہے عورت جہاں آتی ہے وہاں رحمت و برکت لاتی ہے۔ یہ قرآن ہے وہ ہمارا مومن ہے یہی وجہ ہے کہ روایت میں ہے کہ غیر شادی شدہ کی ستر رکعت نماز سے شادی شدہ کی دو رکعت نماز افضل ہو جاتی ہے۔ دو رکعت نماز شادی کی وجہ سے عورت کے آنے کی وجہ سے دو رکعت نماز کا ثواب ستر سے بڑھ گیا۔ دنیا کا ہر مذہب کہتا ہے کہ عورت منحوس ہے، آدمؑ کو جنت سے نکالنے والی ہے اور انسان کو اللہ سے دور کرنے والی ہے اسی لیے ہر مذہب میں متقی آدمی کی پہچان ہے کہ وہ شادی نہیں کرتا ہے۔ عیسائی پادری کبھی شادی نہیں کرے گا وہ مقدس ہے۔ ہندو سادھو کبھی شادی نہیں کرے گا وہ

مقدس، بدھ ماؤ بھی شادی نہیں کرے گا وہ مقدس ہے۔

کیا مطلب ہم اس سے اب پوچھتے ہیں کہ کیا مطلب کہتے ہیں کہ تقدس عورت کے آنے سے ختم ہو جاتا ہے تو اگر تقویٰ بچانا ہے، تقدس بچانا ہے تو شادی سے گریز کرو اور جب دنیا چلانا ہے۔ جتنی عام آدمیوں کو شادی کی اجازت ہے۔ مذہبی پیشوا کو شادی کی اجازت نہیں ہے۔ چونکہ عورت اللہ سے دور کرتی ہے اور اسلام کہتا ہے کہ عورت تو اللہ سے اتنا قریب کرنے والی ہے جب خالی دو رکعت نماز پڑھو۔ جس نے ستر رکعت نماز پڑھی ہے تمہاری دو رکعت تمہیں اللہ سے زیادہ قریب کرے گی صرف عورت کے آنے کی وجہ سے۔ عورت سکون لاتی ہے، عورت محبت لاتی ہے، قربانیوں والی محبت، عورت رحمت لاتی ہے، عورت خدا سے قریب کیا کرتی ہے، بشرطیکہ صحیح عورت ہو۔

یہ مسئلہ ہے اگر صحیح عورت ہو، صحیح عورت کسے کہتے ہیں؟ صحیح عورت جیسے ہم سب مومنین کی ماں ام المومنین خدیجہؑ طاہرہ ہیں۔ صحیح عورت جیسے مولائے کائنات کی پہلی شریک حیات ہیں۔ علیؑ جیسا مشکل کشائے عالم۔ میں اپنے مولاؑ کے کیا فضائل بیان کروں لیکن خالی ایک پہلو کہ ایسے مددگار ہیں پریشان حال کے کہ رسولؐ اللہ کو جنگِ خیبر میں کہنا پڑا:

نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِب

لیکن قبرِ سیدہ کے دن مولاؑ نے شہزادی کو دفن کیا اور شہزادی کی قبر پر کھڑے ہوئے تھے تو قبر پر کھڑے ہوئے پہلی بار وہ جملہ کہا جو دوسری بار کربلا میں حسینؑ نے عباسؑ کے لیے کہا۔ پہلی بار یہ جملہ مولاؑ کی زبان پہ آیا:

اَلْآنَ قَدْ كَسَرَتْ ظَهْرِيْ

''اے رسول کی بیٹی! تم دنیا سے کیا گئیں میری کمر ٹوٹ گئی۔''

مولاؑ اگر یہ کہے کوئی میری کمر ہے۔ کمر کسے کہتے ہیں؟ ساری دنیا میں کمر کا
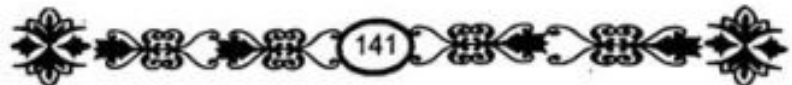
مطلب ہے سہارا، مددگار، قوتِ بازو۔ علی اللہ کے اس شیر کا نام ہے جسے کسی کی مدد کی ضرورت ہی نہیں۔ جب خیبر میں علیؑ کو علم دیا تھا تو اکیلے چلے تھے مڑ کے دیکھا بھی نہیں کہ کوئی آ رہا ہے کہ نہیں آ رہا لیکن زہراؑ علیؑ کے لیے ایسی مددگار ہیں کہ قبرِ سیدہ پہ کھڑے ہو کے علیؑ کو کہنا پڑا: ''کہ میری کمر ٹوٹ گئی۔''

یہ ہے ایسی عورت، یہ ہے رحمت، یہ ہے برکت، یہ ہے مودت، یہ ہے سکون، یہ ہے اللہ کے قریب کرنے والی۔

چنانچہ ایک بہت ہی عجیب روایت ہے لیکن اسلام کے حوالے سے۔ شادی بیاہ اور شوہر اور بیوی کا رشتہ بھی ایک عبادت ہے۔

ایک مقدس رشتہ ہے یہ خالی خواہشاتِ نفسیاتی نہیں ہے۔ اس لیے یہ روایت اتنی عجیب نہیں لگتی ہے۔

وہ یہ ہے کہ شادی کے بعد جب شہزادی رخصت ہو کے مولاؑ کے گھر گئیں اور پھر اگلی صبح کو مولاؑ نمازِ فجر پڑھنے مسجد آئے۔ پہلی رات شادی کو گزری اگلی صبح کو نماز کے لیے آئے جیسے ہی مسجد میں پہنچے مجمع کے اندر پیغمبرؐ نے علیؑ سے سوال کیا:

اے علیؑ! تم نے فاطمہؑ کو کیسا پایا؟ شادی کے بعد پہلی (صبح میں بہت سنبھل سنبھل کے بات کہہ رہا ہوں، توہین نہ ہو جائے۔ یہ سوال بہت قریبی اور بے تکلف دوست چپکے چپکے کانوں کے قریب منہ لے جا کے پوچھتے ہیں) رسولؐ داماد سے سوال کر رہے ہیں مجمع عام میں کیوں اسلام میں شادی بیاہ صرف خالی نفسی خواہشات کو پورا کرنے کا نام نہیں ہے۔ شادی بیاہ اللہ کے قریب ہونے کا نام ہے۔ دو رکعت نماز کیوں ستر رکعت سے بہتر ہو رہی ہے اب سنیے جو سوال صرف دوست دوست سے کر سکتا ہے۔ وہ بھی ہر دوست نہیں، بہت قریبی دوست وہ سسر اپنے داماد سے بھرے مجمعے میں کر رہا ہے اور میرے مولاؑ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہؐ!

میں نے فاطمہؑ کو عبادت میں بہترین مددگار پایا۔ یہ میری بہترین مددگار ہے

اور عبادت میں بہترین مددگار ہے بتا دیا عورت کا اصل کام۔ نہیں، وہ باقی چیزیں جو ہیں وہ بھی عورت کرے بڑا ثواب ہے لیکن عورت کا خالی یہ کام نہیں ہے کہ وہ گھی میں تر بتر پراٹھے پکا پکا کے کھلا دے۔

اصل ہے کہ عبادتِ خدا میں شوہر کی مددگار بنے اور یہ بھی ایک بار پھر پوچھ لیا گیا کہ مولا نے یہ کیسے کہہ دیا؟ بھئی ایک رات گزری ہے خالی ایک رات۔ دس سال بعد کوئی مولا سے پوچھے پانچ سال بعد کوئی پوچھے تو ٹھیک ہے۔ ایک رات میں مولا نے کیسے کہہ دیا؟

اتنا بڑا فیصلہ کہ یہ میری بہترین مددگار ہے عبادت میں چند مہینوں کے بعد کیا جاتا ہے تو وہ روایت جو میں اسی مہینے کے ایک میگزین نکلتا ہے "خواجگان"۔ اس میں ابھی میں نے یہ روایت پڑھی تھی کسی نے اشتہار میں دی تھی۔ آغا شہاب الدین مرعشی نجفی نے کہا کہ کتاب جو چھاپی ہے اس میں یہ روایت ہے۔ فرماتے ہیں مولا! یہ کیسے کہہ دیا کہ میری بہترین مددگار ہے۔ فرماتے ہیں جب میں گیا جو شادی کے بعد رخصتی کے بعد شوہر بیوی کے ساتھ......

(ارے یہ اہل بیت ایک ہی نور کے ٹکڑے ہیں۔ یہ ساری باتیں تو ہمیں سمجھانے کے لیے ہیں) تو میں نے دیکھا کہ شہزادی ذرا پریشان ہیں۔ میں نے پوچھا بنتِ رسولؐ آپ اتنی پریشان کیوں ہیں: کہا میں پریشان نہیں ہوں میں سوچ رہی ہوں 9 سال میں نے باپ کے گھر میں گزارے ہیں۔ آج میں شوہر کے گھر میں آئی ہوں۔ پوری زندگی بدل گئی ہے اور اب یہاں سے ایک دن مجھے قبر میں جانا ہے۔ وہ بھی میرا گھر ہے تو کیوں نہ ہم لوگ اس گھر کی تیاری کریں۔

آیئے علیؑ! ہم اور آپ آج رات مل کے نماز پڑھتے ہیں اور یہ کہہ کے فاطمہؑ نے خود اپنے لیے مصلیٰ نہیں بچھایا، علیؑ کے لیے بھی مصلیٰ بچھایا اور شوہر اور بیوی نے ساری رات نماز میں گزار دی۔

ہم سے نہیں کہا گیا کہ تم ایسا کرو، بتایا یہ جا رہا ہے کہ پہلا خیال شادی کے موقع پر فاطمہؑ نے موت اور قبر کا پس منظر پیش کیا۔ خالی خیال نہیں کہا اس کی تیاری کرنا ہے۔

یعنی عورت جب گھر میں آتی ہے تو وہ پروردگار کا پیغام لے کر آتی ہے اور عبادت خدا کو بڑھا دیتی ہے۔ یہ عورت کی ذمہ داری ہے۔ جس گھر میں جائے بدتر سے بدتر گھر میں جائے۔

خراب سے خراب گھر میں جائے وہاں جا کر اسے اپنے پروردگار کی عبادت کا ماحول بنانا ہے۔ تاریخ اسلام میں ان عورتوں کے نام ہیں جو بہت ہی برے گھرانے میں گئیں لیکن وہاں بھی انھوں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں۔ یہ ہمارے معاشرے کی جو خواتین ہیں اس مجمعے میں موجود ہیں عام مجلسوں میں آتی ہیں یہ تو مومن گھرانوں میں چلی جاتی ہیں تو شادی کے بعد ذمہ داری یہ بنتی ہے کہ جس گھر میں جا رہی ہیں وہاں سکون لے کر جائیں۔ اچھا یہ سکون آتا کیسے ہے؟

فاطمہؑ کی رخصتی کے وقت باپ نے سر پہ ہاتھ پھیر کے ایک جملہ کہا۔ وہ زہراؑ کے لیے تو ہے ہی نہیں وہ ہماری اور آپ کی بچیوں کے لیے ہے۔ جب رخصتی ہو رہی ہے ابھی تو روایت آپ نے سنی رخصتی کے بعد کی۔ جب رخصتی ہو رہی ہے اس وقت باپ اپنی بیٹی کے پاس آیا یہ بڑا ایک دردناک منظر ہوتا ہے کہ جگر کے ٹکڑے کو پال کے کسی اور کو دینا۔ مگر یہاں تو خیر علیؑ اور رسولؐ ہیں، یا رسولؐ یا علیؑ ہیں ایک ہی نور کے ٹکڑے ہیں۔ سر پہ ہاتھ پھیر کے کہا: بیٹی! تو جس گھر میں جا رہی ہے وہاں دولت دنیا کے نام سے تجھے کچھ نہ ملے گا۔ ہاں بس اتنا یاد رکھ کہ تیرے باپ کے بعد اس کائنات میں تیرے شوہر سے زیادہ افضل کوئی نہیں ہے۔

دولت دنیا وہاں نہیں ہوگی تو اپنے شوہر سے کوئی ایسی فرمائش نہ کرنا جو وہ پوری نہ کر سکے اور اس کے دل کو توڑے۔ یہ فاطمہؑ سے کہا جا رہا ہے جو ویسے ہی ساری زندگی فاقے کی عادی ہے۔ نہیں، یہ ہماری بچیوں سے کہا جا رہا ہے۔ یہ ہماری عورتوں سے کہا

جار ہا ہے یہ جو چار چیزیں قرآن اور حدیث میں عورت کے لیے آئیں سکون، مودت، رحمت، خدا کی قربت اور عبادت۔

پہلی چیز سکون، اس وقت آتا ہے جب عورت یہ پیغام یاد کر لیتی ہے کہ شوہروں پر ایسا بوجھ نہیں ڈالنا جو وہ پورا نہ کر سکے۔ لاہور کی عورتوں کا مجھے کیا پتہ؟ ہوا کے گھوڑے پر سوار لاہور میں آتا ہوں۔ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کے چلا جاتا ہوں۔ زندگی کراچی میں گزری وہاں عورتیں اپنے شوہروں سے کہتی ہیں ہمیں یہ چاہیے شوہر کہتا ہے کہاں سے لاؤں؟ نکما شوہر ہو، نکھٹو شوہر، کاہل شوہر تو الگ بات ہے۔

صبح سے شام محنت کر رہا ہوں تمہارے سامنے تو خاتون فرماتی ہے مجھے کچھ نہیں پتہ چوری کرو ڈاکہ ڈالو لیکن یہ چیزیں لا کے دینا ہیں۔ مجھ سے شادی کیوں کی تھی؟ یہ جو چوری کرو اور ڈاکہ ڈالو والا جملہ ہوتا ہے نا یہ وہ چیز ہے جو گھروں سے سکون اُڑاتی ہے۔ یہاں سے بات شروع ہوتی ہے جب گھروں میں سکون آئے گا تو پھر پیدا ہونے والا، ایسے ماحول میں تربیت پائے گا جو ماں کی حیثیت سے عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ آج عورت کے بیوی ہونے کے اعتبار سے جو ذمہ داریاں ہیں وہ سامنے آئیں کیونکہ جیسا کہ میں نے کہا دنیا کی پہلی عورت ماں نہیں تھی پہلی عورت بیوی تھی۔

پھر جیسے بیوی ماں بنتی ہے، ماں بنتی ہے تو عظمت کی معراج کو پاتی ہے۔ مگر اتنی ہی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔

ابھی تک خالی ذمہ داری ہے سکون لاؤ گھر میں، رحمت لاؤ، مودت لاؤ، خدا سے قریب لاؤ اور جب ماں بنتی ہے تو ذمہ داری بڑھ گئی کہ امام زمانہ کی فوج کا سپاہی تیار کرو۔ وہ ان شاء اللہ کل کی تیسری اور آخری مجلس میں سامنے آئے گی۔

ایک سوال تھا بعض خواتین کی طرف سے، اس کا بھی جواب آئے گا۔ بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو ہمیں اس وقت پتہ نہ چلیں جب ان کی ضرورت ہے۔ بعد میں

پتہ چلے گا مثلاً جب بیٹا پیدا ہوا اس وقت نہیں معلوم تھا کہ تربیت کتنی اہم ہے۔ اب وہ
پندرہ سال کا ہو گیا اب پتہ ہے اب کیا کریں؟ تو یہ کیوں کہ اسی حوالے سے ہے تا کہ
تربیتِ اولاد اور ماں کی ذمہ داری۔ اس کا جواب میں کل کی تقریر میں دوں گا لیکن بس
اتنا کہہ دوں کہ عورت جو اللہ نے بھی سب سے پہلی چیز بتائی وہ سکون لاتی ہے۔ اس
میں ہمارے سامنے اہم ترین مثال شہزادی فاطمہؑ کی نہیں ہے چونکہ وہ تو شہزادی ہے وہ
تو نور ہے، وہ تو معصوم ہے اس میں اہم ترین مثال ہماری۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ
شہزادی رباب کی ہے کہ معصومینؑ کے گھر میں ہر بیوی ایسی ہو گی مگر شہزادی رباب کے
لیے جملہ تاریخ میں آ گیا اور ایسا جملہ یہی ہے کہ عام مرد بھی یہ کہتے ہوئے گھبرائے
لوگوں کے سامنے کہ لوگ مذاق اُڑائیں گے۔

لیکن سرکارِ سید الشہداء آقا حسین علیہ السلام جیسے زاہد و متقی اب یہ لفظ امامؑ کی
شان کے خلاف ہے۔ ہم اور آپ متقی ہوتے ہیں وہ معصوم ہوتے ہیں۔ آقا حسینؑ جیسے
امام المتقین اور عبادتِ خدا کے شوقین، انھوں نے یہ کہا کہ میرا دل اس گھر میں نہیں لگتا
جہاں ربابؑ اور سکینہؑ نہ ہوں۔ سکینہ تو پھر بھی سمجھ میں آ گیا باپ بیٹیوں سے ایسی ہی
محبت کرتے ہیں لیکن جب ربابؑ کا نام میرے آقا نے لے لیا۔ چلیں عام آدمی بھی اس
طرح اپنی بیوی کا تذکرہ عام مجمع میں کرتے ہوئے گھبراتا ہے کہ لوگ کیسا مذاق اُڑائیں
گے؟ کیسی باتیں بنائیں گے؟ لیکن آقا حسینؑ نے کہا: حقیقت میں رباب نے اتنا سکون
پہنچایا، اس گھر میں میرا دل نہیں لگتا جہاں رباب نہ ہو عورت سکون کے لیے بنائی گئی ہے
ایسا ہوتا ہے سکون کہ جو کائنات کے دلوں کو سکون پہنچائے۔ امامِ زمانہ ہے، امامِ وقت
ہے۔ حسینؑ، ہر ایک کے دلوں کا سکون ہے حسینؑ کے دل کا سکون رباب بنی اور وہ ایسے
ہی نہیں بنی۔

واقعاً اس گھر میں آ کر قرآن نے دوسری چیز کہی مودت (قربانیوں والی
محبت)۔ کل ربابؑ کے بیٹے کا ذکر تھا تو آج خود ربابؑ کا ذکر ہے تو شاید کل رباب کی

بی کا ذکر ہو جائے۔ کل کی بات میں نہیں جانتا لیکن آج قربانی دینے والی محبت لائی ہے۔ محبت تو غالباً ہر بیوی اپنے شوہر سے کرتی ہے ایک وہ محبت ہوتی ہے کہ شوہر سے محبت کی جائے کہ شوہر سے مانگا جائے تم قربانی دو۔ ایک ہوتی ہے کہ نہیں اس طرح سے قربانی دی جائے کہ اگر سکینہؑ اور اصغرؑ کو قربان کیا تو وہ اسلام کے لیے کیا۔ لیکن گیارہ محرم کا یہ وعدہ جو رباب نے کیا یہ اپنے لیے کیا۔

گیارہ محرم کو اہل بیتؑ کا لٹا ہوا قافلہ کربلا سے کوفہ کی جانب چلا اور جب یہ قافلہ مقتل گاہ سے گزرا اور ہر بی بی کی نگاہ اپنے اپنے وارث کے لاشے پر پڑی تو ہر بی بی اپنے اپنے وارث کے لاشے پر گئی۔ رباب سیدھی آقا حسینؑ کے لاشے پر آتی ہیں۔ پہلے تو لاشے کے چاروں طرف اس طرح سے گھومتی ہیں جس طرح خانہ کعبہ کا طواف کیا جاتا ہے اور طواف کرنے کے بعد کہتی ہیں: اے میرے وارث! اے میرے وارث! اے میرے آقا! اے میرے مولا! تیری کنیز رباب دیکھ رہی ہے تیرا لاشہ تپتی ریت پر پڑا ہے۔ تیرا لاشہ جلتے سورج کے نیچے پڑا ہے۔ کاش میرے سر پر یہ چادر ہوتی تو میں چادر اُتار کر تیرے اس لاشے پر ڈال کے تجھے اس سورج سے بچالیتی لیکن ہائے تیری کنیز سے چادر بھی چھین لی گئی ہے۔ میں کچھ اور نہیں کرسکتی تو ایک وعدہ کر کے جا رہی ہوں آج کے بعد زندگی میں کبھی فرش بچھا کر نہ بیٹھوں گی اور آج کے بعد کبھی چھت کے نیچے جا کے نہ بیٹھوں گی۔

ایک سال تو یہ رباب اس قید خانہ شام میں رہیں جہاں پر کوئی چھت بھی نہ تھی کوئی فرش بھی نہ تھا۔ جس قید خانہ میں سکینہؑ کو بھی کفن نہ ملا۔ اُسی جلتے ہوئے کُرتے میں دفن کی گئی۔ وہاں تو رباب کا وعدہ پورا ہوا لیکن جب مدینہ پلٹ کے آئیں تو پھر ربابؑ نے اپنے وعدے کا ایسا خیال کیا کہ جیسے آپ خواتین اس وقت صحن میں بیٹھی ہیں رباب نے ساری زندگی صحن میں گزاری مگر زمین پر کوئی فرش بھی نہ بچھایا۔ جنھوں نے مدینے کی گرمی دیکھی ہے انھیں پتہ ہے اور جنھوں نے مدینے کی سردی دیکھی ہے انھیں

پتہ ہے کہ وہ سردی آئے تو رباب کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے اور وہ گرمی میں آگ برسنے والا سورج آئے تو رباب کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے اور جنھوں نے مدینے میں بارشیں دیکھی ہیں ایک بار مدینے میں بارش ہوئی اور اتنی تیز اور موسلا دھار بارش کہ زینب گھبرا گئی۔ ایک بار زینبؑ نے کمرے سے دیکھا۔

رباب بھیگ رہی ہے۔ زینبؑ کو پتہ ہے میرا ماں جایا ربابؑ سے کتنی محبت کرتا تھا۔ ایک بار آواز دی رباب! آج تو صحن سے کمرے میں آ جاؤ۔ رباب نے روتے روتے چہرہ اُٹھایا شہزادی! آج کیا بات ہے؟ کیا دیکھتی نہیں کہ کتنی تیز بارش ہو رہی ہے؟ رباب نے کہا: شہزادی! یقیناً یہ بارش بہت تیز ہے لیکن پانی کے قطروں کی بارش ہے نا میں نے کربلا میں اپنے والی، وارث پر تیروں کی بارش دیکھی ہے۔

ہائے میرا آقا! تیروں کی بارش میں چھلنی ہو جائے تو رباب اس پانی سے کیسے گھبرائے؟ زینبؑ سمجھ گئی اب ربابؑ کو سوائے سید الساجدینؑ کے کوئی نہیں لا سکتا ہے۔ سجادؑ کے کمرے میں گئیں، بیٹا سجادؑ! تیری ماں صحن میں بھیگ رہی ہے ماں کو لے کے آؤ۔ سجادؑ، ربابؑ کے قریب آئے۔ ایک مرتبہ کہا: اماں اُٹھئے اور میرے ساتھ کمرے میں چلیئے۔ اللہ اللہ پابندیٔ شریعت، غم اور مصائب کے درمیان میں ایک بار رباب نے چہرہ اُٹھایا۔ کہا بیٹا! ایک بات پہلے بتا دے آج بیٹا ماں سے بات کر رہا ہے کہ امام کی حیثیت سے حکم دے رہا ہے؟ ذرا سوچئے! میرے آقا کے لیے اپنی ماں سے کہنا کتنا مشکل ہے کہ آج امام حکم دے رہا ہے لیکن پتہ ہے کہ یہ جملہ نہیں کہوں گا تو رباب نہیں اُٹھیں گی۔ کہا: اماں رباب! آج بیٹا ماں سے بات نہیں کر رہا ہے۔

آج امامؑ آپ کو حکم دے رہا ہے بس اتنا سننا تھا۔ رباب نے کہا اب امامؑ کا حکم آ گیا اب مجھے اعتراض نہیں ہے۔ مگر کھڑے ہوتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا آواز دی۔ اے رب العالمین! کربلا میں ایک امام سے وعدہ کر کے آئی تھی کہ سائے میں نہ جاؤں گی، مدینے میں دوسرا امامؑ حکم دے رہا ہے۔ خداوندا حکم امامؑ کی خلاف

ورزی بھی نہیں چاہتی مگر میرا وعدہ بھی ٹوٹنے نہ پائے، میرے وعدے کو بچالے۔ اے میرے پروردگار! میرے وعدے کو بچالے! صحن میں رباب، ایک کمرے میں زینبؑ ہے۔ زینبؑ نے دیکھا کھڑے ہوتے ہوئے رباب گرنے لگی زینبؑ گھبرا گئی۔ سجادؑ! میری ربابؑ کو کیا ہوا ہے ہائے میرا مظلوم آقا سید الساجدین دونوں ہاتھوں سے اپنی گرتی ہوئی ماں کو سنبھالا، پلٹ کے پھوپھی کو دیکھا اور کہا پھوپھی اماں!

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ہائے! میری ماں رباب مجھے چھوڑ کے بابا کے پاس چلی گئی۔

اَلَا لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلٰی اَعْدَائِھِمْ اَجْمَعِیْن۔

لیکن دس محرم کی سہ پہر سے اب میرا مولا سید الساجدینؑ، وہ ایک قافلے کا سالار بنے۔ ایک بیمار امامؑ جو بغیر پھوپھی کے سہارے کے دس محرم کو کھڑا نہیں ہوسکتا تھا۔

10 محرم کی سہ پہر سے یہ قافلہ اس کے ہاتھ میں آیا اور 11 کو اسے اس حالت میں قافلہ کی مہار تھام کے جانا پڑا کہ گلے میں طوق ہوتا تھا اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں اور پاؤں میں بیڑیاں۔ میرا وہ بیمار امامؑ اس لٹے ہوئے قافلے کو لے کر شام پہنچ گیا۔ میں اکثر ایک جملہ کہتا ہوں اور اس سال اربعین (چہلم) کے اس عشرے کی جسے دنیا کے بعض علاقوں میں عشرہ زینبیہ کہا جاتا ہے۔ ساتویں یا آٹھویں مجلس میں میں نے عرض بھی کیا تھا کہ یہ فیصلہ کرنا بڑا مشکل ہو جاتا کہ کربلا میں حسینؑ کا جہاد زیادہ بڑا تھا یا کوفہ اور شام کے بازاروں اور درباروں میں سکینہ، زینبؑ اور سجادؑ کا جہاد زیادہ بڑا ہے۔

اے ارباب عزا! ایک منزل تو بالکل ہمارے سامنے ہے۔ ایک منظر تو ہمارے بالکل سامنے ہے جب میرے مولاؑ نے کہا اَلشَّام، اَلشَّام، اَلشَّام۔ کربلا نہیں، کہا اَلشَّام اور یہ کب کہا؟ جب پوچھا گیا: مولاؑ! سب سے بڑا امتحان کہاں دیا گیا؟ اَلشَّام، اَلشَّام، اَلشَّام۔

اور فقط یہی نہیں اگر چہ وہی بہت بڑا امتحان بلکہ سب سے بڑا کہ بہنوں اور پھوپھیوں کو ننگے سر بازاروں اور درباروں میں دیکھا۔ صرف یہی نہیں میرے مولا سجادؑ کا امتحان ایک اور حوالے سے سنیے۔

میرے مولا سجادؑ نے بھی لاشیں اُٹھائیں۔ میرے آقا حسینؑ نے بھی لاشے اُٹھائے تو میرے مولاؑ نے بھی لاشے اُٹھائے ہیں تو میرے مولا سجادؑ نے بھی لاشے اُٹھائے ہیں، مگر اے عزادارو! سنو تو سہی دونوں کے لاشے اُٹھانے میں فرق ہے۔

حسینؑ نے لاشے اُٹھائے مگر اکبرؑ کا لاشہ، مگر قاسمؑ کا لاشہ، مگر عونؑ و محمدؑ کا لاشہ، مگر حبیب ابن مظاہر اور ابن عوسجہ کا لاشہ۔ یعنی مردوں کے لاشے۔ بہر حال یہ شہادتیں بھی بڑا غم ہیں۔ لیکن مرد کے لیے شہید ہو جاتا تو ایک فضیلت ہے۔ میرے مولا سجادؑ نے لاشے اُٹھائے مگر خاندان کی بیبیوں کے لاشے......!

کبھی یہی مولا سجادؑ چاہے کربلا کے واقعہ کے بعد سہی، شام میں اپنی پھوپھی زینبؑ کا لاشہ اُٹھاتا ہے۔ کبھی شہر مدینہ میں اپنی ماں ربابؑ کا لاشہ اُٹھاتا ہے اور کبھی زندان میں ننھی بہن سکینہؑ کا لاشہ اُٹھاتا ہے۔ مولاؑ حسینؑ! لاشے آپ نے بھی اُٹھائے لیکن مردوں کے لاشے نا!

آقا سجادؑ! آپ کا امتحان کتنا بڑا تھا کہ آپ کو تو عورتوں کے لاشے اُٹھانا پڑ رہے ہیں اور اسی لیے ساتھ زندانِ شام کا لاشہ۔ میرا مولا سجادؑ زبانِ حال سے یہ کہہ رہا تھا کہ جیسے آقا حسینؑ نے کربلا میں کہا تھا:

اے شیعو! کاش تم اس وقت کربلا میں ہوتے، جب یہ دیکھتے کہ میں اپنے ششماہے کو پانی پلانے آیا تھا اور تین بھال کا تیر میرے اس ششماہے نے کھایا تھا۔ اس طرح سے جب میرے مولاؑ نے سکینہؑ کا لاشہ اُٹھایا تھا۔ تو سجادؑ اس حالت میں ہے کہ زبانِ حال سے کہہ رہے ہیں کہ اے میرے شیعو! آ کے زندانِ شام میں اپنے آقا کے مصائب دیکھو۔ ننھی بہن کا لاشہ اور اس حالت میں۔

کون سی حالت، کونسی حالت، عجیب منزل ہے سکینہؑ کربلا سے بڑی مصیبتیں برداشت کر کے آئی۔ جب خیمے سے نکلی تھی تو سکینہ کا کرتا جل گیا اور اپنی شہادت تک سکینہؑ کو وہی کرتا پہننا پڑا۔ زینبؑ وہی پہن کے آئی۔ کربلا سے ایک سال کے بعد مدینے بھی گئی تو اسی لباس میں گئی اور سکینہؑ، جس کے گوشوارے بھی اُتارے گئے۔

آپ کو معلوم ہے کہ وہ گوشوارے اتارے نہیں گئے بلکہ جب ظالم نے گوشوارے میں ہاتھ ڈال کے کھینچا تھا نا تو بی بی سکینہؑ کے کان زخمی ہو گئے۔ ان زخمی کانوں کے ساتھ سکینہؑ ایک اینٹ کا سرہانہ بنا کے سوئی تھی۔ آپ کو معلوم ہے نا یہ سکینہؑ جو طمانچے کھاتی رہی اور خالی طمانچے بھی نہیں کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام عمر سعد کے کوڑے بھی اسی بچی کو لگے تھے اور خالی کوڑے بھی نہیں "ریاض القدس" کی روایت ہے کہ جب یہ قافلہ کربلا سے چلا تھا تو زینبؑ نے کہا تھا کہ اے عمر سعد! سکینہؑ میرے ساتھ اونٹ پر بیٹھے گی اس لیے کہ یہ بچی جب بھی اونٹ پر بیٹھتی ہے تو اپنے محمل کے اوپر بیٹھتی ہے۔ آج تو اونٹ، اونٹ ایسے ہیں کہ جن پر نہ محملیں ہیں نہ عماریاں۔

عمر سعد نے کہا: نہیں، سکینہؑ اونٹ پر اکیلی بٹھائی جائے گی۔ ہائے چند سال کی بچی! جو عماری پر بھی پھوپھی کی گود میں بیٹھتی تھی آج اسے بغیر پھوپھی کے خالی اونٹ پر بٹھایا گیا۔ زینبؑ نے فریاد کی میری بچی راستے میں گر جائے گی۔ سعد نے کہا کہ یہ نہیں گرے گی۔

لیکن روایت میں ہے کہ راستے میں ایک منزل آئی کہ سکینہؑ اونٹ سے گر گئی اور اس کا پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گئی۔ زینبؑ اپنی بچی کو ڈھونڈ کے لائی۔ شمر سے کہا تو نے دیکھ لیا ہے چھوٹی سی بچی بغیر سہارے کے اونٹ پر بیٹھ نہیں سکی ہے۔ اب تو اسے میرے ساتھ بیٹھنے دے۔

شمر نے کہا: زینبؑ! ہم نے دوسرا انتظام کر لیا ہے۔ اب سکینہؑ اونٹ سے نہیں گرے گی تو دوسرا انتظام کیا گیا۔ کسی بی بی کے ساتھ بٹھا دیا ہے؟ جی نہیں! اس اونٹ پر
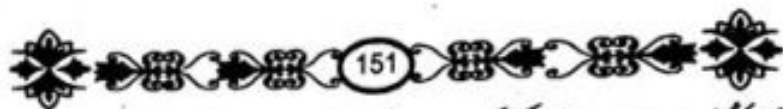
کوئی محمل اور عماری لا کے رکھی گئی ہے؟ جی نہیں! شمر ایک رسی کا ٹکڑا لے کر آیا۔ سکینہ کو اونٹ کی پیٹھ پر لٹایا۔ اور اسی کے ذریعے اونٹ کی پیٹھ پر باندھا جا رہا ہے۔

اے عزادارو! بابا کے نرم سینے پر سونے والی سکینہؑ کربلا سے شام اونٹ کی پیٹھ پر اس طرح گئی کہ جب شام میں سکینہؑ کی رسی کو کھولا گیا تو سارا جسم زخمی تھا اور سکینہؑ کا سارا کرتہ سکینہ کے سینے کے خون سے لال ہو چکا تھا۔ اپنے لہو سے سرخ کرتہ اور وہ بھی جلا ہوا۔ ایک شام کو کھلا ہوا قید خانہ ہے نہ کوئی چھت۔ ایک شام سکینہ اپنے بھائی سجادؑ کے پاس آئی۔ بھیا! یہ شام کا وقت ہے نا یہ سارے پرندے اس وقت اُڑ کے کہاں جا رہے ہیں؟

سجادؑ نے کہا: سکینہ! بہن شام ہو گئی ہے یہ اپنے اپنے گھروں والی جانب جا رہے ہیں۔ ارے یہ بچی بڑی حسرت سے پوچھتی ہے سجادؑ بھیا! وہ دن کب آئے گا کہ ہم بھی اپنے گھر جائیں گے؟

اچھا عزادارو! یہ بتایئے یہ سوال کوئی بھی کرتا میرا آقا سجادؑ جواب دیتا؟ چلیں اگر تاریخ نہ بتاتا تو اتنا تو کہتا کہ ہاں ایک دن جائیں گے۔ اب وہ سکینہؑ کو کوئی جواب بھی نہیں دے سکتا کہ سکینہ تو نے واپس گھر نہیں جانا ہے۔ اس ننھی سی بچی نے اس قید خانے میں رہ جانا ہے۔ ارے بڑا بھائی چھوٹی بہن سے کیسے کہے کہ اے سکینہؑ! سب لوگ جائیں گے تجھے جانا نصیب نہیں ہوگا۔

وہ ننھی بچی روزانہ دن بھر باپ کا ماتم کرے آدھی رات کو باپ کا ماتم کرے۔ آج رات کو زینبؑ سکینہؑ کو تسلی دے کر سلاتی ہیں اور پھر فجر تک سکینہؑ سوتی ہے۔ یزید کو بھی نیند نہیں آتی ہے جب تک سکینہؑ جاگ کے ماتم کر رہی ہے۔

یزید بھی لیٹتا ہے بستر پہ تو آدھی رات کے بعد ایک ایسی رات قید خانے میں آ گئی سنو اب عزادارو!

ایک ایسی رات قید خانے میں آ گئی کہ سکینہ بھی رات ماتم کر چکی ہے، زینبؑ نے

تسلی دے کر سکینہؑ کو روزانہ کی طرح سلادیا ہے جب سکینہؑ سوتی ہے تو پھر ساری بیبیاں سوتی ہیں اور پھر زینبؑ سوتی ہے تب جا کے سجادؑ قید خانہ میں سوتے ہیں۔

تھوڑی دیر گزری سکینہؑ سوتے سوتے اُٹھتی ہے بیٹھ کے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گھبرا کے کبھی سینہ پیٹا، کبھی سر پہ ماتم کیا۔ کہا: میرے بابا کہاں چلے گئے میرا بابا کہاں چلا گیا۔

زینبؑ کی آنکھ کھل گئی۔ زینبؑ نے گھبرا کے کہا: سکینہؑ بیٹی! ہر رات تو تجھے سمجھاتی ہوں اور تسلی دیتی ہوں کہ تیرا بابا کربلا میں ہے تو سو بھی جاتی ہے۔ آج پھر سوتے سوتے ماتم کیوں شروع کر دیا۔

جواب سنو! سکینہؑ نے کہا: پھوپھی اماں! میں کوئی پاگل تو نہیں۔ میں بھولی تو نہیں۔ ارے ابھی میں لیٹی تھی جیسے ہی میری آنکھ لگی خواب میں میں نے دیکھا کہ میرا بابا آیا ہے۔

بابا کے ساتھ دو بیبیاں اور آئی تھیں۔ میں نے پوچھا بابا یہ کون ہیں؟ بابا نے کہا کہ انھیں سلام کرو ان میں ایک میری نانی خدیجہؑ ہے اور ایک میری دادی فاطمہ زہراؑ ہیں میں نے نانی خدیجہ کو سلام کیا۔ اپنی دادی زہراؑ کو سلام کیا اور انھیں کہا: بابا! تیرے بعد تیری سکینہؑ نے بہت مصیبتیں اُٹھائی ہیں۔

بابا نے کہا: سکینہ! گھبرا نہیں یہ تیری دادی اسی لیے تو آئی ہے۔ آج ہم دونوں تجھے لینے کے لیے آئے ہیں اور ہمارے ساتھ چلنے کی تیاری کر۔ پھوپھی اماں! ہر رات کی بات نہیں کر رہی۔ آج تو میرا بابا مجھے لینے آیا ہے۔ میری دادی زہراؑ مجھے لینے آئی۔ کہاں چھوڑ کے مجھے چلے گئے؟

زینبؑ علیؑ کی بیٹی ہے یہ لفظ جب سنے تو گھبرا گئی۔ ایک مرتبہ آواز دی اے امِ کلثومؑ۔ اے رقیہؑ! اے ربابؑ! اے لیلیٰؑ! ذرا جلدی سے میرے پاس آؤ۔ ارے میری ننھی بچی کیا کہہ رہی ہے؟ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے سکینہؑ مجھے چھوڑ کے جانے والی ہے۔ ساری بیبیاں بیدار ساری بیبیاں نیند سے اُٹھیں۔ ایک مرتبہ پھر سیدانیوں نے

مسئلہ سکینہؑ کو گھیرا۔

سکینہ کا خواب سُنا ہر بی بی کو پتہ چل گیا کہ ایسا لگ رہا ہے سکینہؑ کا آخری وقت تو نہیں آ گیا ہے۔ تب بیبیوں نے ماتم شروع کیا ہائے سکینہؑ ہائے سکینہؑ! ہائے سکینہؑ! ایک مرتبہ پھر ماتم شروع ہوا یہ آواز پہنچ گئی قصر یزید میں۔

یزید جو ویسے ہی آدھی رات تک جاگتا ہے بڑی مشکل سے بستر پر لیٹا تھا کہ جیسے دوبارہ ماتم کی آواز آئی تو یزید کی آنکھ کھل گئی۔ غلاموں کو بلا کے کہا دوبارہ ماتم کیوں شروع ہو گیا؟

کہا ہمیں نہیں پتہ وہ ننھی بچی پتہ نہیں آج اسے کیا ہوا ہے سوتے سوتے دوبارہ رونے لگ گئی ہے۔ یزید نے اپنی کنیزوں سے کہا جاؤ اور جا کے اس بچی کو چپ کراؤ۔ غلاموں کو بھیجا جاؤ اور جا کے اس بچی کو خاموش کراؤ۔

ارے سب نے ہاتھ جوڑا یزید ہر کام ممکن ہے اس بچی کا چپ کرانا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے کہ جیسے جیسے ہم اُسے چپ کرانے کے لیے طمانچے لگاتے ہیں وہ اور رونے لگتی ہے۔ اے میرے بابا! مجھے بچالو۔

ہم اسے چپ کرانے کے لیے کوڑے مارتے ہیں تو پلٹ پلٹ کے کربلا کو دیکھتی ہے اور کہتی ہے اے میرے چچا عباسؑ! آؤ مجھے ان کوڑوں سے بچالو۔ اب اس بچی کو ہم کیسے چپ کرائیں؟ جب ایسا کرتی ہے تو ماتم اور بڑھ جاتا ہے۔ کوڑے کھا کر بھی چچا عباس کو یاد کرنے لگتی ہے یہ ہماری طاقت سے باہر ہے۔

ہائے یزید گھبرا کے کہتا ہے مجھے بتائیں کوئی طریقہ ہے اس بچی کو چپ کرانے کا لوگوں نے کہا کہ ایک ہی چیز سمجھ میں آتی ہے، آج ہر رات سے زیادہ بلک بلک کر بابا کو یاد کر رہی ہے۔ تیرے پاس اس کے بابا کا کٹا ہوا سر رکھا ہے تا شاید باپ کا سر دیکھ کر ننھی سکینہؑ کو قرار آ جائے، سکون آ جائے، ماتم رُک جائے۔

یزید نے کنیزوں کو بلایا۔ کہا اچھا اپنی نیند اور آرام کی خاطر اس طشت میں یہ سر

رکھ لو، جاؤ اور قید خانہ میں پہنچا دو۔ ادھر قید خانے میں ساری بیبیاں حلقہ بنا کے سکینہؑ کو گھیرے میں لے کے بیٹھی ہیں۔ سکینہ ماتم کرتے کرتے اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئی اور قید خانے کے دروازے کی جانب جانے لگی۔ زینبؑ گھبرا کے چلی۔ بیٹی کہاں جا رہی ہے کہا پھوپھی اماں! میرے بابا کی خوشبو آ رہی ہے۔

میرا بابا آنے والا ہے۔ مجھے دروازے سے بابا کی خوشبو آ رہی ہے۔ ابھی زینبؑ تسلی دینا چاہتی ہیں کہ قید خانے کا دروازہ کھلا۔ کنیزیں ایک طشت لے کر آئیں، جس پر ایک کپڑا ڈھکا ہوا ہے۔ زینبؑ کے سامنے اس طشت کو رکھا۔ زینبؑ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کہا کہ شہزادی! یزید نے یہ طشت بھجوایا ہے۔ زینبؑ نے کپڑا اٹھایا۔

جیسے ہی کپڑا اٹھایا اپنے مظلوم بھائی کا کٹا سر۔ ساری بیبیاں ادب و احترام میں اپنی جگہ سے کھڑی ہوگئیں سب نے کٹے سر کی طرف اشارہ کیا۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ، السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اِبْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

ساری سیدانیوں نے حسینؑ کی زیارت پڑھی۔ زینبؑ آگے بڑھی، بھائی کا کٹا سر اُٹھایا۔ سکینہؑ کو بٹھایا، اے سکینہؑ! بابا کو یاد کر رہی تھی نا تیرا بابا تیرے پاس آ گیا۔ یہ کہہ کے کٹا سر سکینہؑ کی گود میں دیا۔ بچی جھکی باپ کے ہونٹوں پہ ہونٹ رکھے۔

عزادارو! ایک دن تھا حسینؑ جھک کر اس بچی کے ہونٹوں کا بوسہ لیتے تھے آج عجیب دن آ گیا۔

بچی جھک کے باپ کا بوسہ لے رہی ہے اور پھر یہ کہتی ہے بابا! ارے مجھے چھوڑ کے کہاں چلے گئے؟ تیرے بعد تیری بیٹی نے بڑی مصیبتیں اُٹھائیں۔ بابا ذرا میرے رخسار دیکھ طمانچوں سے نیلے پڑے ہیں۔ ارے میرے کان دیکھ اب تک زخمی ہیں۔ بابا ارے آ میری پشت دیکھ زخموں کے نشان ہیں مگر ایک مرتبہ بچی چپ ہوگئی۔

بچی خاموش ہوئی اس لیے کہ بچی نے رک کے کہا بابا! میں اپنی فریاد کر رہی ہوں

ارے تو مجھ سے زیادہ زخمی لگ رہا ہے۔ ارے بابا! یہ تیرا گلا کس نے کاٹا؟ ارے یہ تیرے ہونٹوں پہ چھڑی کس نے ماری؟ ارے بابا! یہ تیری ریش میں تیرا خون لگا ہے ارے بابا! ایک دم روتے روتے بچی کی آواز آنا گم ہوگئی۔

زینبؑ گھبرائی آواز دی سجادؑ بیٹا! ذرا آ کے دیکھو۔ میری بچی کی حالت یہ ہے، خدایا کسی جوان بھائی کو اپنی چھوٹی بہن کی یہ حالت نہ دکھائے۔ میرا مولا سجادؑ آگے بڑھا ایک مرتبہ سکینہؑ کا بازو تھاما۔ پلٹ کے آواز دی پھوپھی اماں!

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

ارے میری بہن سکینہؑ یہاں سے رخصت ہو کے میرے بابا کے پاس پہنچی اور پھر ننھا سا لاشہ اُٹھایا۔ ارے بابا! سکینہؑ کو کفن بھی نہ ملا۔ وہی جلا کرتہ، سکینہ کے خون سے رنگین کرتا۔ میرا مولاؑ چھوٹی سی بہن کی ننھی سی میت لے کے چلا۔

عزادارو! کربلا میں حسینؑ کو پرسہ دو۔ آقا شمشاہے کا لاشہ نہیں دیکھا۔ آج زندانِ شام میں مولا سجادؑ کو پرسہ دو یہ ننھا سا چار سال کی بہن کا لاشہ آپ نے کیسے اُٹھایا ہوگا؟

تاریخ میں نہیں پڑھا بعض علماء نے نقل کیا، ادھر میرا مولاؑ چھوٹی سی قبر کے قریب پہنچا۔ لاشہ اتارنا چاہتا ہے۔ اس قبر سے پہلے تو آواز آئی اور پھر دو بازو نکلے۔ سجادؑ بیٹا! ارے تیری دادی فاطمہ زہراؑ آ گئیں۔

## مجلس ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آخری زمانے کے تاجروں کی حالت ہوگی۔ دو منہ کا مطلب یہ ہے کہ حلال سے بھی کمائیں گے، حرام سے بھی کمائیں گے۔ کمائے جارہے ہیں کمائے۔ حلال سے بھی حرام سے بھی لیکن اس کے باوجود نہ ان کی ہوس پوری ہوتی ہے نہ ان کا پیٹ بھرتا ہے۔ نہ دولت کے اندر کہیں پر کوئی بریک لگائی جاتی ہے۔ جب ایسے تاجر ہو جائیں جنھیں نہ حلال کی پرواہو نہ حرام کی پرواہو۔ لیتا ہے، کماتا ہے، حاصل کرتا ہے تو سمجھ لینا کہ بس اب صرف میرا بیٹا ہی آ کے ان کا دماغ ٹھیک کر سکتا ہے اور اس کے بعد ساتواں اور آخری منظر جو بالکل گویا ظہورِ امام ہو گیا ہو بالکل۔

وہ یہ، ابھی تک کی چھے باتوں میں مسلمان معاشرے کے مختلف طبقات کی حالت، آخری زمانے میں تھی۔ اب ساتویں اور آخری بات پر، ان سب کا نتیجہ کیا نکلا اور ان سب کے اثرات کیا مرتب ہوئے؟ کہا آخری زمانہ وہ آدمی جو تم نے خواب میں دیکھا وہ آدمی نہیں ہے۔ یہ ملک الموت ہے۔ اس کے لیے الٹے ہاتھ تانبے کے تالاب سے مراد دنیا ہے اور سیدھے ہاتھ پہ سونے کا تالاب، یہ آخرت ہے۔ آخری زمانے میں ملک الموت کا کام بہت بڑھ جائے گا۔ بڑی کثرت کے ساتھ موتیں واقع ہوں گی۔ چنانچہ یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ دنیا سے بالٹی سے تالاب کا پانی بھر بھر کے دوسرے تالاب میں پھینک رہا ہے مگر نہ یہ خالی ہو رہا ہے نہ وہ بھرنے پا رہا ہے۔

ملک الموت بہت زیادہ مصروف ہو جائے گا۔ اے جابرؓ! جب یہ زمانہ آ جائے کہ اموات کثرت کے ساتھ ہو رہی ہوں تو ناگہانی موتیں، حادثاتی موتیں، ایسی موتیں مرگ انبوہ ایک آدھ آدمی نہیں مرا، پہلے زمانے میں گھوڑے کا ایکسیڈنٹ (حادثہ) ہوتا

تھا۔ ٹھوکر لگی سوار گر کے مرا۔ سواری کے ایک حادثہ میں ایک مرا آج کل جبو ایکسیڈنٹ ہوتا ہے ایک ایئر کریش ہوتا ہے۔ ایک سواری ٹوٹی پانچ سو آدمی دنیا سے چلے گئے۔ کہا آخری زمانے میں یہ ہوگا اور سنیے! اسی حوالے سے ایک جملہ عرض کر کے میں اپنے موضوع کو مکمل کروں۔

آج اتنا ہی مجھے آپ کی خدمت میں معروضہ پیش کرنا ہے۔ آخری جملہ عرض کروں اس حوالے سے پھر لب لباب، نتیجہ، خلاصہ اس پوری تقریر کا۔

امام فرماتے ہیں: یہ والا واقعہ تو ہو گیا کہ اے جابرؓ! یہ آخری زمانہ ہے، اگر یہ منظر پیش آئے تو آخری بار سمجھ لینا اب میرا بیٹا یا صبح کو آتا ہے یا شام کو آتا ہے۔ گھر سے نکلو صبح کو تو شام واپسی کی امید نہ کرنا اور شام کو گھر واپس آؤ تو یہ امید نہ کرنا کہ صبح تک تو اب گھر میں رہنا ہے، باقی اس کے بعد دیگر معصومین کی ایک حدیث آتی ہے یہ حدیث کئی جگہ آتی ہے۔ کئی معصومین سے یہ حدیث مروی ہے۔ میں یہ حدیث پڑھتا ہوں اُس عیسائی راہب کے حوالے سے اور بھی یہ جملہ کئی جگہ ارشاد فرمایا لیکن چلیں ذرا دل دلچسپ ہو جائے۔ روایت ہے کہ عیسائی راہب ہمارے پانچویں امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک سوال کرتا ہے۔ وہی واقعہ کہ جب امام شام سے واپس آ رہے تھے اور راستے میں ایک عیسائی راہب ملا۔ مجمع عیسائیوں کا اور ان کے درمیان ایک سوال۔ اس نے امامؑ سے یہ کہا، کئی سوال کیے، اچھا یہ بتایئے کہ دنیا میں کون سا موقع تھا جب دنیا کی ایک تہائی آبادی ماری گئی؟

امامؑ نے مسکرا کر فرمایا تھا کہ اب تک تو ایسا کوئی دن نہیں آیا۔ اب تک ایسا دن نہیں۔ ہاں ایسا دن ضرور آیا کہ 1/4 ایک چوتھائی آبادی ماری گئی۔ وہ ہر ایک کو حدیث یاد آ گئی ہوگی کہ تہائی آبادی ایک دن میں کبھی نہیں مری۔ ہاں چوتھائی مری ہے البتہ یہ اس دن کی بات ہے جب دنیا میں کل چار ہی آدمی تھے۔ آدمؑ تھے، حواؑ تھیں، ہابیلؑ تھے، قابیل تھا۔ چار تھے چار میں سے قابیل نے ہابیلؑ کو شہید کر دیا۔ ایک آدمی
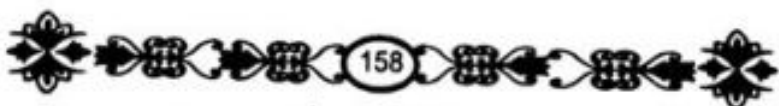
جو مرا چوتھائی آبادی اس دن دنیا کی ختم ہو کے رہ گئی۔ یہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ اموات کا ریکارڈ ہے ایک کتاب آئی ہے گنز بک آف ریکارڈ۔

اس میں اگر یہ سوال لکھ کر بھیجا جائے کہ ریکارڈ کیا ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ اموات کا تو یہ حدیث لکھیں 25 فیصد آبادی ایک دن میں مری مگر امام نے فرمایا: ایک دن آنے والا ہے جب دنیا کی ایک تہائی آبادی ایک دن مرے گی اور یہ میرے بیٹے کے ظہور سے پہلے کی جنگ ہے جو بیک وقت دنیا کے مختلف علاقوں میں شروع ہو جائے گی۔ دنیا کے مختلف علاقوں میں ایسے ایسے مسئلے ہوں گے افریقہ میں الگ، امریکہ میں الگ، یورپ میں الگ، فارس میں الگ، آسٹریلیا میں الگ۔ بیک وقت کئی جگہ پر جنگ شروع ہو جائے گی اور ایسی جنگ ہوگی کہ جس کے نتیجے میں ایک تہائی آبادی تو ماری جائے گی مگر ہر جنگ کا نتیجہ بھی انتہائی خطرناک نکلتا ہے کہ ہارنے والا تو ہارا، جیتنے والا بھی ہارتا ہے۔ جنگیں ختم ہوں گی تو اس کے نتیجے میں بیماریاں پھیلیں گی اور چونکہ ان جنگوں کے نتیجے میں زمین میں غلہ پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جائے گی تو قحط پھیلے گا۔ بیماریاں اور قحط، جنگوں کے نتیجے میں۔ یہ دو جملے مل کر ایک بات بتا رہے ہیں کہ آخری زمانے کی جنگ کچھ ایسے ہتھیاروں سے لڑی جائے گی جو ہتھیار زمین کی زرخیزی کو اس کے فرٹائل ہونے کو ختم کریں گے۔ جو ہتھیار اپنے بعد بیماریاں لے کے آئیں گے۔ مثلاً اب کے یہ نہیں رہا کہ امام اسی کا ذکر کر رہے ہیں۔ کیمیائی ہتھیار اس ہتھیار کا نام ہے۔ اگر ایک دشمن نے دوسرے دشمن پر پھینکا اور اس کی سرحدوں پر ہوا کا رُخ اُلٹا چل گیا تو جس نے یہ کیمیائی ہتھیار استعمال کیا اس کا نقصان خود اُسے اُٹھانا پڑے گا اور ویسے بھی اگر دنیا کے ہر علاقے پر ہتھیار استعمال ہوں تو یہ والی خرابی فقط ہارنے والے ملک تک نہیں رہے گی بلکہ جیتنے والے پر بھی آئے گی۔

ہو سکتا ہے حکمران ایسی پناہ گاہیں بنالیں۔ وہاں جا کر بیٹھ جائیں تو وہ بچ جائیں ایسے ماسک پہن لیں کہ وہ بچ جائیں۔ لیکن سارا ملک تو نہیں جا سکتا کسی پناہ گاہ میں۔
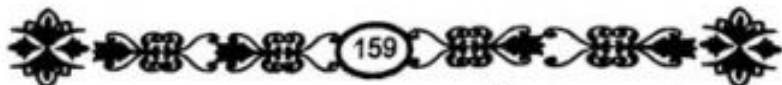
امام کا جملہ سنیں کہ یہ وہ جنگ ہوگی کہ جس کے اختتام کے بعد قحط اس لیے پھیلے گا کہ زمین غلہ اُگانا بند کردے گی اور بیماریاں اس لیے پھیلیں گی کہ اس جنگ کے نتیجے میں ایسی وبائیں پھیلیں گی کہ مزید ایک تہائی آبادی اور ماری جائے گی، دو تہائی آبادی ہوگئی۔

ملک الموت تانبے کے تالاب کو خالی کرکے سونے کا تالاب بھر رہا ہے۔ دو تہائی آبادی دنیا کی مرے گی ایک جملے کے ذریعے اس کی وضاحت کی۔

کہا کہ ایک پرندہ حجاز سے اُڑے گا اور ستر دن اور رات اگر مسلسل اڑتا چلا جائے تو ایک بالشت زمین بھی اسے نظر نہیں آئے گی کیونکہ لاشوں پر لاشیں اس طرح پڑی ہوں گی کہ دو لاشوں کے درمیان ایک بالشت زمین خالی نظر نہیں آئے گی۔ اس کثرت کے ساتھ اموات ہوں گی مگر یہ کیوں ہوں گی یہ اس لیے ہوں گی کہ ہم نے اس سے پہلے اپنے امام کو نہیں بلایا۔

یہ جو مجلس میں شروع سے بیٹھے ہیں وہ میرا جملہ سمجھ گئے کہ مسئلہ یہ ہے کہ جتنی تاخیر ہم کر رہے ہیں مسئلہ امام کے لیے نہیں ہے۔ مسئلہ ہمارے لیے ہے ہم امام کو جتنا جلدی بلالیں مثلاً یہ سات واقعات جو جابر نے دیکھے دو کے بعد ہم نے امام کو بلالیا تو تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے سے بچ گئے۔ چار کے بعد بلالیا، چلیں چھٹے کے بعد بلا لیا۔ ساتویں سے پہلے بلالیا تو اس قتلِ عام سے بچ جائیں گے۔ جہاں جیتنے والا بھی ہارے گا، ہارنے والا بھی ہارے گا۔ ہر علاقے میں اگر دو تہائی آبادی ماری جائے تو بچنے والے کتنے خوش قسمت ہوں گے!

مگر یہ امتحان کیوں آرہا ہے اس لیے آرہا ہے کہ امامؑ تاخیر سے آرہے ہیں اور یہ جملہ کہ بھئی امامؑ تاخیر سے آرہے ہیں تو قصور اللہ کا ہے وہ ان کو تاخیر سے بھیج رہا ہے غلط ہے۔ ہم جب امام کو بلانا چاہیں امامؑ آسکتے ہیں اور اس کے لیے ایک حدیث آپ نے سنی۔ امام حسینؑ کی اور ایک آیت قرآن کی بھی میں اکثر پڑھتا ہوں وہ پھر سن لیجیے:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

(سورۃ رعد، آیت: 11)
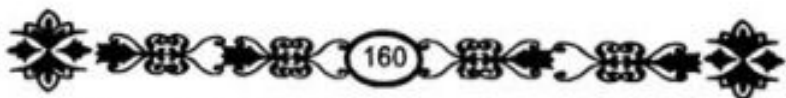
اللہ کبھی کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت بدلنے کو تیار نہ ہو۔ جب عام دنیاوی معاملات میں یہ آیت چلتی ہے تو سب سے بڑا مسئلہ ہے دین و دنیا میں ظہورِ امامؑ۔ اس پر اس آیت کا اِطلاق کیوں نہ ہوگا؟ ہو رہا ہے۔ یہ سارا مسئلہ پھر اس لیے رہا کہ ہم اجتماعی طور پر، (انفرادی طور پر کچھ مومنین کوشش کر رہے ہوں گے) اجتماعی طور پر کوشش نہیں کر رہے ہیں جبکہ امامؑ ظاہر ہونے کے لیے تیار بیٹھے ہیں۔ ارے وہ تو بارہ سو سال پہلے ہی آ گئے کہ اگر مجھے ماننے والا بلائے تو میں موجود ہوں۔ دیکھیں ہمیں اطلاع ملی کہ اس سال محرم کی مجلس میں امریکہ سے ایک عالمِ دین آنے والے ہیں۔ اب پتا چلا کہ وہاں سے آئے ہی نہیں۔ تاریخیں گزر رہی ہیں، ہم پریشان ہو رہے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایامِ عزا شروع ہونے سے پہلے ہی ایک ہفتہ کراچی میں آ کے بیٹھ جائے اور اب پھر وہ دیکھ رہے ہیں کہ پہلی محرم دوسری محرم کو مجھے بلایا ہی نہیں جا رہا، تو وہ حیران ہوں گے۔

امام کو، یعنی اس عالم کو خدمت کا اتنا شوق ہے کہ وہ وقت سے پہلے آ گیا اور آ کے بیٹھ گیا۔ صرف یہ دیکھ رہا ہے کہ اب مجھے کوئی بلا کے تو لے جائے نا اور پتہ چلا امامؑ کو ظاہر ہونے میں اتنی بے چینی ہے کہ امامؑ بارہ سو سال پہلے آ گئے اور آخر اس دُنیا میں تشریف فرما ہو گئے۔ اب دیکھ رہے ہیں کہ کوئی بلائے تو پتہ چلے کہ ماننے والے ہیں یا غلط فہمی میں نہیں۔ وہ بلائیں کہ خود ہی آئیں گے۔ اور جب ماننے والے بیچاروں کو پتہ بھی نہیں ہے یا ماننے والے چاہتے بھی نہیں ہیں انھیں میں سے کوئی ایک بات ہوگی یا ماننے والے چاہتے ہی نہیں ہیں کہ امام آ جائیں۔ وہ اس لیے بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ جس جملے سے محفل شروع ہوئی تھی اس پر ختم ہو رہی ہے: ماننے والے چاہتے بھی نہیں کچھ ایسے بھی ہوں گے۔ ورنہ اور کوئی دن منائیں یا نہ منائیں۔

محترم سامعین! 15 شعبان صاحبانِ ایمان میں کتنی بڑی خوشی ہونا چاہیے۔ کس طرح سے ہمارے بچے نئے لباس پہنیں کس طرح سے ہماری عورتیں بنیں، سنوریں،

تھیں؟ نامحرموں کے سامنے نہیں وہ تو اور امام کو تکلیف پہنچ جائے گی۔ اگر بن سنور کر دوسروں کے سامنے گئے تو امام کہیں گے کہ اس سے تو بہتر تھا کہ تم وہی پھٹے پرانے کپڑے پہن کر چڑیل بن بیٹھتیں۔ وہی بہتر تھا......

عزادارو! اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ گھرانہ، یہ خاندان خوش ہے۔ جس دن اپنے گھر میں کوئی تقریب ہوتی ہے۔ واقعاً اندازہ ہوتا ہے۔ 15 شعبان کیا ہے؟ آتا ہے چلا جاتا ہے۔ پٹاخوں کے علاوہ واقعی کوئی خوشی نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو وہ نہیں جسے ہم مناتے ہیں۔ جبکہ 15 شعبان وہ تاریخ ہے کہ یہ امام اس دنیا میں آ گئے کہ اگر یہ میرے ماننے والے کبھی گھبرا کے بلائیں تو ایسا ہی نہ ہو کہ پتا چلے کہ ابھی امام امریکہ ہی سے نہیں چلے۔ نہیں! آ کے بیٹھ چکے ہیں۔ صرف ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ کسی کے امام کا ایک لقب منتظر تو دوسرا لقب منتظر ہے۔ امام خود بھی انتظار کر رہے ہیں۔ ایک دن کا انتظار، ایک وہ خود تو اتنے جلدی آئے، آئے بھی اور آتے ہی اپنے ظہور کی دعا بھی مانگ لی۔ فقط اس لیے کہ میں اپنا سارا کام پورا کر لوں۔ تاکہ جب ماننے والے مجھے بلانے آئیں تو دیر نہ لگے۔

اگر آپ حضرات کسی عالم کو یا ذاکر کو مجلس کے لیے لینے گئے تو اکثر یہ مسئلہ ہوا کہ آپ پہنچ گئے دروازے پر۔ آپ کے پہنچنے کے بعد اب وہ اپنی تیاری شروع کرتے ہیں۔ لباس وغیرہ بدل کے تیار ہو کے دس منٹ وہ بھی لیتے ہیں۔ وہ بہت پہلے تجربہ کار ہو چکے ہیں۔ چار بجے سے پہلے ہم شیروانی ٹوپی پہنے اس طرح سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ ایک مرتبہ تیار ہو کر چھ بجے سے آپ آ گئے۔ بلڈ پریشر بھی ہائی ہو جاتا ہے، شوگر بھی لو (Low) ہو جاتی ہے۔ بیٹھے بیٹھے بھی اکڑ جاتے ہیں تو ہم نے کہا جب وہ آئیں گے تب ہی ہم تیار ہوں گے لیکن امام تو اتنا زیادہ بے چین ہیں اپنے ماننے والے کی دعوت کے لیے کہ پہلے سے تیار ہو کر بیٹھے ہیں۔ اب یہ سارے کام امام نے کر لیے ہیں......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اور اسلام میں یہ ایک بڑی خوبی مانی گئی ہے کہ جو چیز نہیں معلوم کہہ دو، نہیں معلوم۔ چنانچہ ہمارے مراجع اور مجتہدین کئی مسائل میں یہ کہتے ہیں کہ اس کا جواب اس کا حل ہمارے ہاں نہیں آ رہا ہے۔ ہاں! سیاسی پارٹیاں ہوتی ہیں وہ اپنے ورکر سے کہتی ہیں کہ بہر حال ہر چیز میں تمہیں ہمارا ساتھ دینا ہے۔ مرجعیت یا دین اسلام سیاسی پارٹی نہیں ہے۔ جب مرجع نے کہہ دیا کہ اس چیز کا جواب مجھے نہیں معلوم تو ساتھ میں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ جب مجھے نہیں معلوم تو میرے بعد دوسرا بڑا مرجع ہے اس سے پوچھو اگر اسے معلوم ہے تو تقلید میری ہے اس مسئلے میں تم ان کی بات مان سکتے ہو۔

بڑی دیانت داری اور بڑے خوف خدا کی یہ بات ہوتی ہے۔ یہاں تو ہمارا چھوٹا موٹا عالم کسی مسئلے میں نہ کہتے ہوئے گھبرا جاتا ہے اور یہاں اتنے بڑے بڑے مراجع نہ صرف یہ کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہمیں نہیں معلوم بلکہ ساتھ میں اجازت دیتے کہ جب ہمیں نہیں معلوم تو دوسرے سے پوچھو۔ البتہ دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ جو علم میں ان کے بعد ہے اور اگر وہ یہ کہہ دے کہ مجھے نہیں معلوم تو اس کے بعد والے سے پوچھو۔ اچھا اب ہمیں کیسے پتہ چلے کہ ہمارے مرجع نے کسی مسئلے میں لاعلمی ظاہر کی ہے۔

اس کے لیے ایک خالص لفظ ہے جو آپ کو یاد کرنا ہے احتیاط واجب۔ ایک چیز ہوتی ہے واجب اور ایک چیز ہوتی ہے احتیاط واجب۔ واجب کا مطلب ہے اس کام کو

کرنا ہی کرنا ہے۔ احتیاط واجب کا مطلب ہے کہ مرجع کہہ رہا ہے اس مسئلے کا حل میرے پاس نہیں ہے تو احتیاط تو یہ ہے کہ اسے کرلو لیکن چاہیں تو دوسرے کی بات مان سکتے ہو۔

داڑھی کا مسئلہ ان دونوں مراجع کا بلکہ تینوں کا احتیاط واجب ہے۔ اس لیے مجھے یہ بتانا پڑا۔ آیت اللہ سیستانی اور آیت اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں کہ احتیاط واجب یہ ہے کہ فرنچ کٹ داڑھی نہ رکھی جائے بلکہ داڑھی پوری ہو۔ البتہ رخسار سے تھوڑے سے بال صاف کرنا یا یہ کہ ٹھوڑی کے نیچے سے بال صاف کرنا یہ نہیں لیکن ڈاڑھی پوری ہونی چاہیے۔ کانوں سے لے کر گالوں تک بیچ میں کہیں سے اس کا سلسلہ کٹا ہوا نہ ہو لیکن ساتھ میں یہ بھی کہا کہ یہ احتیاط واجب ہے۔ تو دوسرے الفاظ میں یہ کہہ گئے کہ خالی وہ چھوٹی سی ڈاڑھی جو فرنچ کٹ ڈاڑھی کہلاتی ہے اور خالی وہ ٹھوڑی پر ہوتی ہے۔ اس کے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ شریعت میں اس کی اجازت ہے کہ نہیں ہے۔

یعنی قرآن اور حدیث سے یہ مسئلہ ہم پر واضح نہیں ہو رہا ہے۔ یہ انھوں نے، مراجع نے کہا تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ اگر مرد پوری داڑھی رکھنا چاہے تو یہ مراجع کی بات ہوگی اور اگر مختصر ڈاڑھی رکھنا چاہے تو وہ یہ کر سکتا ہے کہ اس کے بعد کے مراجع ڈھونڈے اور ان کا فتویٰ دیکھ لے۔ اب میں اس سے زیادہ تفصیل میں نہیں جا رہا ہوں لیکن ویسے اشارۃً کہہ دوں کہ آقائے خوئی ایک بہت ہی مشہور مرجع گزرے ہیں ان کے نزدیک فرنچ کٹ داڑھی کی اجازت تھی۔ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اسی طرح سے آج بھی شیخ جواد تبریزی جو قم کے تین بڑے مجتہدین میں سے ایک ہیں ان کے یہاں بھی اس کی اجازت ہے۔

اب مجھے نہیں معلوم کہ جن خواتین نے احتیاط واجب کو سنا ہی نہیں وہ میرے اس مختصر سے بیان سے بات سمجھیں کہ نہیں لیکن اتنا زیادہ وقت نہیں ہے کہ مزید اس کو سمجھایا جائے۔
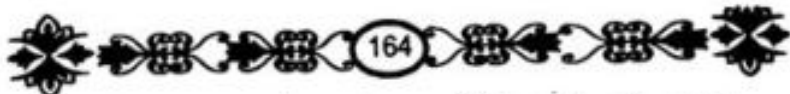
اچھا اب اگلا سوال! سوال تو بہت زیادہ آتے چلے جا رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ ایک سوال یہ ہے کہ کیا غصبی جگہ پر عزاداری کی جا سکتی ہے۔ جواب یہ ہے کہ غصبی جگہ پر ایک منٹ کے لیے ٹھہرنا بھی حرام ہے۔ وہاں ٹھہر ہی نہیں سکتے اگر ہمیں معلوم ہے کہ یہ جگہ غصبی ہے۔ یعنی کسی اور کی ہے اور اس کی اجازت کے بغیر اس کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ وہاں ٹھہرنا حرام، وہاں نماز پڑھنا حرام، وہاں پر تلاوتِ قرآن حرام، وہاں پہ عزاداری حرام، وہاں یہ دعائے کمیل پڑھنا حرام حتیٰ کہ اگر اس کے برابر کی جگہ پر کھڑے ہو کر اگر ہم وضو کریں اور اس کا پانی بہہ کر غصبی جگہ پر آ جائے تو یہ بھی حرام ہے۔

سوال نمبر 2: حضرت عباس کو غازی کیوں کہا جاتا ہے جبکہ وہ شہید ہیں؟

جواب: غازی اور شہید کا ایک فرق ہے کہ غازی اسے کہا جاتا ہے جو زندہ ہے اور شہید وہ جو مر جائے تو وہ اُردو میں ہے۔ عربی میں غازی کے یہ معنی نہیں ہیں۔ عربی میں غازی کے معنی ہیں غزوے میں حصہ لینے والا۔ چاہے وہ زندہ ہو چاہے وہ مر جائے تو عربی کے اعتبار سے وہ بھی اگر میدانِ جنگ میں مرے ہیں تو وہ تو سارے غازی بھی ہیں لیکن ہمارے یہاں اُردو میں غازی اور شہید کا فرق اور وہ حضرت عباسؑ کے لیے اس لیے ہے کہ میدانِ کربلا میں جوانانِ بنی ہاشم میں صرف عباسؑ ایسے تھے جو کربلا سے پہلے بھی جہاد میں حصہ لے چکے تھے۔ باقی جو بھی جوانانِ بنی ہاشم تھے وہ یا پیدا ہی نہیں ہوئے تھے اور یا پھر بہت چھوٹے تھے۔ دیکھیں کربلا سے پہلے کا جو آخری جہاد ہے آپ کو معلوم ہے نا۔ جہاد اس جنگ کو کہتے ہیں جو امامؑ کے حکم سے لڑی جائے تو کربلا سے پہلے جو آخری جنگ کسی امامؑ کے حکم سے لڑی گئی وہ جنگِ صفین تھی۔

اگرچہ حضرت عباسؑ کی عمر صرف بارہ سال تھی لیکن اس جنگ میں حضرت عباسؑ نے حصہ لیا تھا اور باقاعدہ زندہ آئے تو شاید یہ بتانے کے لیے کہ جوانانِ بنی ہاشم میں یہ وہ ہیں جو امامؑ کے حکم سے پہلے بھی ایک جنگ میں حصہ لے چکے ہیں اور دوسرے امامؑ کے حکم سے یہاں بھی آئے ہیں۔

تیسری بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ چونکہ سات یا آٹھ محرم کو حضرت عباسؑ نے لشکر یزید پر ایک حملہ کیا تھا اور اس میں کامیاب ہوئے تھے۔ اس اعتبار سے بھی ان کو غازی کہا جاتا ہے یعنی کربلا ہی میں باقی تمام جوانان بنی ہاشم صرف عاشورہ کو لڑے جبکہ حضرت عباسؑ دو مرتبہ ایک مرتبہ میدان میں سے واپس آئے۔ چھوتھی وجہ یہ بھی ہے۔ چار وجوہات ہیں۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ میدان کربلا میں کیا۔

حضرت عباسؑ وہ واحد شہید ہیں جو صرف اس لیے شہید ہوئے کہ انھیں جنگ کرنے کی اجازت نہیں تھی یعنی دشمنوں نے انھیں شہید نہیں کیا اگر تلوار چلانے کی اجازت ہوتی تو حضرت عباسؑ اکیلے کربلا کی جنگ جیت لیتے۔ وہ شہید صرف اس لیے ہوئے کہ ان کو جنگ کرنے کی اجازت نہیں ملی۔ اس لیے ان کو باقی تمام شہیدوں سے الگ کہا گیا اور کہا گیا یہ سمجھو جیسے وہ غازی ہے جنگ جیت کے آرہا ہے۔

11 محرم کو بعض خواتین تو میل پیدل چل کے جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم بی بی کی سنت ادا کر رہے ہیں کیا شریعت میں یہ عمل صحیح ہے؟

اگر وہ پورے حجاب اسلامی کے ساتھ ہیں تو اس عمل میں شریعت کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ نامحرم کی نگاہ سے اپنے آپ کو چھپا کے جارہی ہے یعنی پورا جو اسلام کا حجاب ہے پیروں کے حجاب سمیت اور یہاں میں نے پیر کی بات چھیڑی ایک بہت ہی لمبا چوڑا پرچہ میرے پاس آگیا اگرچہ میں یہ بات کر چکا ہوں کہ بعض علماء بھی اس مسئلے میں میری بات کے خلاف کہتے ہیں۔

لیکن میں نے کہا تھا کہ میں یہ بات اپنی معلومات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ 99% مراجع کے نزدیک پیر کا پردہ واجب ہے۔ تو آپ نے کہا کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے وہ کہا۔ اس کے اندر مختصری بات میں عرض کردوں ویسے تو اس کا بھی تفصیلی جواب ہوسکتا ہے لیکن وقت کہاں اور وہ مختصر بات یہ ہے کہ اگر مختلف آدمی الگ مسئلے بتائیں تو سب سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ براہ راست مرجع سے پوچھیے۔
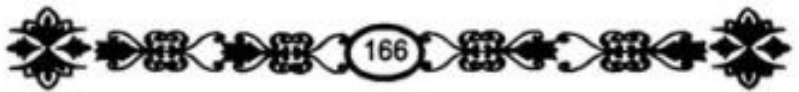
آپ نے لکھا ہے کہ آقائے خامنہ ای کی طرف سے جواب نہیں آیا اور میرا اور میرے بارے جاننے والوں کا تجربہ ہے کہ سب سے جلدی جو جواب آتا ہے وہ آیت اللہ خامنہ ای کے دفتر سے آتا ہے۔ تو یا تو آپ کے سوال میں کوئی غلط فہمی ہوگی یا یہ کہ وہاں پہنچا نہیں یا جواب آپ تک نہیں پہنچا۔ دوبارہ سعی کریں۔ یعنی مراجع کی ویب سائٹ ہے۔ سب سے بہتر تو یہ ہے کہ آپ وہاں جا کے ان سے پوچھ لیجئے۔ جب تک کہ وہاں سے جواب نہ ملے اس وقت تک اگر ایک ہی مسئلے سے الگ الگ بات آئی تو ان میں جس پر بھروسہ زیادہ اس کی بات مان لو۔ لیکن دیکھیے، میں پورا جواب دیتا ہوں لیکن اگر آپ یہ کہیں کہ ہمیں سب پر برابر بھروسہ ہے۔

ہماری نگاہ میں یہ قابلِ احترام ہے۔ وہ عالم یعنی عالم بھی صحیح ہے تو ایسی صورت میں احتیاط کرنا واجب ہوتی ہے اور احتیاط یہ ہے کہ مشکل والے مسئلے کو لے لو جب تک یہ مسئلہ حل نہ ہو۔ یہ خالی پیر کے حجاب کی بات نہیں کر رہا ہوں اور بھی کسی مسئلے میں آپ کو مختلف علماء کی طرف سے مختلف جواب ملیں تو جب تک کہ آپ کے مرجع کا جواب آپ کے پاس نہیں آتا۔ احتیاط کر لیں احتیاط کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جو مشکل جواب ہے اس کو لے لیں۔

ہاں ایک مرحلہ تو میں نے بتا دیا کہ جب تک کہ مرجع کا جواب نہیں آتا ہے تو جس پر زیادہ بھروسہ ہے ان میں سے اس پر عمل کریں اور سب پر برابر کا بھروسہ ہے تو احتیاط پر عمل کریں۔ اچھا اب آئیے اگلے سوال کی جانب جائیں۔ اگرچہ اس سوال کے اندر بھی ابھی تفصیل بتانے کی بڑی گنجائش ہے۔

لیکن جس بچی نے یہ سوال لکھا اُسے میں یہ کہہ دوں کہ بہر حال میں نے اس مسئلے پر خاصی تحقیق کر کے ہی یہاں پڑھا تھا۔ اب یہ ایک سوال آیا کہ اگر معاشرے میں ایسے غلط لوگ ہوں جو وہ والے غلط غلط دعوے کرتے ہیں۔

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ان دعوؤں کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کی امامؑ سے ملاقات ہوتی

ہے۔ چاہے وہ اس طرح سے ہو کہ وہ ناشتبا، انگوٹھی یا گھر میں ایک گرسی یا گھر میں امام کا آنا یا کم سے کم اتنا بھی کہ خالی خواب میں امام آ کر بشارت دے جاتے ہیں تو سوال یہ آ رہا ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ کس طرح سے پیش آئیں جبکہ وہ رشتے دار بھی ہیں؟

## جواب

جو رشتے داری کے حقوق ہیں وہ تو ادا کرنا ہیں وہ کافر کے لیے بھی ادا کرنا ہیں یعنی خوشی اور غم میں شریک ہونا، دعا سلام کرنا، خیر خیریت دریافت کرنا، سلام وکلام کے سلسلے کو باقی رکھنا لیکن اس قسم کے سارے دعوؤں پر یقین بھی نہ کریں اور اگر موقع ملے تو اسے جھٹلائیں۔

یہ روایت کا جملہ ہے کہ ایسے لوگوں کو جھٹلاؤ کیونکہ اگر وہ سچے ہوتے تو کبھی یہ بات کہتے بھی نہ۔

اچھا دیکھیے یہ وہ سوال ہے کہ جس کے جواب میں پوری تقریر بھی ہو سکتی ہے لیکن کیا کروں صرف تین دن کا موقع مجھے بڑی مشکل سے مل پایا ہے اور وہ بھی میں دیانتداری سے یہ بات کہہ دوں کہ لاہور میں میں اتنی مجلسیں اس وقت پڑھ رہا ہوں جو میری صحت کے اعتبار سے میرے لیے مناسب نہیں ہیں۔

یہ والا درس میرے محترم دوست تقی جاوا صاحب نے ایک طرح سے زبردستی سے میری یہ ذمہ داری لگا دی ہے اور مجھے ساری مجالس میں سب سے زیادہ اس میں مزہ آنے لگا تو یہ واقعاً خوشی کی چیز ہوتی ہے کہ لوگ پوچھیں سوال کریں اور میں اس کا جواب دوں وہ یہیں مجھے ملا۔ تو سب سے زیادہ میں نے شروع میں اسی درس پر پروٹسٹ اور احتجاج کیا تھا اپنے محترم دوست سے۔ یعنی آپ انسان سے کتنی بڑی توقع کرتے ہیں اور آج سب سے زیادہ اسی درس پر خوشی حاصل ہو رہی ہے۔

لیکن اب میرا قیام اتنا مختصر ہے کہ نہ میں اس درس کو آگے بڑھا سکتا ہوں اور نہ اس طرح کے کسی درس کو کہیں اور پڑھ سکتا ہوں۔

کل آخری مجلس پڑھ کر پرسوں سے 16 ربیع الاول تک مختلف علاقوں کی میرے پاس اس طرح سے مجلسیں ہیں کہ ایک دن بھی خالی نہیں ہے۔ اس لیے مجبور ہو کر سارے سوالوں کو روک روک کر مختصر سے جواب دے رہا ہوں۔

میں نے یہ بات کہی تھی کہ دل تو چاہتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے جواب میں ایک چھوٹی سی تقریر ہو جائے کیونکہ ساری ہماری قوم اس وقت عجیب کیفیت سے دوچار ہے۔

انشاء اللہ میری اپنی دعا بھی یہ ہے اور آپ اس دعا میں شریک ہو کر کہیں کہ پروردگار ہمیں دوبارہ موقع عطا کرے کہ اس قسم کی مجالس کا انعقاد ہو اور زیادہ وقت کے ساتھ میں آپ کی خدمت کر سکوں۔

آیئے اگلا سوال۔ اگلا سوال یہ ہے کہ اگر جسم کے کسی حصے کا آپریشن ہوا ہو اور اس پر پٹی بندھی ہو اور اسے گیلا کرنا ممکن نہ ہو اور غسل واجب ہو گیا ہو تو کیا کریں؟

اسلام آسان دین ہے اور ہر آدمی کی ضرورت کے مطابق شریعت میں مسئلہ موجود ہے۔ چنانچہ عام حالات میں جب غسل ضروری ہو تو آدمی تیمم پر چلا جاتا ہے یہ تیمم والا مسئلہ نہیں، ابھی یہ غسل والا مسئلہ ہے لیکن اس کے لیے شریعت میں خاص لفظ ہے یا یہ کہ خاص غسل ہے غسل جبیرہ۔ اب یہ مجالس میں تو تفصیل سے بیان کرنا ممکن نہیں۔

یہاں پر جو فقہ کی کتاب ہوتی ہو گی ان میں باتیں آتی رہتی ہیں لیکن بہت مختصر غسل جبیرہ اسے کہتے ہیں کہ اگر پٹی بندھی ہے اور اسے کھولنا یا گیلا کرنا ممکن نہیں ہے تو اس پٹی پر مزید ایسی چیزیں باندھ لیں جو واٹر پروف ہوں اور اس پٹی اور اس کے نچلے حصے کو گیلا کرنے سے بچائیں اور پھر وہ جگہ جہاں پٹی ہے اس کو بچا کر باقی پورا جسم پانی میں ڈال کر اس طرح دھوئیں جیسے آپ غسل کرتے ہیں۔ پٹی کو گیلا کرنا ممکن نہیں ہے۔ پٹی کے اندر پانی پہنچانا نقصان دہ ہے تو ٹھیک ہے اسے روک دیں اور اس کے اطراف

میں فرض کیجئے وہ پیٹ پر ہے یا ہاتھ پر تو کم پانی ڈالیں۔ ہمارے ہاں مرد اور عورتیں دونوں وضو اور غسل میں جتنا پانی ڈالتے ہیں یہ تقریباً حرام کی حد تک پہنچ جاتا ہے۔

روایت تو یہ ہے کہ تین لیٹر پانی سے غسل ہو جانا چاہیئے یعنی جو صاف پانی کی دو بوتلیں آتی ہیں اس کو ملایئے سر سے لے کر پاؤں تک غسل ہو جانا چاہیئے۔ خیر ہماری یہاں کی عورت اور مرد اب یہ ایسا غسل تو نہیں کر سکتے لیکن ہلکا پانی ڈالیں۔ اب باقی جسم تو ٹھیک ہے اس پر پانی ڈالیے جہاں پر پٹی ہے میں نے کہا اس پر کوئی پلاسٹک یا پلاسٹر یا کوئی واٹر پروف چیز چڑھا لیجئے اور پانی ڈالتے ڈالتے وہاں تک آیئے۔ جب اس کے قریب آئیں تو جیسے سر کا مسح کرتے ہیں خالی گیلا ہاتھ پٹی پر پھیر دیں۔ پٹی کو گیلا نہ کریں۔ خالی گیلا ہاتھ اس پر پھیر دیں اور اگر وہ بھی نقصان دہ ہے تو پٹی پر ایک اور پاک کپڑا رکھ لیں اور اس پاک کپڑے پر گیلا ہاتھ پھیر دیں جو نیچے پٹی تک بھی نہ جائے۔ ویسے خود پٹی پر گیلے ہاتھ سے پانی نہیں ڈالنا ہے۔ خالی گیلا ہاتھ جس طرح سر کا مسح ہے وہ پھیر دینا ہے۔ اتنا پانی کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور پھر پٹی کے نیچے جو جسم ہے اس کو عام طریقے سے دھو لیجئے۔

اب یہ دو سوال بچے ہیں۔ بس اور میری تقریر شروع ہو رہی ہے۔ ایک سوال ایسا آیا جس کا جواب خود سوال کرنے والی مومنہ سے میں پوچھتا ہوں۔ کیسے ممکن ہے۔

فرماتی ہیں کہ آپ کی ایک (مجلس) کی سی ڈی دیکھی، بہت پرانی۔ جس میں آپ نے عقیدۂ رجعت کو بیان کیا یعنی یہ بتایا زمانے کے امامؑ کے آجانے کے بعد باقی تیرہ معصومؑ، امامؑ، رسولؐ خدا اور شہزادیؑ کس طرح سے آئیں گی اور پھر یہ بھی میں نے بتایا کہ وہ دنیا پر کس طرح سے زندگی گزاریں گے۔ یقیناً میں نے یہ کہا اور ایک بار نہیں بار بار پڑھا ہے۔ بہت پرانی بھی سی ڈی نہیں۔

پچھلے سال تک کی تقاریر ہیں جو دوبئی وغیرہ میں، میں نے پڑھا اور اس سال کہیں نہ کہیں مجالس میں یہ فرمائش آگئی۔

لیکن یہ فرماتی ہیں کہ اس وقت کیسٹ میں تو سنا ہے لیکن براہ راست اس مجلس میں سننا چاہتی ہوں تو یہ پوری ایک تقریر ہے اور بالکل میرے موضوع سے ہٹ کر ہے اور دو دن ایک موضوع چل چکا ہے اسے تھوڑا سا آگے بڑھانا ہے۔ چنانچہ اس سال اس حوالے سے تو معذرت پھر ان شاء اللہ اگر موقع ملا تو ضرور بیان کروں گا۔ ایک مجلس اس پر بھی ہو سکتی ہے۔

اب آخری سوال۔ اس کے علاوہ جو دوسرے سوال ہیں ایک، دو یا تین چار وہ مجلس میں آئیں گے۔

تو یہ جو سوال آیا یہ غالباً کوئی پانچ سوال ہیں اس طرح درخواست ہے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ میں پہلے سے اس پر عمل کر رہا ہوں بلکہ ایک واقعہ جو کتابوں میں پہلے سے تھا۔ علماء بیان کرتے ہیں لیکن ساری دنیا میں یہ واقعہ سب سے زیادہ میں نے ہی پڑھا۔

سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کو تو بتایا جاتا ہے کہ شوہروں کا حق ادا کریں۔ مردوں کو بھی کچھ بتایا جائے۔

جی ہاں! میں تو بتاتا ہوں اور خاص طور پر جناب صادق نواز خاج کا واقعہ۔ جن پر صرف اس لیے عذاب قبر آیا کہ وہ اپنی بیوی کا حق ادا نہیں کرتے تھے۔ کم سے کم پانچ سو مرتبہ تو میں نے مردوں کی محفل میں پڑھا۔

بہر حال خالی ایک آپ کی طرف سے گذارش آئی انشاء اللہ آئندہ بھی اس کا خیال رکھا جائے گا۔

بات یہ ہو رہی تھی کہ پروردگار عالم نے جس وقت یہ اعلان کیا کہ ہم نے سارے انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا تو وہاں خاص طور پر یہ کہتے ہیں کہ عورتوں کی پیدائش کا مقصد رشتۂ ازدواج کے ذریعے سے اپنے گھروں میں سکون، مودت اور رحمت کو لانا ہے۔ یہ تین چیزیں عورت کی بنیادی ذمہ داری قرار پا رہی ہیں:

① سکون ② مودت ③ رحمت

اچھا اب یہاں یہ ایک چھوٹا سا اعتراض ہوسکتا ہے اس کا جواب دے دوں اور وہ یہ کہ جب قرآن نے کہہ دیا کہ انسان تو عبادت کے لیے پیدا ہوا تو عورت سے یہ کیوں کہا گیا کہ تمھیں تو گھر کے سکون کے لیے پیدا کیا گیا۔ ایک جواب تو وہ ہوگا جو اعتراض کرنے والا اعتراض کرتا ہے۔ کون ہیں اعتراض کرنے والے؟ جو کل میں نے بتایا۔ مغربی دنیا، دشمنانِ اسلام، ایک تو وہ اعتراض کرنے والے اعتراض کریں گے کہ دیکھیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو انسان مانا ہی نہیں ہے۔

کہا کہ انسان کو اللہ کی عبادت کے لیے پیدا کیا گیا۔ عورت کو کہا کہ تمھیں اپنے گھر کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت انسان نہیں۔ یہی وہ لوگ کہتے ہیں۔

اور دوسرا اس کا جواب ہے کہ اسلام کہتا ہے کہ عورت انسان ہے اور برابر کی انسان ہے لیکن ہم نے قرآن میں کہا ہے کہ انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ عبادت کسے کہتے ہیں؟ کیا عبادت نماز کا نام ہے؟ کیا عبادت روزے کا نام ہے؟ عبادت کی دو قسمیں ہیں کچھ عبادتیں ایسی ہیں جو سارے انسانوں کے لیے مشترک ہیں جنھیں فروعِ دین کہا جاتا ہے۔

ہمارے یہاں یہ کہا گیا کہ فروعِ دین دس ہیں۔ عبادتیں دس نہیں ہیں۔ پوری توضیح المسائل میں عبادتیں ہیں۔ فروعِ دین دس ہیں یعنی دس وہ بنیادی عبادتیں ہیں جو سب کے لیے برابر ہیں۔

اس کے بعد باقی جو عبادتیں ہیں وہ ہر ایک کے لیے الگ ہیں۔ عالم کی عبادت الگ ہے، کاروبار کرنے والے کی عبادت الگ ہے، ایک نوجوان کی عبادت الگ ہے، ایک گھر میں بیٹھنے والی عورت کی عبادت الگ ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس جہاد، تولیٰ، تبرا، امر بالمعروف، نہی عن المنکر۔

یہ تو سب کے لیے ایک ہیں لیکن اس کے بعد الگ الگ Courses نصاب

ہیں۔ جیسے اسکولوں میں میٹرک تک یا انٹر تک سب نے ایک چیز پڑھی ہے۔ اب اس کے بعد کوئی ڈاکٹری میں گیا، کوئی انجینئرنگ میں گیا، کوئی چارٹرڈ اکاؤنٹنسی میں۔

تاجر اگر اپنی دکان پر بیٹھ کر سچ بول کر رزقِ حلال حاصل کر رہا ہے تو یہ اس کی عبادت ہے۔ اگر ایک نوجوان گانا، بجانا اور شراب، ڈسکو، نائٹ کلب، ان چیزوں سے اپنے آپ کو بچا رہا ہے تو یہ اس کی عبادت ہے اور اگر ایک عورت اپنے گھر میں شوہر کی خدمت اور اولاد کی تربیت کر رہی ہے تو یہ اُس کی عبادت ہے۔

عبادت کا مطلب ہے ہر وہ کام جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اللہ کو وہ خوش کرے۔ عالم کو اس کا حکم دیا وہ یہ کام کرے، تاجر کو اس کا حکم دیا وہ یہ کام کرے، جوان کو اس کا حکم دیا وہ یہ کام کرے، عورت کو اس کا حکم وہ یہ کام کرے۔ یہی عبادت ہے۔

نماز، روزہ سب کے لیے برابر عبادت ہے لیکن اس کے بعد عبادتیں ہیں۔

عورت اس لیے بنی کہ گھر میں سکون لائے اور سکون لانے کا پہلا مرحلہ یہ ہے۔ اب یہاں پر میں ایک ایسا جملہ کہنے پر مجبور ہوں میرا موضوع ایسا ہے جو دو دن پہلے جامعہ المنتظر کی مجلس میں آچکا ہے اور آج کے سوالات سے مجھے ایسا لگا کہ بعض ایسی خواتین ہیں جو وہاں بھی آتی ہیں اور یہاں بھی آتی ہیں۔ ان کے لیے ذرا سی تکرار ہو گئی لیکن صرف ذرا سی، پوری مجلس نہیں۔

عورت گھر میں سکون لائے اور آخری چیز رحمت لائے اور سکون اور رحمت اس کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ ہونے دے جو رحمت کو روک دیتی ہے اور سکون کو برباد کر دیتی ہے۔ دیکھیں ایک جملہ میں نے کہہ دیا جس کی تشریح اگرچہ دو دن پہلے ایک مردانہ مجلس میں ہو گئی ہے لیکن آپ سنیے قرآن نے کہا۔ میں نے قرآن کی آیت پڑھی ہے اس سے ہٹا کے نہیں۔

تذکروا ایھا تستکن الیھا۔

"سکون لانا اور رحمت لانا۔"
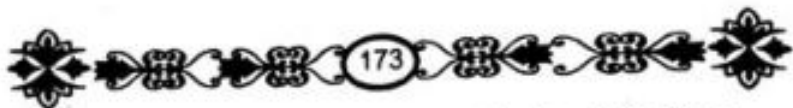
اب آیئے احادیث کا سلسلہ ہے۔

امامؑ فرماتے ہیں: جس گھر میں کتا ہوتا ہے وہاں رحمت نہیں آتی، شراب ہوتی ہے وہاں رحمت نہیں آتی، جوئے کے آلات ہوتے ہیں وہاں رحمت نہیں آتی، گانا بجانا ہوتا ہے وہاں رحمت نہیں آتی، بے پردہ عورت ہوتی ہے وہاں رحمت نہیں آتی۔ اس کے بعد ان ہی پانچ چیزوں کو دوسری حدیث میں الٹے انداز سے سمجھایا گیا ہے۔ جہاں پر شراب ہوتی ہے وہاں پر اللہ کی لعنت برستی رہتی ہے جہاں پر بے پردہ عورت ہوتی ہے وہاں پر اللہ کی لعنت آتی ہے، جہاں پر جوا کھیلا جاتا ہے وہاں پر اللہ کی لعنت آتی ہے، جہاں پر گانا بجانا ہوتا ہے وہاں پر لعنت آتی ہے۔ خالی یہ حدیث نہیں ہے کہ رحمت رُک جاتی ہے وہ بھی ایک بڑی بدنصیبی ہے۔ پھر کہا کہ رحمت روکنا ایک الگ چیز ہے۔

لعنت بھی برستی ہے جہاں پر لعنت آئے گی وہاں پر سکون کیسے ہوگا اور قرآن کریم نے یہ بھی بتایا کہ سکون گھر میں کیسے آتا ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ القلوب (سورۂ رعد، آیت:28)

"آگاہ ہو جاؤ اللہ کا ذکر کرنے سے دلوں کو سکون اور اطمینان ملتا ہے۔"

اگر دنیا سمجھتی ہے کہ شراب میں سکون ہے۔ شراب میں سکون نہیں ہے۔ شرابی جب شراب کا نشہ اتر جاتا ہے اس کے بعد پہلے سے زیادہ پریشان ہے۔ بھئی یہ دنیا اب چرس، ہیروئین، بھنگ شراب، گانا بجانا اس سب کی طرف اس لیے جاتی ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں ان سے سکون مل رہا ہے۔ اس سے بڑی حماقت کیا ہے۔

قرآن کہتا ہے سکون ملتا ہے صرف ذکرِ خدا سے، اچھا چھٹے امامؑ کی ایک حدیث سن لیجئے۔

امامؑ فرماتے ہیں: کہ ذکرِ خدا کا مطلب صرف یہ نہ لینا، شہید مرتضیٰ مطہری

## مجلس نہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ (سورۃ بقرہ، آیت:216)

سامعین محترم!

آیت اللہ سیستانی اور ان کے علاوہ دیگر مراجع کے حوالے سے، جو اس وقت ہماری قوم میں ایک پریشانی کی لہر دوڑ گئی ہے، واقع کی تفصیل تو ہر ایک کو معلوم ہے۔ (ذرائع ابلاغ) Media Cour بھی کر رہا ہے اور کچھ باتیں برادر محترم شبیر صاحب نے آپ کے سامنے بیان کی ہیں مگر کل رات کی مجلس تھی جب میں اُس حدیث کو آپ کے سامنے پیش کر رہا تھا۔ جس میں امام معصومؑ نے اپنے شیعوں کے بارے میں یہ فرمایا کہ آخری زمانے میں اس طرح امامؑ کا شیعہ ہی شیعہ کے خلاف ہو جائے گا، لعنت بھی کی جائے گی، جھوٹا بھی قرار دیا جائے گا۔ چہرے پر تھوکا بھی جائے گا اور ایک دوسرے کو کافر بھی کہا جائے گا تو اس وقت تک مجھے یہ اندازہ تھا کہ نجف اشرف اور عراق کے واقعات اس طریقہ سے دس سے بارہ گھنٹوں کے اندر اندر اس حدیث کی ایک اور مثال بننے جا رہے ہیں لیکن ایک بات مجھے یہاں پر اس لیے عرض کرنا ہے کہ امامؑ کے ظہور کا وقت جیسے جیسے قریب آئے گا۔ شیعت کی یہ بہت ہی اہم ذمہ داری بنے گی کہ جو کچھ اس کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جو پیش کش ہے ویسے کا ویسا اُس کو یقین نہ کرے اور یہ کوشش کرے کہ وہ ہر چیز کی گہرائی میں جائے اور کہیں بھی اتنا جذباتی نہ ہو جائے۔ یہ نقطہ Point جو مجھے آج کی مجلس میں ویسے ہی بیان کرنا تھا اگر آیت اللہ سیستانی اور آیت اللہ شیخ بشیر نجفی۔ ان مراجع کو یہ دھمکی یا خبردار نہ کیا جاتا تب بھی آپ کی مجلس میں جو میرا اندازہ ہے جو مجمع آج آئے گا وہ آئندہ دنوں یا چار دنوں میں وہ مجھے نہیں ملے

گا۔

لیکن آج مجھے اہم ترین مسئلہ کو آپ کے سامنے پیش کرنا تھا اور پھر یہ نجف کا واقعہ یا الٹی میٹم کا مسئلہ سامنے آ گیا تو آپ اسی سے وابستہ دجال کے واقع جو ہمارے لیے بہت ہی اہم پیغام ہے جو امامؑ نے دیا۔ وہ یہی چیز ہے کہ جو عکاسی تمہارے سامنے ہے اُس پر یقین نہ کرنا یعنی ایک انسان اور ایک مومن کو جو اپنی عقل کی وجہ سے باقی سب پر فضیلت حاصل ہے کہ جو تمہاری آنکھ تمہارے سامنے پیش کرے اس آنکھ کو عقل کے ساتھ ملا کر نتیجہ پیش کریں۔

بہت ہی اختصار میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ شاید دجال پر تفصیل میں ایک آدھ مجلس آخری عشرہ میں آ جائے۔ دجال اپنے سامنے ایک جنت لے کر آئے گا۔ دجال اپنے ساتھ ایک جہنم لے کر آئے گا اور جو جنت لے کے آئے گا وہ سو فی صد اُسی جنت جیسی ہوگی جو ہم نے اب تک قرآن اور حدیث میں پڑھا اور جو جہنم وہ لے کر آئے گا وہ 100% ویسی ہی ہوگی جو ہم نے اب تک قرآن اور حدیث میں پڑھا۔

حقیقی جنت کو دیکھا نہیں ہے اب یہ جو پرچے پر لکھا ہوا دجال اس کو اس طرح سے بنا کے لائے گا کہ اگر ہم خالی بے وقوف بن جائیں تو اس کی جنت کو حقیقی جنت سمجھیں۔ اُس کی جہنم کو حقیقی جہنم سمجھیں باقی وہ جنت ہے کیا؟ وہ جہنم ہے کیا؟ یہ آج کا موضوع نہیں تو کیا پیغام مومن کو دجال کے ریفارم میں دیا گیا؟ یہ خبردار! دجال کی جنت چاہے اصل میں جنت نظر آئے اس پر یقین نہ کرنا جو تمہاری آنکھ دیکھ رہی ہے۔ آنکھ ہمیشہ سو فیصد چیز پیش نہیں کرتی اور دجال جسے جہنم کہتے ہیں یہ میں اپنے لیے نہیں کہہ رہا ہوں یہ پبلک کو دیکھ رہا ہوں اتنی گرمی لگ رہی ہے اور پسینہ آ رہا ہے۔ دجال کی فہم جو آنکھ تمہارے سامنے پیش کرے یقین نہ کرنا۔ اب یہ پیغام دیا گیا کہ اپنی آنکھ دیکھی کسی بات کو سو فیصد جب معلوم کیا جاتا ہے۔ کیا کہتے ہیں کہ اپنی آنکھ سے دیکھ آیا ہوں۔ گواہی سب سے زیادہ قابلِ اعتماد اور مستند ہو جاتی ہے۔ آخری زمانے میں اپنی آنکھ کی

گواہی پر خود بھی یقین نہ کرتا۔ جب چودہ سو سال پہلے کسی کو بھی معلوم نہیں تھا کہ میڈیا کتنی بڑی طاقت بننے والی ہے۔ یہ کیبل، یہ ڈش، یہ سیٹلائٹ، اس کے زمانے میں میڈیا کتنی بڑی طاقت بننے والا ہے کہ اس طرح یہ میڈیا ہماری آنکھ کو چکر دیتا ہے کہ ہم جو چیز نہیں ہے اُس پر یقین کر لیتے ہیں اور جو ہے وہ سو فیصد ہے ہم یہ سمجھتے ہیں۔

یہ دجال کے حوالے سے ہماری ذمہ داری پورے آخری زمانے میں چلی۔ اس وقت مسلم دنیا کی جو صورت حال ہے وہ بھی ایسی ہے کہ جو فیصد Persentation ہمارے سامنے آ رہا ہے یہ سو فیصد یقین نہ کیجئے گا اور جو لوگ مشرق وسطیٰ میں رہتے ہیں ایک تو ویسے بھی آپ کی وہ حالت نہیں ہوگی جو دس سال پہلے تھی، یا پانچ سال پہلے تھی، میں رہنے والے پانچ سال پہلے تک بڑے ہی اُن کے بااعتماد تھے۔

انسانی حقوق، ہماری عدالتیں، ہمارے معاشرے میں ہمیں انسان سمجھا جاتا ہے۔ سب برابر ہوتے ہیں اور آپ کے انڈیا میں آپ کے پاکستان میں کہ آپ کے اس افریقہ میں جو لوگ خود ان ہی ملکوں سے آئے وہ بھی یہی کہتے تھے۔ وہاں دیکھیے کیا ہوتا ہے پولیس کو زیادہ اختیار دیئے گئے ہیں۔ کوئی قانون نہیں کوئی کسی کے حقوق نہیں۔ اب پچھلے دو سال سے میں دیکھ رہا ہوں تھوڑا دماغ ٹھیک ہو رہا ہے۔ جو آدمی سفر سے ذرا نیچے آ رہا ہے اور بعد کے جو حالات ہیں جو اس کے بعد ہو رہا ہے وہ تو شاید اس سے بھی زیادہ خطرناک ہوگا۔ اس لیے اب یہ جو ایک جملہ میں کہہ رہا ہوں اس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ ساری چیزیں آج نہیں آئی ہیں لیکن ایک جملہ اس لیے کہ اسلام کے ہر نقطہ کے لحاظ سے حقیقتاً چیلنج اور رئیل تھریٹ اب مسلم ممالک میں رہنے والے مسلمان نہیں۔ اب مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمان چنانچہ اب بدلہ بھی اُن سے لیا جائے گا اور غلط رہنمائی بھی انہیں دی جائے گی۔ وہاں تو ریونج لے لیا گیا ہے اب میں صرف ایک چھوٹی سی بات کہہ کر اپنے موضوع پر آ جاؤں گا۔ حالات و واقعات جو بھی ہیں مگر ایک چیز ہمارے سامنے آ گئی ہے۔

دیکھیے ! جب دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ہوتی ہے اور آگے ہم نے اپنے دشمن کو فرض کیجئے کہ شکست دینی ہے تو کچھ دشمن ایسے ہوتے ہیں جو Revenge کو بھولتے نہیں ہیں اور ایسا بدلہ لیتے ہیں کہ ہمیں اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ ذرا بھی انگلش اُردو کا مکس میں اس لیے نہیں کر رہا ہوں کہ آج وقت بہت مختصر ہے نماز کی وجہ سے۔ اس لیے آج کی مجلس میں میری اُردو کو برداشت کیجئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب ایران کا اسلامی انقلاب آیا تو سب سے زیادہ نعرے امریکہ کے خلاف اسلامی دُنیا میں لگے تھے۔ خالی ایران کی بات نہیں ساری اسلامی دنیا کی اور امریکہ مردہ باد خاص طور پر جہاں جہاں شیعہ تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ کوئی اجتماعی منصوبہ بندی تھی۔ لیکن آج دنیا کو ایسا بنا دیا گیا کہ امریکہ مردہ باد کہنے والے پوری ملت شیعہ ہر جگہ پر ایسی صورتِ حال ہو گئی ہے کہ وہ اسی امریکہ کا استقبال کرنے اور خوش آمدید کہنے کو تیار ہیں۔ اُسے اپنا نجات دہندہ سمجھتے ہیں حالات ایسے ہو گئے ہیں۔

افغانستان میں طالبان کو لا کے بٹھایا گیا۔ کون لے کے آئے؟ وہی لے کے آئے اور اُس کے بعد اُسے کھلم کھلا چھوڑ دیا گیا کہ اتنے ظلم شیعہ پر ہو گئے کسی کو بھی اُس وقت انسانی حقوق کی خبر نہیں، نہ آئینی حقوق کی۔ یہ جب وقت آیا کہ شیعت افغانستان کی وہ اس سٹیج پر پہنچ گئی کہ سروے بھی مشکل ہو گیا اب اس کے بعد امریکن فوجیں اُتر آئیں اور یہ کہہ کے آئیں کہ ہم آپ کو Libration دلانے آ رہی ہیں اور Libration دلایا۔ اُس وقت نتیجہ کیا نکلا؟ مردہ باد کا نعرہ لگانے والے، حالات ایسے بن گئے یا بنا دیے گئے۔

دس سال سے انہی کا استقبال کر رہے ہیں، انھی کو خوش آمدید کہہ رہے ہیں، انھی کے گلے میں ہار پہنا رہے ہیں اور ایک عام افغانستان کے شیعہ سے پوچھیے وہ کہے گا کہ ہمارے لیے تو یہ امریکن فوج اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت بن گئی۔ ہمیں ظالم سے بچایا اور مجھے نہیں معلوم کہ مغربی مسلمانوں کی ذہنیت کیا ہے۔ مجھے نہیں معلوم لیکن ابھی

مشرقی مسلمانوں پر ظلم برداشت کرے مگر عورتوں پر ظلم برداشت نہیں ہونے دے گا حقیقی مستقبل نہیں۔

عزت اور آبرو والے مسئلے میں یہاں تو مجھے نہیں معلوم کہ ان چیزوں پر ان کو کوئی یقین رہ گیا ہے۔ ہماری سوسائٹی میں شرم، حیا، غیرت، عورت کی عزت بہر حال سور نہ کھانے والا بھی اطراف کے ماحول میں آ کر سور کھانے والے ہیں اور معصوم کا یہ جملہ کہ سور کا گوشت جسمانی طور پر جو نقصان دہ ہے مگر روحانی نقصان یہ ہے کہ آدمی کے پاس سے حیا ختم ہو جاتی ہے۔ اُسے کوئی خیال نہیں رہتا کہ میری بہن، میری ماں، میری بیٹی اس وقت کس حالت میں ہے۔

ایک تو یہ ہے کہ ماحول ایسا ہے کہ ہم کسی کے معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ وہ الگ بات ہے کہ دل رو رہا ہے دل کی گہرائی میں آدمی کو غم محسوس ہو رہا ہے لیکن کیا کریں۔ اپنی بیوی سے کچھ کہہ سکتے ہیں نہ بیٹی سے وہ ایک الگ چیز ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ قانون کو چھوڑیے خود مومن کے خیال میں یہ باقی نہیں ہے۔

اگرچہ بنیادی طور پر سور کے گوشت سے بدبو آتی ہے لیکن ماحول ایسا بنایا گیا تھا اور ارادتاً چکن بھی آپ کھائیں تو اس میں بھی چکنائی ملا کر کھلایا جائے۔ تھوڑا تھوڑا صحیح اثر تو آنا شروع ہوتا ہے۔

الحمد للہ ہماری شیعہ قوم اب تک اس سے محفوظ ہے لیکن ہمارے یہاں جو مسلم ممالک ہیں وہاں آج بھی اس بات پر قتل ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی شخص، قوم یا رشتہ داروں کی عزت کو کوئی دوسرا آدمی نقصان پہنچائے۔

روز ظلم یہ کیسے گئے کہ عراق میں صدام کو لایا کون؟ صدام کو اتنا مضبوط کس نے بنایا؟ صدام کو اتنا کھلم کھلا کس نے چھوڑا؟ مگر سب کا نتیجہ کیا نکلا کہ مردہ باد کہنے والی شیعہ قوم اپنے علاقے میں مجبور ہو گئی یہ کہنے پر کہ امریکہ! عراق میں کتنے صاحبانِ ایمان ہیں جو واقعاً خوش ہیں؟ کہتے ہیں جو بھی ہے ایسے ظالم کی سلطنت سے ہمیں نجات

دلائی ہے۔ یہ 91ء کی یلغار میں جب کربلا میں صدام کی جیل کو توڑا گیا جب بھی کہنے پر کوئی اقتدار آتا ہے تو پہلا حملہ جیل پر کیا جاتا ہے کیونکہ اُن سارے لوگوں کو جیل میں رکھا ہوتا ہے۔ چاہے فرنچ ریولیوشن ہو۔ رشین ریولیوشن ہو، عراق کا ریولیوشن ہو، عراق میں 91ء کا رائزنگ ہو۔ چاہے اسلامی تاریخ میں مختار کا اقتدار ہو ہر جگہ یہی ہوا کرتا ہے تو جب یہ جیل توڑی گئی تو بڑی کثیر تعداد میں تو ایسے شیعہ علماء، سید زادے وہاں سے نکلے کہ جن کے گھر والوں کو یہ معلوم بھی نہیں تھا کہ یہ گیا کہاں؟ جب دروازے پر دستک ہوتی دیکھنے گیا غائب۔ بچے کے لیے دودھ لانے کے لیے مارکیٹ گیا تھا راستے سے غائب۔ مگر اس جیل کا اسپیشل سیل تھا۔ اب رائزنگ کے نتیجے میں جب اُس اسپیشل سیل تک پہنچا گیا ہے اور اُس جیل کا دروازہ توڑا تو ابھی تک اُس جیل کا دروازہ ٹوٹتا ہے تو بغیر کسی جرم کے سالوں سے جو قیدی ہیں وہ دوڑ کے نکلتے ہیں مگر وہاں سے کوئی نہ نکلا اور جب ایسا کرنے والے اندر داخل ہونا چاہ رہے تھے تو آواز آتی تھی کہ اندر نہ آنا۔ کہا ہم آپ کو آزادی دینے آئے ہیں۔ کہا کہ پہلے لباس پہنچا دینا وہ اس لیے کہ وہ عورتوں کا سیکشن تھا۔ وہاں سر سے لے کر پاؤں تک تمام شیعہ عورتوں کو بغیر لباس کے رکھا گیا تھا جس میں سیدانیاں بھی تھیں، جن میں بعض علماء خاندان کی عورتیں بھی تھیں اور جس میں آپ مومنین کرام اب اتنا ظلم جس نے بھی کیا اُسے لایا کون؟ اور اُسے کھلم کھلا کس نے چھوڑا مگر کیوں؟ صرف اس لیے نہیں مگر یہ ایک وجہ ہے کل تم نے کہا تھا امریکہ مردہ باد ہے۔ اب ہم تمہیں ایسا کر دیں گے کہ تم ہی ہمارے پاس ہاتھ جوڑ کر آؤ گے اور کہو گے کہ ہماری مدد کیجئے اور کہو گے کہ ہمارا ساتھ دیجئے اور کچھ نجف کے حالیہ اور موجودہ واقعات میں بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اب میں آ گیا اپنے اصل موضوع پر۔ چنانچہ آخری زمانے میں مومن کو اور احتیاط کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ آج میڈیا کا زمانہ ہے آنکھ اور کان سب کو دھوکا دیا جاتا ہے اور دھوکہ بازی سے کام لیا جاتا ہے بس یہاں پر جو اصل میرا موضوع تھا وہ اگلا جملہ ہے۔
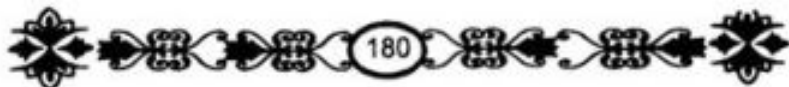
ایک بہت ہی اہم بات آپ کو سمجھنا ہے اس عشرۂ زینبیہ کی ان مجالس میں دو تین ایسی باتیں کہوں گا کہ آپ نے اپنی ساری زندگی میں امامِ زمانہ کے حوالہ سے جو باتیں سنیں وہ اس کے بالکل خلاف جائیں گی۔ آپ کو لگے گا یہ مولانا وہ بات کہہ رہے ہیں جو آج تک نہ ہم نے کسی ذاکر سے سنیں نہ کسی علامہ سے اس کے خلاف سنا ہے۔

آپ کو یہ میری تقریر اس لیے میں یہ بھی گذارش کررہا ہوں کہ توجہ سے اور یہ بھی درخواست کررہا ہوں کہ اس کے متعلق آپ کے ذہن میں کوئی سوال آئے تو آپ جو اگلا ہفتہ آرہا ہے سوال آکر میرے سے پوچھ لیجئے گا۔ مجلس میں چونکہ وقت بہت مختصر ہے ہر چیز کو میں اتنا واضح نہیں کرسکتا اور وہ کیا بات میں کہہ رہا ہوں دو تین ایسی باتیں آئیں۔ اُس میں سے پہلی بات آج آئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جیسے ہی کہیں سے اعلان ہو جائے کہ امامؑ آگئے ہیں۔ فوراً نہ جائیے گا فوراً اس پر یقین نہ کیجئے گا۔ اچھا واقعاً زمانے کے امامؑ کے حوالے سے جو مجالس پڑھی گئیں ساری زندگی آپ نے علماء کرام، یہ میرے اساتذہ ہیں ان کی میں عزت کرتا ہوں۔ ان کی ڈیوٹی آف کرکے مجھے دو جملے بولنا آئے۔ اس پر آپ نے یہ بڑھایا کتابیں پڑھو کہ جیسے ہی امام کال کریں مومن کی علامت یہ ہے کہ فوراً دوڑ کر امامؑ کی طرف چلا جائے۔ نہ اپنے گھر کا خیال کرے، نہ اپنی اولاد کا، نہ اپنے بزنس کا، نہ اپنی ملازمت کا، فوراً چلا جائے اور پھر اس کی تفصیل بھی آئی ہے۔ بغیر پاسپورٹ، بغیر ٹکٹ کے کیسے آدمی جائے گا وہ ساری باتیں سو فیصد جھوٹ ہیں مگر ایک عام مومن کے لیے یہ باتیں نہیں ہیں۔

دیکھیے یہ بھی ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ امامؑ نے کال کیا اور ایک بار شیعہ اپنے گھر سے نکل کر امامؑ کی فوج میں داخل ہونے کے لیے چلا لیکن یہ کام شیعہ کے لیے نہیں ہے۔ یہ ایک عام شیعہ کی ذمہ داری نہیں۔

شیعوں میں بھی درجات تو ہوتے ہیں، عمل کے اعتبار سے، اپنے کردار کے اعتبار سے، اپنے یقین کے اعتبار سے، اپنے مطالعہ کے اعتبار سے اور رسول اللہؐ کی وہ

مشہور حدیث اس لیے سنا رہا ہوں کہ آج ہی کی مجلس میں اس نقطہ کو اور زیادہ واضح کرنے کے لیے سلمان فارسی کا واقعہ آئے گا۔

حدیث ابھی سن لیجیے۔ پیغمبرؐ کہتے ہیں کہ ایمان کے دس درجے ہیں۔ مسلمان دس درجے حاصل کر چکے ہیں۔

ابوذر 9 تک پہنچے ہیں، مقداد 8 تک پہنچے ہیں، عمار 7 تک۔

عمار، یاسر، مقداد، ابوذر یہ سب پیغمبرؐ کے صحابی ہیں۔ مخلص، اہل بیت کا ساتھ دینے والے ہیں مگر ان میں اختلاف ہے اب ایک بلین مسلمانوں میں کتنے سارے شیعہ ہیں مگر یہ ہر شیعہ کا مقام نہیں ہے کہ جیسے ہی امام کال کرے وہ پہچان لے کہ یہ امامؑ ہیں۔ ہمیں پتہ کیسے چلے گا؟ ہاں جو درجے کے لحاظ سے اتنے بڑے ہیں اُن کو معلوم ہو جائے گا لیکن ہمارا مقام ایسا نہیں۔ آپ دیکھیے ایک جملہ آپ نے اپنی زندگی میں بہت سنا ہو گا اور شاید آپ میں یہ چیز صاف نہ ہوئی ہو۔ آپ پریشان ہو گئے کہ اس کا مطلب کیا ہو گا اور یہ سنا ہو گا کہ امام زمانہ کی فوج میں 313 لوگ ہوں گے اور سوچا ہو گا کہ ایک سو ملین شیعوں میں صرف 313 شیعہ داخل ہوں گے تو باقی سارے کیا شیعہ نہیں ہیں؟ وہیں غلط فہمی ہے۔ 313 وہ ہیں جو امامؑ کی پہلی کال پر امامؑ تک پہنچیں گے۔ یعنی ایک ہزار ملین Million شیعہ اگر دنیا میں ہیں تو مقام کے اعتبار سے بمشکل تین سو تیرہ ہیں جو امامؑ کو اتنا زیادہ پہچانتے ہیں اتنا ان کا علم ہے۔

پہلی کال آتے ہی اُن کو پتہ چل گیا کہ یہ امامؑ ہیں وہ لوگ ایسے میں گھر سے نکل کے چلے لیکن عام شیعہ کو یہ موافق نہیں ہے۔ امام کا ماننے والا ہے مگر اچانک پہلی کال سن کر یہ نہیں پہچان سکے گا کہ یہ امامؑ ہیں۔ ایسے شیعوں کی ذمہ داری ہے کہ انتظار کریں۔ جوابات میں اس کو زیادہ واضح کروں گا۔ یہ غلط فہمی ہے کہ امامؑ ظاہر ہو گئے اور انھوں نے تمہیں کال کیا تو فوراً دوڑ کے جاؤ نہیں یہ غلط ہے۔ کیوں غلط ہے؟

نعوذ باللہ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ امامؑ آ گئے، آپ نے پہچان بھی لیا کہ یہ امامؑ ہیں

اس کے بعد تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔ جس کو پتہ چل گیا کہ امام ہیں اُس کے لیے تاخیر کرنا حرام ہے۔ اُسے تو اپنی اولاد کا خیال کرنا ہے نہ اپنے بزنس اور ملازمت کا خیال کرنا ہے نہ اپنی فیملی کا خیال کرنا ہے۔ امامؑ نے کال کیا پہلی دفعہ فوراً امامؑ کے پاس پہنچ جاؤ۔ لیکن وہ شیعہ جسے یہ حدیث معلوم ہے کہ ہمارے چھٹے امام امام جعفر صادق السلام کئی دفعہ یہ فرما چکے ہیں اور یہ حدیث اور دوسرے اماموں نے بھی ارشاد فرمائی ہے کہ میرے بیٹے کے آنے سے پہلے، میرے بیٹے کے آنے سے کیا سیکھو گے؟ بہت سارے یہ جھوٹے امام آئیں گے جو کہیں گے کہ ہم ہیں تمہارے امامؑ یہ سارا پوری اسلامک ہسٹری کی بات امام نہیں کر رہے ہیں۔

صرف تمہارے لیے جو اس وقت اور بعد از اسلام کی طاقت دیکھ رہے ہیں اُس میں کسی جھوٹے آدمی کو امامؑ بنانا بہت مشکل ہے۔

آج میڈیا کے ذریعے اور ٹیکنالوجی کے ذریعے کسی بھی آدمی کو ایسی چیزیں دی جا سکتی ہیں جسے ایک عام انسان معجزہ سمجھ لے گا۔ پرانے زمانے کے معجزے آج چھوٹے سے ایک بچے کے لیے ایک عام سا معمول بن گیا ہے۔

پہلے زمانے کے معجزے ٹیکنالوجی کی ترقی کی وجہ سے وہ معجزے نہ رہے۔ ہاں اک لفظ ہے عربی کا اور بہت ہی مشکل، یہ بھی میں صرف اس لیے کہہ رہا ہوں کہ یہ پیغام واضح ہو جائے کہ قرآن اس کو کہا گیا ہے کہ معجزۂ خالدہ ایسا معجزہ جو ہمیشہ رہے گا یعنی قیامت تک قرآن۔

معجزہ کا جواب نہیں لیکن سورج واپس پلٹایا گیا، چاند کے ٹکڑے یہاں سے نظر آتے ہیں، حضرت عیسیٰؑ کی طرح مردے کو زندہ یا نابینا آدمی کو نظر دی جائے۔ حضرت موسیٰؑ کا معجزہ یہ کہ ایک عصا ماریں دریا کے اندر باقاعدہ راستہ بن جائے۔ آج کی یہ ٹیکنالوجی ہر چیز میں پہنچ گئی ہے اور خالی ٹیکنالوجی نہیں جہاں پہ ٹیکنالوجی تھوڑی سی پیچھے رہ جائے گی وہاں یہ میڈیا اُس کمی کو پورا کر دے گا۔
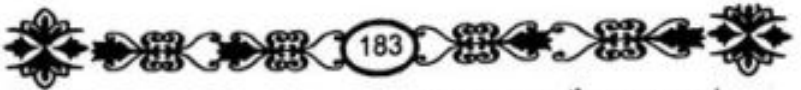
ٹین کمانڈر نامی فلم میں کتنے ہی معجزے ہیں جو ٹیکنالوجی کی وجہ سے آپ کو فلم کی سکرین پر نظر آ رہے ہیں۔ ایک چیز اور آگے بڑھی ہے اب سکرین کی بھی ضرورت نہیں بغیر اسکرین کے بھی جو اصل واقعہ نہیں ہے آپ کو ایسا لگے گا کہ یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح ٹیلی ویژن کے حوالے سے اور فلم کے حوالے سے جو کام ہو رہا ہے اور کیا یہ ہوا میں موجود جو پارٹیکل ہیں انھیں کو ہم سکرین نہیں بنا سکتے ہیں۔ خیر یہ میرا موضوع نہیں ہے میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جتنے معجزے انبیاء اور آئمہ نے دکھائے ہیں۔

جس معجزے کے ساتھ یہ لفظ آ جائے ''خالدہ'' یعنی مستقل معجزہ وہ تو ایسا ہے کہ قیامت تک میڈیا اُس کو بنا سکتا ہے اور نہ ٹیکنالوجی لیکن جس معجزہ کے ساتھ خالدہ کا لفظ نہ آئے۔ اُس وقت یہ معجزہ تھا لیکن بعد میں اسے ایک عام آدمی بھی ٹیکنالوجی کی مدد سے ایک معمول کی زندگی میں لا سکتا ہے۔ کتنے ہی واقعات ایسے ہیں۔

مولاؑ! میرا بھائی سینکڑوں میل دور ہے میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں اس وقت اُس کی کیا حالت ہے؟ امامؑ نے اشارہ کیا اور اس آدمی نے مکہ میں بیٹھ کر لندن والے بھائی کو دیکھ لیا۔ یہ اُس زمانے میں معجزہ تھا آج ہمارا بچہ کمپیوٹر پر بیٹھ کر اسے معجزہ دکھا رہا ہے تو اب جب اتنا ٹیکنالوجی اور میڈیا ایڈوانس ہو جائے گا تو معجزہ بنا سکے گا تو کسی جھوٹے امام کو ثابت کرنا کوئی مشکل نہ ہوگا۔ ایک عام آدمی ایک عام شیعہ وہ کیسے یقین کرے کہ جس نے یہ کہا ہے کہ میں امام ہوں۔

حقیقتاً یہ امام ہے کہ نہیں کیونکہ آج تک ہم نے منبر پر یہ سنا اور یہ سارے علماء نے صحیح کہا لیکن ذرا سی بات وضاحت چاہتی ہے اور ہماری قوم زمانے کے امامؑ کے حالات تفصیل میں سننے کو تیار کبھی نہیں ہوئی۔ آپ میں سے مجھ سے کسی نے کہا کہ مولانا آپ یہ موضوع چھوڑیں کسی اور موضوع پر بات کریں۔ میں نے اُس سے کہا کہ بات شروع ہو گئی ہے۔ دو تین دن تو لگیں گے اگر میں موضوع کو چھوڑنا چاہوں گا لیکن یہ ساری باتیں علماء بیان کس طرح کریں؟

جواب سنیے ایک عام شیعہ 21 ویں صدی میں رہنے والا جیسے ہی یہ سنے کہ امام آ گئے ہیں اُسے فوراً نہیں جانا ہے۔ لیکن یہ اس طرح ہو کہ درمیان تحقیق رہے مسلسل تحقیق کرتا رہے۔ علامات ظہور دیکھتا رہے اور مسلسل یہ دیکھتا رہے کہ یہ امامؑ کا جہاد کس طرح چل رہا ہے۔ سوال کیا ظہور کے بعد مومن اگر امامؑ کی فوج میں نہ ملے کیا یہ صحیح چیز ہے؟ ہم نے تو سنا ہے کہ فوراً جانا ہوگا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ جو آدمی امامؑ کی معرفت حاصل کر چکا ہو اس کے لیے فوراً جانا ہے اور جو ابھی غلط فہمی میں ہے تو یہ حیرانی بھی غلط نہیں ہے۔ ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ امامؑ ہیں اور اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے تھوڑا انتظار کرنا یہ بھی غلط نہیں ہے اور اس کے لیے میں ایک چھوٹا سا اسلامی تاریخ کا واقعہ پیش کر رہا ہوں۔ اللہ کے رسول کے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ صحابی تھے۔ ایک لاکھ بیس ہزار جواب 120 ہزار سیریل کہلاتا ہے۔

اتنا بڑا سیریل اور چودہ سال پہلے کی آبادی ذہن میں رکھیے گا۔ مگر سب سے افضل تفصیل کل استعمال کر رہا ہوں۔ سب سے افضل سلمان فارسی کا نام ہے ایک بات وہ حدیث میں پڑھی تھی اور کہا تھا نہ کہ سلمان کا واقعہ آئے گا یہ واقعہ سلمان ہے۔ رسولؐ اللہ نے یہ فرمایا کہ ایمان کے دس درجے ہیں۔ سلمان نے ایمان کو مکمل کر لیا ہے اور رسولؐ اللہ کے باقی صحابیوں 120 صحابیوں میں اور سلمان میں ایک بنیادی فرق تھا۔

وہ یہ تھا کہ باقی صحابی رسولؐ اللہ کا انتظار نہیں کر رہے ہیں۔ انھیں معلوم ہی نہیں تھا کہ رسول کون ہے وہ تو بُت پرست تھے۔ پیغمبر کی تبلیغ کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف آئے۔

سلمان جو آپ کی پیدائش کے لیے چوتھی صدی سے انتظار کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ لائبریری میں یا بک سٹور میں سلمان کی زندگی کی تاریخ کی کوئی نہ کوئی کتاب ہو گی۔ تو پڑھ لیجیے گا واقعات کیسے بتاؤں بہت تفصیل ہے۔

سلمان کی عمر کیا تھی جب رسول اللہ کے پاس آئے؟ تقریباً تین سو سال کے تھے جب سلمان کو موت آئی اور پیغمبر کے آنے سے دو سو پچاس سال پہلے یا دو سو بیس سال پہلے انھیں یہ خبر مل گئی تھی کہ پیغمبر آنے والا ہے۔

یعنی کچھ ایسی کتابیں پڑھیں تھیں اور اُس زمانے کے...... علماء جن کے پاس نیا مضمون تھا وہ سلمانؓ نے پڑھا۔ اب یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ وہ سلمان کی لائف ہسٹری چھوڑ دی ہے چنانچہ سلمانؓ کو معلوم ہو گیا کہ ایک آخری رسول آنے والا ہے اور وہ انتظار کر رہے ہیں۔ ایران کے رہنے والے ہیں سلمان مگر کتابوں میں کیونکہ دیکھا تھا کہ رسول اللہ مدینے میں اسلامی حکومت قائم کریں گے تو اپنا ملک چھوڑ کے مدینے آئے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ایران کے اندر پیدا ہونے والا سلمان مدینے کیسے پہنچ گیا؟ یہ اسی طرح ہے کہ جیسے آج اگر کسی جوان کو امام زمانہ سے ملنے کا بہت زیادہ شوق ہو تو وہ اپنا علاقہ چھوڑ کر مکہ چلا جائے کہ امام کا ظہور جس جگہ مکہ میں ہونا ہے وہاں جا کے بیٹھ جاتا ہے۔ یہی الفاظ ہیں سلمان کی تاریخ، سلمان کا مقام، سلمان کا دورِ انتظار۔

دو سو سال سے جو رسول کا انتظار کر رہا تھا ہم کتنے سال سے امامؑ کا انتظار کر رہے ہیں؟ جتنی ہماری عمر ہے اگر 40 سال ہماری عمر ہو اس کا مطلب ہے کہ ہم 35 سال سے امامؑ کا انتظار کر رہے ہیں۔ سلمان کو دو صدیاں مگر جب رسولؐ اللہ مدینے میں داخل ہوئے۔ سلمان ایک شخص یہاں سے سلمان 1976ء تک غلام تھے اور کام کر رہے تھے ایک باغ میں یہ باغ جو مدینہ کے اندر موجود تھا اور پھر سعودی حکومت نے اس باغ کو اُجاڑ دیا تھا لیکن سلمان جب اس باغ میں کام کر رہے ہیں تو یہ خبر سن بھی لی۔ جوان کا آقا ہے وہ روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ سنو! یہ مدینے والے کتنے پاگل ہیں! سلمان کے آقا نے پوچھا کیا ہوا کہ مکہ سے ایک آدمی آیا ہے اور وہ یہ بتا رہا ہے کہ میں اللہ کا آخری رسول ہوں اور یہ سب اُس کی باتوں پر آنکھیں بند کر کے یقین کر رہے ہیں اب یہ دونوں دوست مسلمانوں کا مذاق اُڑانے لگے۔

سلمان نے یہ سن لیا کہا اچھا دوسو سال سے یا دوسو چالیس سال سے جس کا میں انتظار کر رہا ہوں وہ آ گیا۔ 250 سال سے انتظار کرنے والا کتنا جذباتی ہوگا۔ مگر کیا سلمان نے ایک دفعہ رسول اللہؐ کے ہاتھ پر جا کر اسلام قبول کیا ہے؟ نہیں، کہا کہ مجھے پہلے معلوم کرنا ہے کہ یہ اللہ کا رسول ہے کہ نہیں اور جتنی کتابیں سلمان نے پڑھیں ایک اُس نے نہیں پڑھیں کہ دوسال اُس میں پیغمبر کی تین علامات ہیں۔ سلمان کا ایک طرف دل چاہ رہا ہے کہ دوسو سال سے انتظار کر رہا ہوں فوراً جا کے اسلام قبول کروں۔ دوسری طرف یہ بھی سمجھ رہے ہیں کہ جب تک یہ پتہ نہ چلے کہ صحیح ہے کہ غلط ہے۔ میں کیسے ان کے ہاتھ پر بیعت کروں اور اس کے لیے سلمان کو تین مہینے لگے۔ تین مہینے کیونکہ سلمان کا آقا ایک ماہ میں انھیں ایک دن کی چھٹی دیتا ہے تین نشانیاں چیک کرنا تھیں اور تینوں انفرادی طور پر ممکن نہیں تھیں۔

اب آپ کو معلوم ہے کہ پہلا دن یہ خبریں ملنے کے بعد جو پہلا دن آیا چھٹی کا، سلمان تھوڑی سی کھجوریں لے کے گیا (ابھی اس نے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا)۔ اور کہا کہ یہ میں آپ کے پاس لایا ہوں اور یہ صدقہ ہے۔ پیغمبرؐ نے اُس سے لے لیا اس لیے کہ تحفہ سے انکار کرنا یہ اسلام میں اچھا نہیں سمجھا جاتا مگر جتنے لوگ سامنے بیٹھے تھے یہ کھجوریں اُن میں تقسیم کر دیں۔ سلمان نے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی تو پوری ہوگئی جو کتابیں سلمان پڑھ رہے تھے اُن میں لکھا تھا کہ رسول سچا، وہ صدقہ اپنے یا اپنی فیملی میں کبھی استعمال نہیں کرے گا۔ اپنے صحابیوں کو دے دے گا اور وہ کھجوریں بڑی مزیدار تھیں کیونکہ باغ سلمان کی کھجوریں تھیں۔ ذائقہ میں بڑی اچھی تھیں اور اُس میں معجزے بھی تھے اور 1976ء تک یہ کھجوریں لوگ کھاتے رہے۔ پھر سعودی حکومت نے وہ سارا باغ جلا دیا۔ آئندہ ماہ ایک دن کی چھٹی ہوگی وہ بھی صرف دو گھنٹے۔ دوبارہ یہی کھجوروں کا ایک اور بنڈل بنا کے لایا۔ اللہ کے رسولؐ آپ کے لیے میں تحفہ لایا ہوں۔ پہلی دفعہ کہا تھا میں صدقہ لایا ہوں اب کہا کہ یہ صدقہ نہیں ہے یہ میرا تحفہ ہے۔
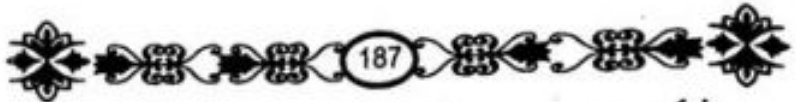
پیغمبرؐ نے لے لیا اور اپنے غلام کو بلا کے کہا کہ جاؤ میری بیٹی کے گھر دے آؤ اور اُن سے کہو کہ اسے استعمال کریں۔ فاطمہؑ کے گھر میں عام طور پر فاقے رہتے تھے۔

سلمانؓ نے دل میں کہا کہ دوسری علامت بھی پوری ہوگئی۔ تحفہ اپنی اولاد پر خرچ کرے گا۔ صدقہ اولادِ رسولؐ پر حرام ہے چنانچہ وہ اصحاب کو دے گا۔ تیسرا مہینہ آیا اب آخری علامت سلمان کو چیک کرنا ہے لیکن یہ بڑی مشکل تھی کہ رسول کے کاندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔

اب یہ مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان ہے مگر جب ایک آدمی لباس میں ہو تو یہ نظر نہیں آتا اور اسے میں کیسے چیک کروں؟ لیکن جب سلمان مدینے پہنچے تو یہ کوئی حادثہ تھا یا خدا کا طریقہ تھا کہ کسی مسلمان کی موت ہوگئی تھی اور میت جارہی تھی تو رسولؐ اللہ بھی اس میت میں تھے۔ اب اتنا چانس ہے کہ سلمان پیغمبر کے پیچھے چل سکتے ہیں ابھی تک تو یہ تھا کہ جب رسول اللہؐ کے پاس جائیں گے رسول مدینے میں بیٹھے ہیں سلمان سامنے آئیں گے جس سے آپ کو ملاقات کرنا ہے اُس کو آپ دیکھ رہے ہیں آج چانس ہوگیا کہ رسولؐ کے پیچھے چل رہے ہیں مگر اب یہ مہرِ نبوت کیسے نظر آئے؟

سلمان نے بڑی کوشش کی تھوڑا اچھل اچھل کے دیکھنا چاہا مگر پیغمبر کا لباس اس طرح سے ہے کہ چلتے چلتے رسول اللہ کو تو معلوم ہے یہ۔ آپ کا یہی اعتقاد ہے نہ آپ اُن میں تو نہیں ہیں جو کہتے ہیں کہ رسول بیچارے تو یہ بھی نہیں جانتے، چالیس سال تک تو یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ میں نبی ہوں اور جب یہ پتہ چلا تب بھی رسولؐ اللہ کو کچھ نہیں معلوم۔ پیغمبر کو پتا ہے کہ میرے پیچھے جو آرہا ہے یہ کون آرہا ہے اور کیوں آرہا ہے؟

چنانچہ ایک مرتبہ پیغمبرؐ نے اپنے لباس کے دو تین بٹن کھول دیے اور ذرا سا لباس کھلا کر کے پیچھے کی جانب کیا۔ سلمان فارسی کی نگاہ پڑ گئی مہرِ نبوت پر۔ اب دوڑ کے آتے ہیں اللہ کے رسولؐ! ہاتھ پھیلایئے میں آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

آپ اپنی قوم کو بتادیجئے گا کہ اپنا دفتر کہاں ہے۔ مجھ سے لوگوں نے کہا آپ

نے جو اس سے پہلے مجالس پڑھیں وہ اور تھیں اس سال بھی میں نے ابھی تک مجلسوں کو آہستہ رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے مجھ سے نہیں پڑھا جا رہا ہے لیکن اگر آپ دیکھیں کہ اتنا آہستہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ صاف مجلس بھی نہیں پڑھی جائے گی اس لیے کہ نہ ہم آہستہ سنتے ہیں نہ صاف سنتے ہیں۔ صرف پُرسکون ہو کے بیٹھ جاتے ہیں لیکن مجھے بتا دیجئے کہ کم از کم مجھے زیادہ تھکن نہ ہو۔

صاف پڑھنا ہے، ہمت دینا ہے، اپنے آپ پر کنٹرول، بہت زیادہ میں تھک جاتا ہوں۔ خیر یہ تو میں نے اس لیے کہا کہ مجھے ایسا ہوا لیکن کچھ لوگوں کو یہ مجلسوں کی تاریخ بہت آہستہ لگ رہی ہے۔

اب آیئے آج کی مجلس تو ختم ہو رہی ہے مگر جملہ سن لیجئے گا۔ سلمان جیسا حیثیت کے لحاظ سے عظیم صحابیؓ، پیغمبرؐ آ گئے باقی ایک لاکھ بیس ہزار صحابیوں نے جیسے ہی رسولؐ سے ملاقات کی جلدی اسلام قبول کیا۔ سلمان 250 سال سے پیغمبرؐ کا انتظار کر رہے ہیں کہ پہلے نشانیوں سے چیک کر لوں صحیح ہے کہ صحیح نہیں ہے۔

تین مہینوں کے بعد پیغمبر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ جو آدمی رسولؐ کے لیے اسلام میں ایک طریقہ اور بھی ہے یہی آخری امام کے لیے بھی ہے۔ اگر امام کی پہلی کال آئی اور تم پہچان گئے کہ یہ امام ہیں تو فوراً جانا ہوگا اور اگر ذرا بھی پریشان ہو گئے تو فوراً نہیں جانا ہے، انتظار کرنا ہے جب تک کہ یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ یہ امام صحیح ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مکے میں امام پہلی کال کریں گے تو صرف 313 آئیں گے لیکن جب امام مکہ سے دمشق پہنچیں گے کیونکہ سیریا میں مغربی دنیا میں ایک ایسے آدمی کو لا کے بٹھایا ہے جس کا نام ہے سفیانی اور وہ مسلمانوں پر حد سے زیادہ ظلم کر رہا ہے اور اُس نے اسلامی ممالک میں قبضہ کیا، لوگوں کا اُس نے خون بہایا، اب خانہ کعبہ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ تب امام آئیں گے دمشق تو امام کی فوج تقریباً 200 ہو گی مکہ میں۔ مدینے سے اور بڑھ جائے گی جو تقریباً تین ہزار ہو گی۔ آج آپ نے اس کے

خلاف سنا ہو گا کہ جو پہلی کال میں امام تک نہ پہنچا بس اب وہ گمراہ ہو گیا، کافر ہو گیا۔

اب وہ امام کی فوج میں نہیں ملے گا۔ غلط ہے اُس کے بعد بھی چانس ملے گا۔ ہاں جس نے امام کو پہچان لیا اور پھر نہ گیا وہ نہیں جا سکے گا لیکن اگر کسی نے کہا میں انتظار کر رہا ہوں کہ یہ مسئلہ ختم ہو جائے یا مجھے یقین آ جائے وہ بالکل صحیح کرے گا اور اُسے آگے بھی چانس ملتا جائے گا۔

میں اتنا زیادہ اس نقطہ پر گفتگو کیوں کر رہا ہوں۔ اب سنیئے میرا ایک جملہ جس کی تفصیل کل آئے گی۔ لوگ باقاعدہ فہرست بنا کر بیٹھے ہیں ساری دُنیا دیکھ کے آ رہی ہوں۔ Melburn سے چلا ہوں پاکستان رُکا ہوں، پاکستان سے گلف (خلیج) رُکا ہوں۔ گلف سے یہاں آیا ہوں اور یہاں سے پر و تو جا رہا ہوں اور یہ دو سال سے میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر جگہ جوان فہرستیں بنا کے بیٹھیں ہیں کہ علامات ظہور میں سے اتنے پورے ہو گئے اب امام آنے والے ہیں۔ انتظار ہو رہا ہے امام کا اور میں ایک جملہ کہتا ہوں جو لوگ سمجھ جائیں گے وہ کل نہ آئیں گے۔ باقی لوگ آئیں گے کہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ اتنی علامات ظہور پوری ہو گئی ہیں اب امام کب آئیں؟ اور میں کہہ رہا ہوں کہ میں انتظار کر رہا ہوں اتنی ظہور کی نشانیاں پوری ہو گئیں ہیں اب وہ امام کب آنے والا ہے جسے میں جسے یہ مخالف اسلام بنا کے لانے والے ہیں؟ اب میں اس کا انتظار کر رہا ہوں اور اس کے بعد اصلی امام آئے گا۔ لوگ کہہ رہے ہیں کہ اتنی علامات کے بعد اب جو آئے گا وہ امام آئے گا اور میں کہتا ہوں اور اس کی وجہ کل بتاؤں گا۔

جو میں کہتا ہوں کہ اب جو آئے گا جو پہلے آئے گا وہ 99 فیصد امام آئے گا۔ وہ جھوٹا امام ہو اور یہ کہہ کر تھوڑی آئے گا کہ میں جھوٹا ہوں بڑا احمق اور پرہیز گار بن کے آئے گا۔

آج کی مجلس میں اب زیادہ وقت نہیں رہا۔ اس لیے ایک بات کہہ رہا ہوں لیکن جب تک آدمی کسی واقعے کا شاہد نہیں بنتا، اُسے محسوس نہیں ہوتا کہ ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ
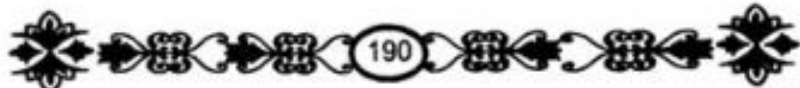
اگر چودہ سو سال پہلے کربلا میں ہوتے تو کتنے بے وقوف اور احمق آدمی جنھوں نے یزید کو امیرالمؤمنین کہہ کر ساتھ دیا۔

نہیں آج اگر یہی لوگ پتہ نہیں کتنے آدمی یزید کو کنڈام کر رہے ہیں اس لیے وہ یزید کو مان لیتے کہ وہ اس انداز سے ذہنوں کو چیک کر کے آتا کہ لوگ اُس کو مان لیتے اور یہ جملہ میں اپنی قوم کی حالت دیکھ کر کہہ رہا ہوں۔

یزید نہیں مگر یزیدیت کو پھیلانے والے کچھ لوگ شیعہ بن کر ہمارے درمیان آتے ہیں اور ہم اُن کی باتیں مانتے چلے جاتے ہیں اس لیے کہ وہ اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں۔ یزید اپنے آپ کو امیرالمؤمنین کہتا تھا۔ خلیفۂ رسولؐ کہتا تھا اس وجہ سے مسلمان اُس کا ساتھ دے رہے ہیں اور اتنا اعتماد اُسے اپنی قوم پر کہ ایک جمعہ کے دن نماز کی تیاری ہو رہی ہے۔ آقا سجادؑ کو یہ مسجد میں لاتا ہے مگر اتنا بھی نہیں کرتا کہ آقا کے ہاتھ کی ہتھکڑی کھول دے اور پاؤں کی بیڑیاں کھول دے۔ اُسے پتہ ہے کہ ساری مسجد میں نمازی ہیں لیکن کوئی احتجاج نہیں کرے گا کیونکہ اُس نے تاثر کیا دیا کہ یہ باغی ہیں یہ اسلام میں فساد برپا کرنے والے ہیں، یہ رسولؐ اللہ کی شریعت کو ختم کرنے والے ہیں اس لیے مسلمان سید سجادؑ کو دیکھ رہے ہیں کہ یہ مسجد میں نماز پڑھنے آ رہے ہیں مگر نہ ہتھکڑی پر اعتراض کر رہے ہیں نہ بیڑی پر اعتراض کر رہے ہیں اور پھر یزید کے حکم سے اس کا ایک عالم منبر پر بیٹھ گیا۔ اُس نے مزید ساری باتیں کہہ دیں۔

مسلمانو! عید مناؤ، آج رسولؐ اللہ کی شریعت کو فتح ہوئی ہے۔ آج تا اب رسول فاتح ہے باغی ابنِ باغی مارا گیا ہے۔ جو کچھ کہنا ہے کہہ دیا مولا سجادؑ منبر کے نیچے تھے۔ ایک بار کھڑے ہو گئے۔ یزید! اب میں منبر پر جاؤں گا، تیرے عالم نے جو کہا کہا اب میں اپنا تعارف کراؤں گا۔ آپ منبر پر گئے اور ایک مرتبہ کہا کہ سنو! سنو!

اَنَا اِبْنِ مُحَمَّدِ مُصْطَفٰی اَنَا ابْنِ عَلَی الْمُرْتَضٰی، اَنَا اِبْنُ خَدِیْجَۃُ الْکُبْرٰی
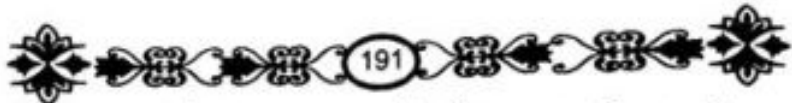
''جو اس نے کہا غلط ہے میں محمدؐ مصطفیٰ کا بیٹا ہوں، میں علیؑ المرتضیٰ کا وارث ہوں، میں خدیجہ طاہرہ کا بیٹا ہوں۔''

میری دادی فاطمہ زہراؑ، میں کعبے کا وارث، میں مکے کا مالک، میں وہ کہ جس کے باپ کا سر گردن سے جدا ہو گیا، میں وہ جس کا بابا تین دن کا پیاسا مارا گیا۔ میں وہ جس کے اہل حرم کو قیدی بنا کے لے جایا گیا۔

بس ایک مرتبہ عزادارو! آخری دو جملے کہہ رہا ہوں ایک آپ سے، ایک آقا سجادؑ سے یزید نے جب یہ دیکھا تو مؤذن سے کہا کہ جلدی سے اذان دے اِقْطَعْ کَلَامَہٗ اس کی بات کٹ جائے۔ ورنہ مجمعے میں انقلاب برپا ہو رہا ہے اُدھر اذان شروع ہوئی مولا سجادؑ نے خطبہ روکا۔

عزادارو! آپ نے مجلسیں سنی ہیں پڑھی نہیں ہیں لیکن میں مجلس پڑھنے والا ہوں۔ اس سپیکر کو گردن کی آزادی چاہئے ہاتھوں کی آزادی چاہیے کبھی اشارہ کرتا ہے کبھی چہرہ گھماتا ہے۔ اللہ اللہ! میرے مولا سجادؑ کے گلے میں طوق ہے، ہاتھوں میں ہتھکڑی ہے، پاؤں میں بیڑی ہے کس طرح سے یہ تقریر کر رہے ہوں گے؟ اور اگلا جملہ آقا سجادؑ سے کہ آقا! یزید نے مؤذن سے کہا ان کا کلام کاٹ دے۔ آپ کا کلام کاٹا گیا مگر اذان کے ذریعے مگر ہائے! جب آپ کا بابا علی اصغرؑ کو کربلا میں لے کے آیا اور عمر سعد نے حرملہ سے کہا کہ حرملہ اقطع کلامہ الحسینؑ حسینؑ کا کلام کاٹ دے وہ اذان کے ذریعے نہ تھا وہ تین پھال کا تیر چلا جس نے اصغر کے سارے گلے میں چھید کر کے رکھ دیا۔

بابا نے کہا کہ گھبرا نا نہیں آج تیری مصیبتوں کی آخری رات ہے تجھے تیری دادی لینے آئی ہیں۔ بابا وعدہ کر کے کہاں چلا گیا؟ زینبؑ نے جب یہ جملہ سنا تو سمجھ گئیں کہ سکینہؑ دنیا سے جانے والی ہیں۔ آواز دی سیدانیوں! جلدی اٹھو۔ سنو! میری بچی مجھے کیا کہہ رہی ہے؟ اب سکینہؑ بیچ میں ہے چاروں طرف بیبیوں نے ماتم شروع کیا۔

آواز یزید کے محل تک پہنچ گئی۔ یزید نے گھبرا کے کہا کہ مجھے آج رات بھی نیند نہیں ملے گی۔

جاؤ بچی کو خاموش کراؤ غلاموں نے ہاتھ جوڑ دیے۔ یزید ہر کام کر سکتے ہیں اُس بچی کو خاموش نہیں کرا سکتے۔ کیسے خاموش کرائیں؟ اگر طمانچے مارتے ہیں تو وہ اور روتی ہے کہ بابا! اپنی سکینہ کو بچا لے۔ اگر کوڑے مارتے ہیں تو بچی اور روتی ہے کہ چچا عباس! ذرا آ کے اپنی سکینہؑ کی مدد کیجئے۔ یزید نے کہا تو پھر کوئی طریقہ نہیں ہے اس کو خاموش کرانے کا؟

ایک کنیز نے کہا کہ ایک چیز سمجھ میں آتی ہے ابھی وہ بار بار کہہ رہی ہے ہائے بابا ابھی اُس کے بابا کا کٹا سر تمہارے پاس ہے یہ سر بھجوا دیں شاید باپ کا سر دیکھ کر بچی کو سکون آ جائے۔ اُدھر قید خانہ میں ایک بار روتے روتے سکینہؑ کھڑی ہو گئی اور دروازے کی جانب جانے لگی۔ زینبؑ نے کہا سکینہ! کہاں جا رہی ہو؟ کہا مجھے میرے بابا کی خوشبو آ رہی ہے، ایسا لگ رہا ہے دروازے پر میرا بابا آنے والا ہے اور ایک دم دروازہ کھلا۔ کنیزیں ایک طشت کو لے کے آئیں جس پر کپڑا پڑا ہوا تھا۔ زینبؑ کے سامنے وہ طشت آیا، شہزادی! یزید نے یہ طشت بھجوایا ہے۔ زینبؑ نے ایک دم کپڑا ہٹایا۔ ہائے! بہن کی آنکھوں کے سامنے ایک بھائی کا کٹا سر!

عزادارو! ساری بیبیاں اپنی جگہوں پر کھڑی ہو گئیں پہلے تو سب نے اسی سمت میں سلام پڑھا۔

السلام عليك يا ابا عبدالله، السلام عليك يا ابن رسول الله

پھر زینبؑ نے سر اُٹھا کے سکینہؑ کو دیا، لے سکینہؑ تو بابا کو یاد کر رہی تھی تیرا بابا آ گیا۔ سکینہؑ کہنے لگی: بابا! تیری سکینہؑ نے تیرے بعد بڑی مصیبتیں برداشت کیں۔ ارے میرے رخسار دیکھ! اب تک طمانچوں کے نشان، ہائے میری کمر! اب تک کوڑوں کے

نیل، ایک بار سکینہ کی آنکھ بند ہوگئی زینب گھبرائی۔ سجاد ذرا آگے بڑھ کے دیکھ۔ خدا کبھی کسی بڑے بھائی پر چھوٹی بہن کی یہ حالت نہ دکھائے ) بس ایک بار قریب آ کر سکینہ کا ہاتھ پکڑا اور پلٹ کر کہا: پھوپھی اماں انا للہ و انا الیہ راجعون۔

میری بہن مجھے چھوڑ کے چلی گئی۔ ہائے میرا آقا کفن بھی نہ لا سکا۔ ہاتھوں میں سکینہ کا لاشہ لے کے چلا، تابوت کا بھی انتظام نہ ہوسکا۔ سجاد نے اسی طرح ننھی بہن کو قبر میں اُتارا۔ مگر آپ تو تابوت کا استقبال کریں ہائے سکینہ! ہائے زینب! مجلس ختم ہوگئی ہے۔ کی ایک کتاب ہے "بچوں کی کہانیاں" اس کی جلد دوم میں یہ حدیث ہے پورے واقعے کے ساتھ کہ کوئی زائر کسی اور شہر سے آیا۔ امام کے پاس پہنچا واپسی پر جاتے جاتے یہ کہنے لگا: مولا! مجھے کوئی تحفہ دیجئے جو میں اپنے شہر والوں کو دوں تو امامؑ نے فرمایا: ایک وصیت ان کو پہنچا دو کہ ہمیشہ اللہ کو یاد کریں اور پھر فوراً یہ جملہ ارشاد فرمایا:

لیکن خبردار! اللہ کو یاد کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تسبیح لے کر بیٹھ جاؤ۔ سبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر۔

کہا اللہ کو یاد کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ سمجھو کہ جیسے تم ہر وقت اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے ماں باپ ہمیں دیکھ رہے ہیں تو کتنے ادب و احترام سے بیٹھ جاتے ہیں۔ کہا بس یہ سمجھو کہ خدا کو کہ اللہ ہر وقت تمہارے ذہن میں رہے اس کی بہترین مثال حضرت یوسفؑ کے واقعے میں آتی ہے۔ شاید یہ واقعہ خواتین کی مجلس میں پڑھنا مناسب بھی نہ ہو لیکن بہت اہم واقعہ ہے اس لیے میں چھپے چھپے الفاظ کے ساتھ یہ واقعہ پڑھتا ہوں۔

جب جناب زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو گناہ کے راستے پر لگانا چاہا تو اس وقت پہلا کام یہ کیا کہ سامنے ایک الماری کھلی ہوئی تھی جسے شیلف وغیرہ کہتے ہیں۔ پہلے جاتی ہیں اس پر پردہ ڈالتی ہیں، الماری پر حرام ایسا حرام جو جناب زلیخا کرنا چاہتی ہیں، اس میں کھڑکیاں، دروازے بند کیے جاتے ہیں، روشندان بند کیے جاتے ہیں، کمرے،
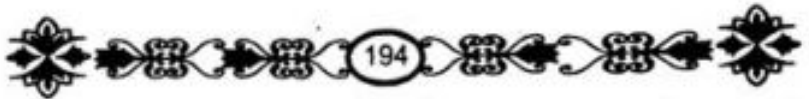
الماری، حضرت یوسفؑ نے پوچھا آخر یہ کس لیے؟ کہا کہ اس الماری میں میرا خدا بیٹھا ہوا ہے۔ بُت پرست تھیں ایک بت تھا ہاتھ کا بنا ہوا وہ رکھا ہوا تھا۔ کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے خدا کے سامنے گناہ کروں! تو جناب یوسفؑ نے وہ جملہ کہا جو قرآن کی آیت بنی۔

کہ اگر تو اپنے جھوٹے خدا سے اتنا شرماتی ہے تو مجھے تو اپنے پروردگار حقیقی سے زیادہ ڈرنا چاہیے اور یہ کہہ کر وہ دروازے کی جانب گئے اور قمیض کھینچی گئی اور قمیض پھٹ گئی۔

جناب زلیخا نے جھوٹے بت کو خدا مانا لیکن اتنا احترام اس کا کیا کہ اس کے سامنے گناہ نہیں ہوگا اور ہم اپنے سچے حقیقی پروردگار کے جس کی آنکھوں کے سامنے چوبیس گھنٹے ہیں۔

امامؑ فرماتے ہیں یہ ذکرِ خدا ہے۔ یاد رکھو! اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس ذکر خدا سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔

اب میرا موضوع رحمت گھر میں آئے سکون۔ یہ قرآن نے کہا: اور یہ کیسے کہا کہ یہ ایک عورت کی ذمہ داری ہے؟ تمہیں گھر میں یہ دو چیزیں لانا ہیں۔ اب پتہ چلا کہ رحمت لانا یہ عورت کی ذمہ داری بنی کہ اپنے گھر میں کوئی نشے کی چیز نہیں آنے دے گی۔ اپنے گھر کے اندر کوئی گانے بجانے کی چیز نہیں آنے دے گی۔ اپنے گھر کے اندر کوئی جوئے کی چیز نہیں آنے دے گی۔ اپنے گھر کے اندر بے پردگی نہیں آنے دے گی اور اگر اسے اپنے گھر میں سکون لانا ہے۔ اسی کے لیے تو اللہ نے اسے پیدا کیا ہے تو اسے اپنے گھر میں ہر وقت خدا کی یاد کو تازہ رکھنا ہے تسبیح پڑھنا ہے گھر کا ماحول ایسا بنانا ہے کہ پتہ چلے کہ اِس گھر والوں کو یقین ہے کہ ایک اللہ ہے جو کہ دیکھ رہا ہے۔ ایسا گھر کا ماحول بنانا ہے۔

جس کا دو سال پہلے یا تین سال پہلے اُردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ یہ شیخ صدوق

جن کی کتاب ہمارے یہاں کی دوسری محکم ترین اور مشہور کتاب ہے یہ محمد اینڈ یعقوب کی کاپی کے بعد اس میں ابوذر غفاریؓ کا مختصر سا واقعہ ہے لیکن جتنا مختصر ہے اتنا ہی اہم اور قابلِ توجہ ہے۔

لیکن واقعہ بیان کرنے سے پہلے ابوذرؓ کے حوالے سے ایک جملہ ضرور کہہ دوں کہ واقعہ سمجھ میں آ جائے۔ لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! بنی اسرائیل میں کتنا عقل مند اور دانش ور انسان گزرا! لقمان حکیم جن کے بارے میں بعض مسلمانوں کا یہ نظریہ ہے کہ اتنے عقل مند و دانش ور تھے کہ پروردگار نے اِن کی (عہدۂ نبوت) عقل مندی دیکھ کر عہدہ نبوت کی پیش کش کی اور انھوں نے منع کر دیا۔ خیر ہم اس روایت کو تو نہیں مانتے کیونکہ ہمارے عقیدہ میں نبی پیدائش سے ہی نبی ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی آگ لینے جائے اور نبوت مل جائے اور کوئی نماز میں عبادت کر رہا ہو اور بائی پاس آپریشن سے اسے نبی بنا دیا جائے۔ ہمارے ہاں نبی ہمیشہ نبی ہوتا ہے لیکن لقمان اتنے دانش ور اور عقل مند کہ لوگوں کو اس کے نبی ہونے کا دھوکہ ہوا۔ اب پروردگار نے خاص ایک سورہ ان کے نام پر قرآن میں نازل کیا۔ اس میں ان کی تعریف کی گئی۔ یہ لقمان بنی اسرائیل کے مانے ہوئے شخص تھے۔

لوگوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! اللہ نے بنی اسرائیل کو کتنا عقل مند انسان عطا کیا۔ پیغمبرؐ نے مسکرا کر کہا: مجھے بنی اسماعیل کو پروردگار نے اتنا ہی ایک عقل مند انسان دیا۔

یا رسول اللہؐ! وہ کون؟ پیغمبرِ اسلامؐ نے ابوذر غفاریؓ کے کندھے پر ایک ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ ابوذر اس امت کا لقمان ہے۔ یہ عقل مندی اور دانش مندی کے حوالے سے کہہ رہا ہوں ورنہ ابوذر کے اور بھی فضائل ہیں۔ معصوم نے یہ ارشاد فرمایا کہ آج تک اس آسمان نے ابوذر سے زیادہ سچے انسان کے سر پر سایہ نہیں کیا۔ آج تک اس زمین نے ابوذر سے سچے انسان کو نہیں اُٹھایا ہے۔ ابوذر وہ ہیں جن کی ایک سنت قیامت تک اسلام کا حصہ بن گئی۔ یہ وہ پہلے انسان ہیں کہ جب وہ پیغمبرؐ کی خدمت میں
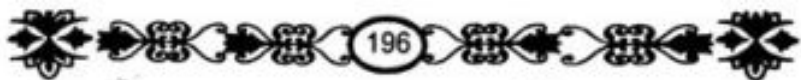
آئے تھے تو انھوں نے پیغمبرؐ کو سلام کیا۔ اسلام کا پہلا سلام خود ابوذرؓ نے کیا جو پروردگار کو اتنا پسند آیا کہ قیامت تک کے لیے اسلام کی ایک اہم ترین سنت بنا دیا۔

ابوذر وہ واحد صحابی ہے۔ جس کے لیے پیغمبرؐ نے کہا کہ تمہارے لیے تقیہ حرام ہے چنانچہ بہا ملے یا تنگ دہلی تاریخِ اسلام میں ابوذرؓ ہر اس حکمران کے خلاف بولتے رہے جو سیرتِ رسولؐ سے ہٹا اور قرآن کو پسِ پشت ڈالا۔ میں نے کہا تا کہ اصل ابوذر کی عقل مندی اور دانش مندی کو بیان کرنا ہے یہ تو حتمی ایک دو باتیں آ گئیں اور یہ حتمی باتیں اس لیے آ گئیں کہ ان کا تعلق ابوذرؓ ہی کی دانشمندی سے ہے کیونکہ بقیہ احکام میں تو ابوذر تقیہ نہیں کرتے حکمران عاجز آ گئے اور ابوذر کو حکم دیا کہ مدینہ چھوڑ دے۔ ابوذر کو مدینہ سے جلاوطن کیا گیا۔ جب ان کی عمر 80 سال تھی۔

عزیزانِ گرامی! خالی ابوذرؓ کو بھیجا گیا۔ جوان بیٹے نے کہا: (ابوذر کا جوان بیٹا تھا جس کا نام تھا ذر) میری غیرت برداشت نہیں کرتی کہ میرا بوڑھا باپ اکیلا جنگل میں بیٹھے اور جوان بیٹا شہروں کے مزے لے۔ حکمران نے ابوذرؓ کے بیٹے سے کچھ نہیں کہا۔ پابندی معاف کر دی لیکن یہ چودہ سو سال پہلے کا زمانہ جہاں بیٹا باپ کا خیال کرتا ہے۔ آج کا زمانہ تھوڑا ہی ہے کہ ہر ایک ایسا نفسا نفسی میں لگا ہے لیکن ایک بات تقریر میں آگے چل کے آ رہی ہے۔

ابوذر کے ساتھ جوان بیٹا خود گیا اور یہاں پر اکثر ایک جملہ میں ایصالِ ثواب کی مجلس پر کہتا ہوں۔ اگرچہ آج ایصالِ ثواب کی مجلس نہیں ہے لیکن روایت ایک ایسی بن گئی جو اس کے لیے بھی مناسب ہے اور میرے موضوع کے لیے بھی۔ ایصالِ ثواب کی مجلس میں یہ کہہ چکا ہوں کہ جتنی منطق ہے، فلسفہ ہے، حساب کتاب ہے یہ ہر چیز میں آپ چلا لیجیے جو ہر منطق، ہر فلسفے کو توڑنے والی ہے یعنی عقل کہتی ہے کہ بوڑھا پہلے مرنا چاہیے جوان بعد میں۔ موت نہیں مانتی ہے بوڑھے بیٹھے رہتے ہیں اور جوان مر جاتے ہیں۔ عقل کہتی ہے کہ صحت مند آدمی کو بعد میں مرنا چاہیے بیمار آدمی کو پہلے، بیماری آدمی

بیٹھا رہتا ہے اور وہ صحت مند آدمی جو سارے اپنے ٹیسٹ کرا کے آیا ہر طرح سے دیکھا بالکل رپورٹس چیک کی ہیں کسی قسم کی بیماری نہ ہو، مر جاتا ہے۔ مجھے اب بھی یاد ہے 1981ء کے حج پر جب میں جا رہا تھا ایک نوجوان میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولانا! مجھے معلوم ہے میرے باپ کی حالت ایسی نہیں کہ کوئی ان کو حج پر لے جائے۔ کینسر کے آخری حصے میں تھے آواز تک ان کی ختم ہو چکی تھی اور مرنے کے قریب تھے اور ان کی تمنا ہے کہ اشاروں سے کہتے ہیں کہ کسی طرح مجھے حج کرا دو اور مولانا مجھے معلوم ہے کہ یہ جائیں گے تو واپس نہیں آئیں گے۔ بس اتنی زحمت آپ کیجئے خاص میری ایک درخواست ہے کہ کسی طرح ان کو لے کے چلے جایئے۔ خیر شریعت میں ایسے لوگوں پر حج تو ساقط ہے لیکن اس انداز سے درخواست کی اور اس زمانے میں حاجیوں کی تعداد اتنی کم ہوتی تھی کہ ایسے بیمار حاجی کی خدمت کا وقت بھی مل جاتا تھا۔ بس لے گئے یہ 1981ء کی بات ہے اور آج 2006ء پورے 25 سال۔

وہ بزرگ جب کینسر کے آخری حصے میں تھے جن کے بیٹے نے ان کی تدفین و تجہیز کے سلسلے میں ساری شرعی ذمہ داریاں حج کے سفر پر بھیجتے وقت پوری کر دی تھیں۔ مولانا ہم اختیار کلی دیتے ہیں ان کا جنازہ، ان کا غسل، یہ ساری ذمہ داری۔ وہ اب تک زندہ ہیں ابھی میں لاہور آنے سے پہلے کراچی میں تین مجلسیں پڑھ رہا تھا۔ ابھی میری اُن سے ملاقات ہوئی۔ ان کا وہ بیٹا بھی مر چکا ہے اور اس بیٹے کا بیٹا بھی مر چکا ہے 26 سال ہوئے۔

تو موت مرتے کا فلسفہ نہیں دیکھتی کہ بوڑھا پہلے مرے جوان بعد میں۔ بیمار پہلے مرے صحت مند بعد میں۔ چنانچہ یہی ہوا ابوذر کا جوان بیٹا خالی اپنے باپ کی خدمت کے لیے گیا تھا کوئی حکومت کی پابندی نہیں تھی لیکن جس جنگل میں گئے تھے معلوم ہوا ابوذر زندہ ہے اور باپ کی موجودگی میں بیٹا مر چکا ہے۔ باپ کی خدمت کے لیے آیا تھا لیکن خالی یہ مسئلہ نہیں کہ بیٹا گیا یہی کتنا بڑا غم ہے کتنا بڑا صدمہ ہے صرف بوڑھا باپ ہی
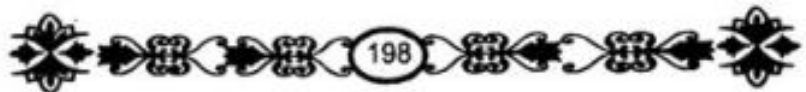
محسوس کر سکتا ہے۔ جوانوں کو تو پتہ ہی نہیں چلے گا اور جوانوں کا قصور نہیں۔ یہ میرے آقا اکبرؑ سے کہتے ہیں کہ اکبرؑ! تیرا جوان بیٹا نہیں ہے اس لیے تجھے نہیں معلوم کہ بوڑھے باپ پر کیا گزر رہی ہے لیکن خالی جوان کی موت نہیں ہے جنگل میں اکیلے بیٹھے ہیں کوئی اور ہے بھی نہیں۔ اب غسل بھی خود دینا ہے، کفن بھی خود سلانا ہے، دفن بھی خود کرنا ہے۔ غسل دینا آسان نہیں ہوتا ہے۔ دو، دو، تین، تین جوان ہوتے ہیں تب میت کو غسل دیا جاتا ہے یہاں 80 سال کا اکیلا بوڑھا باپ ایک طرف غم سے نڈھال ہے دوسری طرف سے شرعاً واجب ہے کہ اگر اکیلے ہو تو اکیلے غسل دو۔ چلیں یہ بھی ٹھیک ہے قبر کھودنا تو قبرستان کوئی تھوڑی ہے کہ قبر تیار ہے۔

ابوذر کو اپنے ہاتھ سے اپنے جوان بیٹے کے لیے قبر کھودنا پڑی اور پھر سوچئے کہ بوڑھا باپ جوان بیٹے کو وہ بچہ نہیں، جوان بیٹے کو اکیلا قبر میں اُتار رہا ہے۔ دو دو تین تین آدمی لگتے ہیں تب میت قبر میں اترتی ہے۔ یہ سارے مشکل ترین مراحل ابوذرؓ نے اکیلے انجام دیے۔

چنانچہ جب قبر سے باہر آئے قبر کو بند کیا اور قبر پر ہاتھ رکھ کر ایک جملہ کہا۔ تم نے کہا، ٹھیک ہے اتنے غمگین اور تھکے ہوئے ہیں ابوذرؓ وہ غلط ملط جملے کہہ گئے ہوں گے کوئی بات نہیں۔ وہ معصوم کوئی تھوڑی ہیں ہم یہی سمجھتے کہ غم شدت اور خالی غم نہیں غم کے ساتھ یہ ساری تھکن تھی اس لیے اب اس نے یہ جملہ کہا۔ جو کسی کی عقل میں نہیں آتا لیکن پھر جب ابوذرؓ نے خود اپنے جملے کو سمجھا تو پتہ چلا کہ کتنی بڑی حقیقت بتا گئے موت کے حوالے سے بھی اور ہمارے اس سوال کے حوالے سے بھی۔ مولاؑ! آپ کہیں نہیں آتے۔ اب تک اتنے مظالم مومنین کرام پر بھی ہو رہے ہیں اور ان سے بڑھ کر اسلام پر ہو رہے ہیں۔ یہ حالیہ واقعات کوئی معمولی بات نہیں۔ کب آئیں گے؟ آپ کو جب کا مزہ تو آیا جا رہا ہے تو ایسا ہی جواب امامؑ دیں گے۔ ابوذرؓ کا جملہ دونوں مسئلوں کو حل کر رہا ہے موت کے حوالے سے بھی، ظہور میں تاخیر کے حوالے سے بھی اور جب تاخیر کے

حوالے سے جواب آیا تو ہمارا کل کا موضوع آگے بڑھا......

ابوذرؓ نے کہا: بیٹا! جب میں نے تیری میت دیکھی۔ بوڑھا باپ جب جوان کی لاش کو دیکھے تو کیا گزرے گی؟ جب تیری میت دیکھی تو مجھے خیال آیا کاش اللہ تیرے ساتھ مجھے بھی مار دے۔ یہ بڑھاپا حسینؑ جیسا کیسے کہ اکبرؑ! بیٹا اکبرؑ! تیرے بعد اس دنیا کی خاک اُڑ گئی اور جینے کا مزہ ہی نہ رہا۔ بالکل فطری جملہ عقل میں آنے والا۔ بیٹا جب میں نے تیری میت دیکھی تو میں نے چاہا کہ میں بھی تیرے ساتھ مر جاؤں گا لیکن جب میں تجھے قبر میں اتار کے آیا تو میں نے سوچا کہ یہ کتنا اچھا ہوا کہ اللہ نے مجھے تیرے ساتھ موت نہ دی میں تیرے بعد بھی زندہ رہا۔ یہ جملہ سمجھ میں نہیں آتا ہے ایک عام شخص کسی عام آدمی کی میت پر یہ کھل کے نہیں کہتا ہے اور یہاں بوڑھا باپ جوان کی قبر پر بیٹھ کر کہہ رہا ہے بیٹا! اچھا ہوا تجھے تو موت آ گئی حکمِ خدا کو کوئی ٹال نہیں سکتا اچھا ہوا کہ میں تیرے ساتھ نہیں مرا۔ کیسا خلاف عقل جملہ ہے ہاں! بیٹے کے غم میں نڈھال ہو گئے اسی لیے یہ بات کہہ گئے۔ تجہیز و تکفین سارے مراحل اکیلے طے کیے اس لیے یہ بات کہہ گئے۔

غلط جملہ ہے لیکن ابوذرؓ جن حالات میں کہہ گئے وہ قابل معافی ہے۔ نہیں، وہ غلط جملہ نہیں ہے۔ لقمانِ امت کا حکمت لقمانی سے بھرا ہوا جملہ ہے۔ واضح کیا کہ بیٹا! جب میں نے تیری قبر کو دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا اگر میں تیرے ساتھ مر جاؤں تو میرا مرنا تجھے کیا فائدہ پہنچائے گا؟ یعنی ایک آدمی مر گیا اس کے ساتھ کوئی نہ مرے اس کے ساتھ کیا فرق پڑ جاتا ہے ساری دنیا مرے تو کیا فرق پڑتا ہے؟

کیا اللہ نے یہ حکم دیا کہ ایک آدمی کے ساتھ دس آدمی اور مریں جیسے دکاندار کہتے ہیں کہ آپ درجن چیزیں لیجیے آپ کو ہم کمیشن دے دیں گے تو اگر ایک آدمی کے ساتھ درجن بھر آدمی اور مریں تو ان کا حساب آسانی سے کیا جائے گا۔ یہ تو کوئی اصول نہیں میں اگر تیرے ساتھ مر جاتا تو تجھے کیا ملتا لیکن جب میں نے تیری قبر دیکھی تو میں

نے سوچا اچھا ہوا میں تیرے بعد زندہ ہوں۔ کہا کہ کم از کم میں تیری کچھ مدد تو کر سکتا ہوں نا تیرے لیے کوئی نیکی تو بھیج سکتا ہوں نا۔ قبر کو تیرے لیے آسان تو کر سکتا ہوں نا، موت کے بعد مراحل تیرے لیے آسان تو کر سکتا ہوں نا۔ میرا زندہ رہنا تیرے لیے بہتر ہے۔ میرا مر جانا تیری لیے بے کار ہے اور جب میں نے قبر دیکھی تو مجھے یاد آیا کہ مجھے بھی ایک دن قبر میں جانا ہے اگر ابھی بھی میرے اعمال میں کمی ہے۔ اچھا ہوا کہ مجھے تیرے بعد زندہ رہنے کا موقع مل گیا تاکہ میں اس کمی کو دور کرلوں۔ ابوذرؓ کا جملہ بظاہر تو خلاف عقل تھا لیکن حقیقت میں دیکھتے تو کتنا مطابق عقل تھا کہ ایک زندہ رہنے والا مرنے والے کو پہچانتا ہے اور اپنی نامکمل تیاری کو بھی مکمل کرتا ہے تو اسی جملے کو لے کے اپنے امامؑ پر مولا! مولا! یہ سارے مظالم دنیا میں ہو رہے ہیں۔ اس وقت کے حالات سے معلوم ہو رہا ہے کہ ساری دنیائے کفر جمع ہو چکی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان مٹاتا ہے۔

لیکن ضرورت نہیں ہے اس مسئلے کو اُٹھانے کی، نہ صرف یہ اٹھایا بلکہ اتنی بے غیرتی کے ساتھ اس مسئلے پر جم گئے اور پھر اس کو بڑھاتے گئے۔ اب یہاں ضمنی طور پر میں ایک بات عرض کردوں وہ یہ ہے کہ آج سے بارہ تیرہ سال پہلے یہ بانی مجلس شیخ افتخار سعید جعفری زندہ بھی تھے اور یہ مجالس میں نے پڑھیں تو اس وقت میں نے یہودی پروٹوکول سے ایک بات کہی کہ آج سے تقریباً ایک سو آٹھ سال پہلے 1998ء میں بڑے بڑے جوان یہودی جمع ہوئے اور انھوں نے اس دنیا کا ایک نقشہ بنایا تھا کہ اس دنیا کو کیسے چلانا ہے۔ دنیا ہم چلائیں گے۔ پہلا ان کا فیصلہ تھا دنیا ہم چلائیں گے اور کیسے چلائیں گے کہ کسی کو پتہ بھی نہ چلے گا اور ہم چلا رہے ہوں گے۔ باقاعدہ پروٹوکول سے انھوں نے جمع یہودی پروٹوکول سے اور اس کے بعد سے لے کر آج 2006ء تک جتنے واقعات دنیا میں پیش آ رہے ہیں سب اس کے حوالے سے ہیں۔

باقاعدہ ان مجالس کا عنوان تھا یہ۔ اس میں ایک آدھ یا آج اس مجلس کے آخر

میں آئے گی اور اگر آج نہ آئی تو کل آئے گی۔ بطور یاددہانی ورنہ میں 14 سال پہلے اسے پڑھ چکا ہوں۔ وہ یہودی پروٹوکول سے تیار کیے گئے۔ اس میں یہ بات شامل تھی کہ وقتاً فوقتاً مسلمانوں کے نبی کی توہین کر کے یہ دیکھا جائے گا کہ اب ان میں محبت رسالت کا جذبہ ہے یا کمزور ہونے لگا ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ ضمنی ایک بات آگئی آپ کا موضوع نہیں ہے تو اب اتنے مظالم بڑھ چکے ہیں۔ بار بار ہمارا امتحان لیا جارہا ہے لیکن پھر بھی ہمارا امام نہیں آ رہا ہے۔ ہمارا جانی بھی نقصان ہو رہا ہے ہمارے عقیدے کا بھی نقصان ہو رہا ہے اور پھر بھی امام نہیں آرہے ہیں تو امام ہی جواب دیں گے تیرا اندازہ ہے کہ جو ابوذرؓ نے اپنے بیٹے کی قبر پر بیٹھ کے کہا تھا کہ تمہاری حالت تو دیکھی نہیں اور ہماری حالت جو بات میں نے کہی نا اس کو اور مختصر سن لیجیے۔ اگر یہ کہا جائے اس وقت دنیا میں جتنے بھی مرد اور عورتیں ہیں ان کی حالت کیا ہے تو بہت ہی مختصر کر کے دعا کا ایک جملہ آتا ہے۔

مولا! حالت یہ ہوگئی کہ ہم لوگوں کے لیے زمین بھی تنگ ہوگئی اور آسمان بھی بند کر دیا گیا یعنی دنیا کے حالات دیکھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ ہر دشمن ہمارے پیچھے پڑا ہے۔ کافروں میں سے بھی، مشرکوں میں سے بھی، منافقوں میں سے بھی۔

اس وقت دنیا و کفر کا سب سے بڑا ٹارگٹ کون ہے؟ اسلامی جمہوریہ ایران۔

اب یہ کافر ہیں جو ہمارا نام ونشان مٹانا چاہتے ہیں اور دوسری جانب جتنے خود غرض مسلمان منافق پائے جاتے ہیں وہ کس کا نام ونشان مٹانا چاہ رہے ہیں؟

ہم نے لاشیں اُٹھائیں، عاشورے کے دن بھی لاشیں اُٹھائیں۔ اسی عاشورے کے دن گھر ہو کہ نفاق وہ جمع ہو چکا ہے۔

دنیا بند ہوگئی۔ پہلے کیا ہوتا تھا مسلمان ملکوں میں بہت مظالم اُٹھتے تھے تو ہمارے نوجوان پناہ کی تلاش میں یورپ چلے جاتے تھے۔ اب یورپ میں کیا ہو رہا ہے؟

زمین بند ہوگئی اور ایسا لگ رہا ہے آسمان سے ساری رحمتیں پروردگار نے روک

لیس ہیں۔

قدرتی آفتیں اور تباہیاں بھی آتی ہیں تو ہم پر ہی آرہی ہیں۔ یہ ہماری کیفیت ہے تو مولا یوں نہیں آتے تو ایک ہی جواب ہوگا کہ تمہارے مظالم مصائب دیکھ کر میرا دل چاہتا ہے کہ فوراً ظاہر ہو جاؤں لیکن جب دیکھتا ہوں کہ ابھی تم نے میرے لیے تیاری ہی نہیں کی ہے، ابھی میرا آنا تمہارے لیے نقصان دہ ہوگا۔ کہیں تم ان میں نہ شامل ہو جاؤ۔

وہ معصومؑ کی حدیث ہے کہ جب میرا بیٹا ظاہر ہوگا تو پہلی مخالفت میرے چاہنے والے ہی کریں گے اور پہلی جنگ تو میرے بیٹے کو ان لوگوں سے کرنا پڑے گی جو انتظار امام کر رہے ہیں۔ امام پہلا جہاد، جہاد کرنے آرہے ہیں ایک یہودی سفیانی کے خلاف۔ وہ مدینے کو ڈھا چکا ہے کعبے پر حملہ کر رہا ہے۔ اگرچہ اسکا پہلا لشکر تو تباہ ہو گیا لیکن اس کے پاس کوئی کمی ہے فوجوں کی؟ وہ دوسری فوج بھیج رہا ہے اس کو روکنے۔ امام آرہا ہے خانۂ کعبہ کو بچانے کے لیے لیکن پہلی جنگ اپنے چاہنے والوں سے کرنا پڑی۔ یہ امام کے لشکر میں شامل ہو کر امام کے خلاف ہو گئے۔

جیسا کہ میں نے کہا کہ عالمِ کفر ہماری محبتِ رسالت کا امتحان لینے کے لیے چھوٹے چھوٹے ہمارے امتحان لیتا رہتا ہے۔ اسی طرح سے زمانے کا امامؑ بھی ہمیں یہ بتانے کے لیے کہ تم ابھی تیار نہیں ہو۔ تمہارا یہ رونا گڑگڑانا اس چھوٹے سے جھاگ کی طرح ہے۔ صحیح تیاری نہیں ہے۔

امامؑ بھی ہمارے چھوٹے چھوٹے امتحان لیتے رہتے ہیں تاکہ ہمیں پتہ چلے کہ ہم تیار نہیں ہیں۔ اب یہ چھوٹے امتحان کیا دے دو گے شاید پرسوں کی مجلس میں ذرا اس کی تفصیل آئے اور وہ یہ کہ ہمارے معاشرے میں کوئی جاہل مطلق شخص کھڑا ہوتا ہے اور مراجع کے خلاف کہ نائبینِ امامؑ ہیں، وہ ایک پروپیگنڈہ شروع کرتا ہے۔ ایک پروپیگنڈہ تو بہت ہی آسان ہے۔ جس پر کوئی الزام نہ لگے یہ الزام لگا دو کہ یہ اہلِ بیت

کی شان کو نہیں مانتا اور یہ الزام سید حا سید ھا جا کے مراجع پر لگ جاتا ہے۔ انتہائی جاہل، بدکردار، فاسق وفاجر آدمی اور آپ دیکھیں معاشرہ مانتا چلا جاتا ہے۔

اتنے عظیم علماء جنھیں زمانے کا امامؑ پردۂ غیب سے سلام بھجواتا ہے اور جس کو امامؑ نے اس دور میں معاملات کی اور شیعوں کی باگ ڈور سونپی ہے۔ یہ بھی ہم نہیں دیکھتے کہ الزام لگانے والا کیسا ہے؟ یہ بھی ہم نہیں دیکھتے کہ ان حضرت کا اپنا علم کتنا ہے؟ یہ بھی ہم نہیں دیکھتے کہ ان کا اپنا کردار کیسا ہے؟ اور وہ کھڑا ہو گیا اور ہمارے سامنے عالم کو کوسنا شروع کر دیا۔ آج جس کا دل چاہتا ہے شریعت کے ساتھ کھیلنے لگتا ہے۔ دنیا میں کوئی شیعہ ایسا نہیں ہوگا جو اتنا مظلوم ہو۔ جس جاہل مطلق کا دل چاہتا ہے وہ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے جو چیزیں ہمارے باپ دادا کے زمانے میں نہ تھیں۔ آج جس چیز کے بارے میں دل چاہتا ہے اس کو اسلام میں سے نکال دیتے ہیں۔ آج تو کھڑے ہو کر کہتے ہیں تقلید نہیں ہے اسلام میں، ہم تو امامؑ کی تقلید کرتے ہیں۔ امامؑ کی اطاعت کی جاتی ہے امامؑ کی تقلید نہیں کی جاتی۔ انھیں پتہ ہی نہیں کہ امام کی تقلید امامؑ کی عظمت میں کمی کر رہے ہیں اور لوگ جانتے چلے جاتے ہیں۔ کتنے ہی لوگ کہتے ہیں کہ ہاں مولانا! یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے تقلید تو فقط امامؑ کی ہونی چاہیے۔ امامؑ کی اطاعت اور امامؑ کی تقلید ان دو لفظوں میں فرق ہے۔ یہ بھی ہمارے لوگوں کو نہیں معلوم تو اب جس کا دل چاہتا ہے جو چیز اسلام میں بڑھانا چاہی بڑھا دی جو چیز اسلام سے گھٹانا چاہی گھٹا دی۔ جو میں نے کہا کہ پرسوں کی مجلس میں ایک مختصر اشارہ آئے گا ایک نشانی ہے لیکن وہ ادھر ہوگا وہ دشمنانِ اسلام کی سازشیں اپنی جگہ ہیں، یہ زمانے کے امامؑ کی جانب سے ہمارا امتحان بھی ہو رہا ہے کہ تم نے دین کو کتنا سمجھا ہے اور اپنے آپ کو کتنا تیار کیا ہے؟ آج اگر ایک فاسق وفاجر آدمی کے کہے جانے سے 1400 سو سال کی طے شدہ نماز، ایک ایسی عبادت جو کوئی چھپی ہوئی عبادت نہیں، روزِ روشن میں پڑھی جاتی ہے اس کے بارے میں کوئی انکشاف کرے کہ اس میں آج تک کمی تھی۔ ایسی طے شدہ

بات تو زمانے کا امام تو واقعاً وہ مسائل ہمارے سامنے لائے گا جو چودہ سو سال کے ظالموں نے چھپا دیے تھے اور ہم اپنے معاشرے میں کسی بھی آدمی کے کہنے پر کھڑے ہو کر مخالفت کر سکتے ہیں بغیر کسی علمی چیز کے۔ جذباتیت میں آ کر کہہ رہے ہیں خالی جذباتیت میں۔ جذبات قیدی کے مسئلے کا نتیجہ آنکھیں بند کر کے دوڑ پڑنا۔ ایک بات کہہ دی کہ یہ محبت اہلِ بیتؑ کا مسئلہ ہے۔ ہم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ کس کے حوالے سے بات کہی جا رہی ہے۔ تاریخ میں ایسے واقعات بھی ہیں اگر ہم انھیں موضوع قبر کا دیں کہ لوگوں کی تاریخ میں ایسے واقعات بھی ہیں کہ لوگوں نے خود کو چھٹا امام قرار دیا۔

چھٹے امامؑ سے یہ کہہ دیا کہ ہم آپ کو اپنا امام نہیں مانتے۔ کہا: آپ مولا علیؑ کی شان میں تجدید نہیں کرتے۔

جیسا کہ میں نے کہا اگر کہیں موقع ملا تو الگ سے اس پر بات ہو گی۔ ابھی بات یہ ہے کہ امام پورپ نامی ایک خاتون سلمان رشدی کی ایک کتاب اور ابھی یہ خاتونِ طلعیشت میں آگے ہمارے معاشرے میں بہکائی جائے گی اور اس کے ذریعے ہمارا ہر تھوڑے دنوں کے بعد امتحان لیا جائے گا۔

ادھر امام ہر تھوڑے دنوں کے بعد اپنے شیعوں کا امتحان لے رہے ہیں کہ میرے لیے تیار ہوئے کہ نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ میرا آنا اس وقت انھیں بجائے فائدے کے نقصان پہنچا جائے تو اب سوال یہ ہے کہ امامؑ کے لیے کیا تیاری ہمیں کرنا ہے؟

امام کے لیے تیاری کا دوسرا نام ہے تزکیہ نفس، اپنے نفس کو پاک و صاف کرنا ہے کہ جب امامؑ آ جائے تو ہمارے لیے اطاعت امام کوئی مسئلہ ہی ہو۔ اطاعتِ امامؑ میں رکاوٹ ہوتی ہے جب آدمی کا نفس پاک نہیں ہوتا۔ مثلاً امامؑ نے آ کر کہا کہ نماز پڑھنا ہے تو اگر ہم پہلے ہی سے پڑھتے آ رہے ہیں تو ہمارے لیے کیا مسئلہ ہو گا؟ مسئلہ ان کے لیے ہو گا جنھوں نے زندگی میں کبھی نماز نہیں پڑھی۔ ایک واقعہ میں چھوٹی سی بات بتاتا ہوں ایک مومنہ مجھے ملی اور انھوں نے یہ بات کہی۔ انھوں نے کہا کہ مولانا!

میرے خواب میں زمانے کے امام آئے ہیں۔ اچھا ایک بات یاد رکھیے آج کل ایسے دعوے بہت بڑھ گئے ہیں۔ خواب میں امام آ رہے ہیں، جیتی جاگتی کیفیت میں امام آ رہے ہیں۔ فلاں پیغام دے کر گئے ہیں، فلاں بات کہہ کے گئے اور یہ بھی ایک ایسا سلسلہ ہے کہ لگ رہا ہے کہ کوئی سوچی سمجھی سازش ہے کیونکہ اگر ایک آدھ آدمی کی گمراہی ہوتی تو کسی ایک علاقے میں یہ مسئلہ ہوتا پاکستان میں جہاں میں جاتا ہوں۔ ہندوستان میں جہاں بھی جاتا ہوں، ایران میں کتنے ہی ایسے دعوے دار، عرب دنیا میں، بحرین، سویت، مسقط، دوبئی، یورپ میں، امریکہ میں، آسٹریلیاں میں۔ اب یہ ایسا نہیں ہو سکتا دنیا میں مختلف جگہوں پر ایک ہی قسم کے جھوٹے جھوٹے دعوے کیے جائیں اور یہ کہا جائے کہ ایک آدمی کی یہ حالت ہے کہ یہ باقاعدہ ایک نیچرل بات لگ رہی ہے تو خیر یہ ایک الگ موضوع ہے کہ اللہ کے لیے جھوٹے دعوؤں کو کبھی نہ مانو، عام طور پر اگر کبھی کوئی امامؑ کی ملاقات کا دعوے دار امام کی طرف سے کوئی پیغام لے کے آتا ہے۔ اگر کوئی ایسا پیغام ہے جو اسلام میں پہلے نہیں ہے تو ٹھیک ہے اور اگر کوئی نئی بات لے کے آتا ہے جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ جس سے امامؑ ملاقات کریں گے وہ کبھی بتائے گا ہی نہیں اور جو بتا رہا ہے اس کا مطلب اس کی امامؑ سے ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ ایک جھوٹا امامؑ بنانے کی تیاریاں بالکل مکمل ہو چکی ہیں۔ خالی وقت کا انتظار ہے کہ کب یہ دیکھا جائے کہ شیعیت اپنے امامؑ کے بارے میں اتنی جاہل ہو گئی ہے کہ جو اس کی عقیدت میں جیسے کہو وہ اس کو امامؑ مان لے گی۔ پس اس بات کا انتظار ہے باقی ساری تیاری مکمل ہے۔ لیکن یہ آج کا مومن تھا۔ نہیں پتہ نہیں یہ باتیں کیسے آ گئیں؟ ایک مومنہ ہے وہ کہتی ہے ان کو یقین ہے کہ امامؑ اس کو ملے ہیں اور پھر یہ بھی فرماتی ہیں کہ امامؑ نے مجھ سے کہا ہے کہ تمہاری باقی ساری باتیں ہم کو پسند ہیں مگر یہ جو تم ہر وقت گانے سنتی رہتی ہو یہ ہمارے لیے ناراضگی کا باعث ہے۔ کہا: مولانا! لیکن ایسی عادت ہو گئی ہے مجھے گانے کی کہ میں امامؑ کو تو چھوڑ سکتی ہوں لیکن گانے نہیں چھوڑ سکتی۔ ایسا بدتمیزی والا کھلا کھلا جملہ شاید کوئی

اور نہ کہتا لیکن، لیکن جب امام آئیں گے تو کتنے ہی ایسے صاحب ایمان ہوں گے جو یہ امامؑ سے کہیں گے کہ مولاؑ ہم تو آپ کو اس لیے بلا رہے تھے کہ آپ ہمیں کوئی فائدہ پہنچایئے بجائے فائدہ پہنچانے کے الٹا آپ نے ہم ہی کو زحمت میں ڈال دیا۔

امام کہیں گے کہ میں دنیا میں اسلام پھیلانے آیا ہوں۔ پہلے تو میرا لشکر اسلام پر عمل کرے تب ہی تو میں دوسروں کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس پر عمل کریں۔ ایک بات بتایئے بہت سیدھی سی بات میں کسی لمبی چوڑی تفصیل میں اس لیے نہیں جانا چاہتا ہوں کہ پتہ نہیں دیکھتے ہی دیکھتے وقت کیسے ختم ہو گیا ہے؟ چھوٹی سی بات، امام آئیں گے تو آنے کے بعد دین پر عمل کروائیں گے یا ایک سرکاری اعلان کریں گے کہ آج سے ساری شریعت معاف، اے ہمارے چاہنے والو! جو کرو کوئی حرج نہیں، تمہارا امام آ گیا ہے۔ میں بات کو بہت بدتمیزی سے کہہ گیا ہوں۔ امام آنے کے بعد کیا نمازیں قائم کروائیں گے؟ کیا کہیں گے نہیں کبھی کبھی نماز پڑھتے ہیں اس کی بھی ضرورت نہیں۔ اب میں آ گیا ہوں۔ کیا امام آنے کے بعد عورتوں کو حجاب کا حکم دیں؟ کہیں گے کہ نہیں حجاب کو چھوڑ دو جو لباس بھی ہو اسے بھی اُتار دو اس لیے کہ تمہارا آقا و مولا تمہیں نجات دلوانے آ گیا ہے۔

کیا امامؑ آنے کے بعد کہیں گے کہ اب تمہیں حلال چاہیے، بزنس ہو چاہے جو ہو۔ خالی حلال رکھتا ہے کہیں گے نہیں اب سود بیچتا ہے ہم تمہارے پاس ہیں اب تو حلال حرام جو بھی کھا تو کوئی پروا کی بات نہیں۔ ہے نا!

امام آنے کے بعد بے حیائی، فحاشی، بے ہودگی کا ماحول قائم کریں گے یا پوری شریعت کو صحیح طریقہ سے نافذ کریں گے؟ بدتمیز سے بدتمیز آدمی سے میں کہتا ہوں بتاؤ تمہارا جواب کیا ہے؟ اور اگر سمجھ میں نہ آئے تو قرآن کی ایک آیت کو پڑھ لیجئے۔

قرآن میں ایک آیت آئی کہ جب امامؑ آئیں گے تو اس دنیا میں امام کیا کریں گے۔ سورۂ حدید میں ایک آیت آئی۔
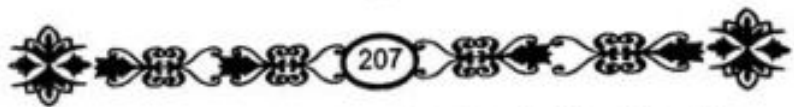
الذین آقاموا الصلوۃ واتوالزکوۃ وامرو بالمعروف ونھو
عن المنکر ولله عاقبة الا ...... (سورۃ حج، آیت:41)

سوچیے ہم دنیا میں حکومت دیں گے لیکن دھوکہ، ظلم اس کے ذریعے حکومت لینا الگ بات ہے۔ قرآن کہتا ہے جسے ہم زمین کا حکمران بنائیں گے اور ساری زمین کا، وہ نمازیں قائم کرے گا، وہ زکوۃ ادا کرے گا، وہ نیکی کے ہر کام کا حکم دے گا، وہ برائی کے ہر کام سے روکے گا۔ اگر آپ فیصلہ نہ کر پائیں تو قرآن نے فیصلہ کر دیا کہ ظہور امامؑ کے بعد نمازیں ہوں گی، زکوۃ ہوگی، امر بالمعروف ہوگا، نہی عن المنکر ہوگا تو کیا امام کے آنے کے بعد اتنا وقت ہے کہ ہم کہیں کہ مولا! یہ سفیانی کا خطرہ بہت بڑا ہے ابھی دو سال وقت چاہیے؟ ہم نے نماز پڑھی ہی نہیں ابھی ہم کو نماز کی عادت ڈالنا ہے۔ پہلے اس لیے تیار ہو کے بیٹھنا پڑتا ہے اور یہی وہ بنیادی خرابی ہے جس کا خلاصہ ایک لفظ ہے۔ تزکیہ نفس، نفس کو پاک کرو، نماز بھی آجائے گی، زکوۃ بھی آجائے گی، امر بالمعروف بھی، نہی عن المنکر بھی۔

دلیل قرآن میں جہاں جہاں تزکیۂ نفس کا حکم آیا ہے کہا ہے: قَدْ اَفْلَحَ فلاح انہی کو ملی جنھوں نی تزکیۂ نفس کیا اور نماز کے لیے جب اعلان ہوتا ہے اذان میں کیا کیا جاتا ہے؟

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح

آؤ اس عبادت کی طرف جو تمھیں فلاح دلوائے گی۔"

قرآن کہتا ہے نفس کو پاک کرو تو فلاح ملے گی اور وہ مؤذن کہتا ہے کہ نماز فلاح دلوا رہی ہے تو پتہ چلا کہ نماز ہے جو نفس کو پاک کر رہی ہے۔ یہی قرآن نے کہا کہ امامِ زمانہ کا منشور ہوگا۔ نظام لیکن خالی یہ باتیں وزنی نہیں ہیں ہمارا ماضی بھی بتا رہا ہے۔

کربلا، بہت اہم جملہ ہے ایک جملہ ہے لیکن بہت اہم ہے۔ کربلا، جس وقت کوفے والوں نے آقا حسینؑ کو بلایا اُن کے جوش میں کمی نہیں۔ کیا جوش وخروش کوفے

میں تھا؟ یہ تو مسلم بن عقیل سے پوچھ لیجئے۔ ایک دن میں چالیس ہزار آدمیوں نے آ کے بیعت کی اس زمانے میں چالیس ہزار جیسے آج چالیس لاکھ مگر ابوذرؓ کا جملہ جہاں سے مجلس شروع ہوئی۔ اسی سے مجلس اختتام کے مرحلے میں داخل ہو رہی ہے مگر بغیر تیاری کے بلایا۔ بیٹا میں نے قبر دیکھی تو دل میں خیال آیا کہ بغیر تیاری کے یہاں جانا نقصان ہے۔ اچھا ہوا مجھے کچھ دن مل گئے تیاری کے لیے۔ تیاری، تیاری تیاری کوفے والوں نے جیسے ہی یہ سنا کہ حاکم شام مارا گیا ہے فوراً کہا اب ہم کو نیا حاکم حسینؑ کی شکل میں چاہیے۔ کیا جوش تھا کیا جذبہ تھا! کیا کوفہ کا ماحول تھا! مگر بلا تو رہے ہیں تیاری نہیں ہے۔ میں نے کہا جب امام کہیں گے بلا تو رہے ہو تیاری نہیں ہے۔ نتیجہ کیا نکلا؟ نتیجہ دیکھیے ان گمراہوں کا۔ بلایا اور بغیر تیاری کے نتیجہ یہ نکلا کہ ابنِ زیاد کو آقا حسینؑ سمجھ بیٹھے جو میں نے کہا نا کہ چھوٹا امامؑ بنانے کو ساری تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ تیاری نہ ہو تو اتنے جوش و خروش سے بلانے والے بوریوں کی بوریاں بھر گئیں۔ آج جمعہ کا دن ہے آج امامؑ کا دن ہے۔ بڑا اچھا شاید آپ کے علم میں یہ بات نہ ہو۔ بزرگ تو جانتے ہیں جوان نہیں۔ اب ہفتے کے سات دن چودہ معصومین میں تقسیم کیے گئے۔ روایتوں میں فلاں دن فلاں کے لیے ہے ہفتے کا دن رسولؐ کا ہے اتوار کا دن مولاؑ اور شہزادی کا ہے۔ تو اس میں جمعے کا دن خاص امامؑ کا ہے۔ ہر دن کے لیے جس امامؑ کا دن ہے اس امام کا ذکر اور اس کی زیارت پڑھنے کا حکم آیا جو مفاتیح الجنان میں کھول کے دیکھ لیجئے گا ہفتے کے اعمال۔ تو آج ویسے ہی امام کا دن ہے خالی دعاء ندبہ کے حوالے سے نہیں پورا دن آج امام کو یاد کرنے کا دن ہے۔ تزکیہ نفس امام کے لیے تیاری ہے۔ میں موضوع کے دائرے میں رہ کر لیکن ذرا سا باہر نکلا تو اب ایک بات تیاری نہ ہو۔ کوفے کے لوگ، ابنِ زیاد بعض روایتوں میں ہے 22 سال کا تھا اور بعض میں ہے کہ 34 سال کا تھا۔ بہر حال 34 سال کا سہی لیکن اتنا ذہین تو نہیں ہے کہ مکہ سے کہ جب وہ کوفے کی جانب آیا اس نے سوچا کہ کوفے والوں کا امتحان لے۔ یہ جملہ میں بار بار سوت اور امامؑ

کے حوالے سے کہہ رہا ہوں گورنر تھا بصرے کا۔ یزید نے کہا چلو تمہاری گورنری بڑھائی جاتی ہے دونوں علاقے تمہارے۔ آیا کوفے میں اب ہر ایک کو معلوم، ہر ایک کو معلوم ہے؟ لیکن غور کیجئے نتیجے پر۔ کوفے کے دروازے سے داخل ہو گیا۔ دارالامارہ بالکل کوفے کے سنٹر میں ہے۔ وہاں تک جانا ہے تو تقریباً آدھ کوفہ اسے طے کرنا ہے۔ آدھا کوفہ ادھر کوفے کے لوگ اتنے بے چین ہیں آقا حسینؑ کے لیے کہ صبح و شام لوگوں کی ڈیوٹی لگی ہے کہ کوفے کے دروازے پر بیٹھے رہو اور جیسے ہی آقا نظر آئیں فوراً سب کو خبر دو۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک گروپ جاتا ہے دوسرا آتا ہے۔ دوسرا جاتا تیسرا آتا ہے۔ چوبیس گھنٹے ادھر کوئی نہ کوئی آدمی اور ایک نہیں پوری جماعت۔ کوفے کے سارے محلوں میں خبر پہنچانا ہے۔

ابن زیاد کوفے میں داخل ہوا اور چہرے پر نقاب ڈال کے آیا کیونکہ صحرا کے سفر میں ایک عام سی بات ہے۔ ایسے لوگ مرد بھی چہرہ چھپاتے تھے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے لیکن لوگوں نے دیکھا کہ ایک نیا آدمی آ رہا ہے۔ گورنر تھا۔ گورنری کی شان کے ساتھ وہ یہ سمجھے کہ اس شان کے ساتھ اگر آ رہا ہے تو یہ ہمارا آقا حسینؑ ہے۔ فوراً خبر پھیلا دی کہ آ جاؤ دروازوں پر۔ ہماری دعوت قبول کر کے آقا حسینؑ آ گئے۔

سارا کوفہ، مرد تو مرد۔ عورتیں اور بچے بھی آقا حسینؑ کے استقبال کے لیے آ گئے اور کوفے کے دروازے سے دارالامارہ یعنی گورنر ہاؤس کے دروازے تک سارا کوفہ نکل کے آیا ہے اور ہر طرف آقا حسینؑ کے لیے نعرے بلند ہو رہے ہیں لیکن انسان کی فطرت ہے کہ خالی زندہ باد نہیں کہتا ہے مردہ باد بھی ساتھ میں کہتا ہے۔ یزید مردہ باد کے نعرے لگ رہے ہیں۔ حسینؑ زندہ باد کے نعرے لگ رہے ہیں۔ حسینؑ آ گئے، ہمارے آقا آ گئے، انھیں کو اب ہم نے اپنا حکمران بنایا ہے۔ جوان کے سامنے یزید مردہ آباد کر رہے ہیں۔ ابن زیاد انتہائی چالاک و مکار مسکرا مسکرا کے یہ سارے نعرے سنتا رہا کیونکہ کتنا اچھا ہوا بجائے اس کے کہ محل میں جاؤں اور اپنے جاسوسوں سے رپورٹ

لوں کہ یہ بتاؤ کوفے میں مین آدمی (زعماء) کون ہیں؟ وہ کھل کے میرے سامنے آ گئے، کون نعرے لگانے والے ہیں؟ کون مجمع کی قیادت کرنے والے ہیں؟ ابھی گورنر ہاؤس میں گیا بھی نہیں اور سارے کوفے کی رپورٹ اس کے پاس آ چکی ہے اور یہ سارے لوگ اتنے خوش و جذبات سے بھرے ہوئے مگر، مگر خالی بلایا ہے آقا حسینؑ کو لیکن تیاری نہیں ہے کہ آقا کیسے ہیں؟ شان کیا ہے؟ کیسے پہچانیں؟ آقا کون ہیں اور یزید کون ہے؟ بلا لیا خالی عجل اللہ، عجل اللہ، عجل اللہ آئیے، آئیے، آئیے خالی آنا کافی ہے کہ تم کو تیار ہو کر کم از کم اتنا معلوم ہونا چاہیے کہ صحیح اور غلط کو کیسے پہچانو گے۔ چنانچہ وقت بچانے کے لیے خلاصہ یہ ہے کہ بغیر تیاری کے جب بلایا جاتا ہے تو کبھی آدمی اتنی حماقت کرتا ہے کہ بغیر تیاری کے بلا لیتا ہے تو ابنِ زیاد کو بھی امامِ وقت مان لیتا ہے۔ خدا نہ کرے ہماری قوم میں بعض افراد یہ کہیں یہ وقت نہ آ جائے۔ بلاتا تو ہم ہیں عجل اللہ کے بغیر ہماری کوئی مجلس، کوئی نماز، کوئی اجتماع پورا نہیں ہوتے۔ تیاری کے ساتھ بلاتے ہیں کہ بغیر تیاری کے۔ آج روزِ جمعہ کے حوالے سے سوال کر رہا ہوں اور میرا موضوع یہ بتا رہا ہے کہ اس سوال کا جواب کیا ہے۔ تیاری کے ساتھ بلائیں تو تیاری کسے کہتے ہیں؟

بس یہ کل اور پرسوں دو دن کی بات ہے لیکن ایک جملہ ضرور کہہ دوں اور وہ یہ ہے کہ کوفے کے اندر ایسا جوش و خروش اور ایسا مجمع، جمعے کے دن کی ایک اور خصوصیت یہ دعا ہے۔ پروردگار وہی پروردگار ہے جو اتوار کو تھا اور جو بدھ کو تھا لیکن جس انداز سے جمعہ کی دعا قبول ہوتی ہے وہ باقی دنوں کے لیے نہیں ہے اور یہ جملہ ذہن میں رکھ کے مصائب کے جملے سنیے گا تھوڑی دیر بعد۔

کوفے میں ایسا جوش و خروش کہ سارا شہر گھروں سے نکل آیا۔ مرد بھی آئے، عورتیں بھی آئیں، بچے بھی آئے عید تھی نہ۔ آقا آ گئے۔ وقت جیسے مثلاً آج اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ زمانے کے امام آ گئے ہیں تو ہم راستے میں آ جائیں گے۔ واقعاً کیا

کچھ ہوا۔ یہ سمجھ کے آئے تھے اور کوفے کی تاریخ میں اس انداز کا مجمع تھا کہ مرد بھی آئے، عورتیں بھی آئیں، بچے بھی آئے۔ صرف دو مرتبہ نظر آئے ہیں۔ ایک مرتبہ جب ابن زیاد آیا تھا اور ایک مرتبہ جب ثانی زہراؑ اور سید سجادؑ آئے تھے۔

ان دونوں میں ڈیڑھ مہینے کا بھی فاصلہ نہیں تھا۔ ڈیڑھ مہینہ پہلے یہ کوفے سے آقا حسینؑ کے تصور میں اس جوش وخروش سے نکلے تھے۔ ڈیڑھ مہینے میں اتنی تبدیلی آ گئی کہ اسی آقا حسینؑ کے گھر والوں کا (نعوذ باللہ) تماشا دیکھنے گھروں سے نکلے تھے۔ اتنی بڑی تبدیلی! کہاں وہ استقبال، وہ ابنِ زیاد کے لیے نہیں تھا وہ آقا حسینؑ کے لیے تھا۔ زور کہاں یہ بے ہودگی اوباش لوگ، لڑکے کوفے کے یہ ظالم لوگ آج جو آئے ہیں۔

غلط فہمی میں نہیں آئے وہ۔ شام کے راستے میں کچھ علاقے تھے جن کو پتہ نہیں تھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ کوفے میں ہر ایک کو معلوم تھا کیونکہ کچھ اور نہ سہی کہ یزید کا اعلان کرنے والا ہی کافی ہے جو قافلے کے آگے آگے چل رہا ہے اور اعلان کر رہا ہے۔

آؤ کوفے والو! تماشا دیکھو رسول کی بیٹیاں قیدی بنا کے لائی جا رہی ہیں اور کوفہ والوں کو یہ جملہ سن کر اتنی غیرت اور حیا نہیں آتی ہے کہ کم از کم نگاہیں نیچی کر لیں۔ چلیں میں نے جانا اگرچہ میں نہیں چاہتا ہوں۔ مانا کہ ابنِ زیاد کے ڈر سے یہ گھروں سے نکلے کم از کم نگاہیں تو نیچی کر لیتے۔

ارے اس انداز سے میں پڑھوں کیسے اور آپ سنیں کیسے؟ اس انداز سے رسولؐ کی بیٹیوں کا تماشا دیکھ رہے ہیں کہ آقا حسینؑ نوکِ نیزہ پر یہ منظر برداشت نہ کر سکے اور تلاوتِ قرآن شروع کر دی تاکہ سارا مجمع جو زینبؑ وکلثومؑ کو دیکھ رہا ہے میری جانب متوجہ ہو جائے۔ دیکھنے کا انداز ایسا تھا کہ پورے کربلا میں کہیں معجزہ نہ دکھانے والا آقا، اپنی بہن اور بیٹیوں کے پردے بچانے کے لیے یہ معجزہ دکھا رہا ہے۔

عزادارو! یہ جملہ جو میں اکثر بولتا ہوں کہ ابنِ زیاد کا حکم آ گیا کہ قافلے کو روک

دو۔ بھرے بازار میں کہا کہ زیادہ سے زیادہ تماشائی رسولؐ کی بیٹیوں کا تماشا دیکھیں
ہائے کیا قیامت گزر رہی ہے؟؟؟؟ پر آپ اپنے گھر کی خواتین کو اس حالت میں نہیں
دیکھ سکتے۔ یہ فاطمہؑ کی بیٹی ہے جس کی ماں کا جنازہ بھی تاریکیٔ شب میں اُٹھا کیونکہ آج
روزِ دعا ہے نا تو اس حالت میں اہلِ بیتؑ نے دعا کا ایک اصول بتا دیا۔ اب یہ قافلہ
رُک گیا۔ پتہ نہیں کتنی دیر رکا رہے گا۔

سورج کی تپش بڑھتی جا رہی ہے یہ بچے کربلا سے پیاسے آ رہے ہیں۔ سکینہؑ نے
دیکھا بہت دیر ہو گئی ہے پھوپھی کی گود میں سر رکھ کے بچی کہتی ہے پھوپھی اماں! یہ تو
میرے نانا کا کلمہ پڑھنے والوں کا شہر نظر آ رہا ہے۔ کیا یہاں کوئی مجھے پانی نہیں دے
سکتا؟ ہائے ننھی بچی کتنی پیاسی ہے! زینبؑ تو خاموش رہی۔ یہ اونٹ اس کے بعد اتفاقاً
مومنہ کے گھر کے قریب رکا۔ اب اسے نہیں معلوم کہ یہ کیا ہے؟ وہ دیکھتی آ رہی ہے اور
ذرا دیر سے آ کے بیٹھی ہے اس نے دیکھا ایک چھوٹی سی بچی اتنی پیاسی، اتنی پیاسی ہے کہ
اگرچہ اس کے رخسار پر طمانچوں کے نشان نظر آ رہے ہیں، کانوں میں جما ہوا خون بتا
رہا ہے کہ یہ کافی زخمی کیے گئے ہیں لیکن اتنی پیاس ہے کہ زخموں کو بھلا کے پانی مانگ رہی
ہے برداشت نہ کر سکی۔ یہ جملہ وہ مومنہ کہہ رہی ہے وہی جملہ میں کہوں آپ کے بارے
میں کہ خدا آپ کے بچوں کو سلامت رکھے۔

وہ دوڑ کے جاتی ہے پانی کا کوزہ لے کے آتی ہے اور ہاتھ بڑھا کے کہتی ہے۔
بچی یہ پانی پی لے اور دیکھ جب پانی پینا تو میری دو دعائیں ہیں تو میرے لیے دعا ضرور
کرنا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ خدا تم جیسے یتیموں کی دعا بہت جلد قبول کرتا ہے۔ سکینہؑ
بہت پیاسی تھی۔ بہت پیاسی تھی کلیجہ پھک رہا ہے لیکن ہے مشکل کشاؑ کی پوتی جیسے ہی سنا
یہ حاجت مند ہے پانی کا پیالہ ہونٹوں سے ہٹا دیا۔ پہلے تیری حاجت پوری کی جائے گی
پھر پانی پیا جائے گا۔

بتا تیری پہلی دعا کیا ہے؟ پہلی دعا تو ابھی ابھی دل میں پیدا ہوئی ہے۔ خدا

میرے بچوں کو تیری طرح یتیم اور قیدی نہ بنائے۔ سکینہؑ نے ننھے ننھے ہاتھ اُٹھائے خداوندا! تجھے میرے بابا کا واسطہ! میرے چچا عباسؑ کا واسطہ! جیسی یتیمی اور قید مجھ پر آئی ہے اس سے مومنہ کے بچے محفوظ رہیں۔ اور دوسری دعا کیا ہے۔ کہا بوڑھی ہو گئی ہوں، جینا مشکل ہو گیا ہے دعا کرو کہ خدا ایک بار مدینہ جانے کا موقع دے دے۔ سکینہؑ نے پھر ہاتھ اُٹھائے سکینہؑ تو دعا کرنے لگی۔ زینبؑ چونک کے ادھر متوجہ ہوئی یہ کونے میں بیٹھ کر میرے شہر کا نام کون لے رہا ہے؟ اے ضعیفہ! مدینے کیوں جانا چاہتی ہے؟ کہا: مدینہ میرے آقا علیؑ کا شہر ہے، میری شہزادی فاطمہؑ کا وطن ہے۔

زینبؑ نے کہا: اب نہ علیؑ رہے نہ فاطمہؑ رہی۔ کہا: تو کیا ہوا؟ علیؑ کا بیٹا میرا آقا حسینؑ تو ہے۔ فاطمہؑ کی بیٹی میری شہزادی زینبؑ تو ہے۔ اپنا نام سنا تو کہا کہ اے ضعیفہ! کیا خالی زینبؑ کا نام سنا ہے کہ زینبؑ کو پہچانتی بھی ہی۔ بوڑھی بڑے فخر کے ساتھ بولی بھلا کیسی باتیں کرتی ہو؟ ارے پہلے ہر سال اپنی بی بی کی زیارت کو جاتی تھی۔ میں اب زینبؑ کو؟ پہچانوں؟ شہزادی زینبؑ نے دیکھا کوئی بھی ادھر متوجہ نہیں ہے سب حسینؑ کے کٹے سر کو دیکھ رہے ہیں۔ بس ذرا سا چہرے کے بالوں کو ہٹایا۔ کہا اے ام حبیبہ! ذرا دیکھ کے پہچان لے میں وہی زینبؑ ہوں، جو تیرے شہر میں آ گئی ہوں۔

پس سنیے! بڑا عجیب جملہ ہے۔ عجیب تو نہیں بالکل مطابق عقل۔ ام حبیبہ نے دیکھا ایک مرتبہ ہائے ہمیں پکڑ و نا۔ کہا: ارے یہ تو میری بی بی ہے، فاطمہؑ کی بیٹی ہے۔ گھبرا کے کہا شہزادی آپ کی چادر چھن گئی، بازوؤں میں رسیاں بندھ گئیں۔ آپ بے مقنعہ چادر قیدی بن گئیں۔ یہ بتائیے میرا آقا عباسؑ کہاں چلا گیا کہ عباسؑ کی بہن کی چادر چھنی؟ عباسؑ کی بہن قیدی بنی؟

دعا

پروردگار! اس باب الحوائج کا واسطہ کہ اتنا یقین ہے لوگوں کو کہ جب تک عباسؑ موجود ہے کوئی زینبؑ کی چادر کو ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اسی باب الحوائج کا واسطہ، اور اسی

باب الحوائج کی بڑی بہن ثانیٔ زہراؑ زینب کبریٰؑ کا واسطہ بانیانِ مجلس و حاضرین مجلس خصوصاً اور دنیا بھر میں جہاں جہاں مومن موجود ہیں وہیں ہر آفت، ہر مصیبت، ہر پریشانی اور ہر ظالم کے شر سے محفوظ فرما۔

پروردگار! ام المصائبؑ اور سکینہؑ کے مصائب سن کے جن کی آنکھوں میں آنسو کا ایک قطرہ بھی آ گیا اُن آنسوؤں کے طفیل اُن کی ساری دعائیں، ساری حاجتیں؛ سارے دینی مقاصد پورے فرما۔

خصوصیت کے ساتھ ہمارے تمام بیماروں کو اور ہمارے محترم و معظم الحاج سید صادق علی شاہ جو انتہائی علیل ہیں ان کو شفائے کاملہ عطا فرما۔

پروردگار! تجھے واسطہ میدانِ کربلا کی ان لاشوں کا جنہیں کئی دنوں تک کفن ملا نہ دفن نصیب ہوا۔ بانیانِ مجلس اور ضدمینِ مجلس کے خاندان کے تمام مرحومین بلکہ کل اموات مومنین و مومنات خصوصاً تمام شہدائے ملتِ جعفریہ کو اعلیٰ علیین میں انہیں شہدائے کربلا سے ان کا ملاپ فرما۔

پروردگار! جس اسلام کے لیے زینب نے اپنی چادر قربان کر دی اور جس اسلام کے لیے سکینہ نے اپنے رخسار پر طمانچے کھائے ہمیں کم از کم اس پر عمل کی توفیق عطا فرما۔

اور ان ظالموں سے انتقام کے لیے اپنی آخری حجت وارث معصومین امام زمانہ کے ظہور میں تعجیل فرما اور غیبت میں ہمیں پہلے سے اپنے آقا و مولا کے لیے تمام تیاریاں کرنے کی توفیق عطا فرما۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع عليم

## مجلس دہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورۂ روم، آیت:21)

اگرچہ ہمارے محترم بھائی اور دوست محمد تقی جاوا صاحب نے یہ فرمایا کہ ایک نئی سازش ہے کہ ان کے حملے سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کی یہی خواہش ہے کہ یہ سلسلہ مزید آگے بڑھے لیکن میں اس مسئلے میں ان سے تھوڑا سا اختلاف رکھتا ہوں تو وہ شروع میں بتا دیتا ہوں اس کے لیے تو ہمارا مسلسل بیان رہے گا کہ ایران اور باقی دنیا کے ماحول میں خاصہ فرق ہے۔ بہت سارے احکام اسلامی ہیں جو ساری دنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے ایک ہی ہیں چاہے چودہ سو سال پہلے رسولؐ خدا کا زمانہ ہو یا آج کے چودہ ہزار سال بعد ہو یا ٹھیک ماڈرن زمانہ ہو۔ چاہے وہ دنیا کے مسلمان ہوں چاہے آگے چل کے انسان مریخ اور زحل اور مشتری پر پہنچے چاہے وہاں کے باسی ہوں۔ کچھ واجبات اسلامی ایسے ہیں۔ کچھ حرام ایسے ہیں جو قیامت تک کے لیے ناقابلِ تبدیلی ہیں اور اسی کے لیے مشہور روایت بھی ہے اور محاورہ بھی ہے کہ:

حلال محمد حلال الی یوم القیامۃ وحرامہ حرام الی یوم القیامۃ۔

جیسے نماز، جیسے روزہ، جیسے حجاب، جیسے گانا بجانا لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں اسلام نے اصول ایک بتا دیا ہے اور پھر ہر زمانے کے حالات بلکہ ایک ہی زمانے میں دنیا کے مختلف علاقوں کے حالات بلکہ ایک ہی شہر کے دو مختلف محلوں میں مختلف حالات میں تبدیلی ہے تو یہاں کے لیے یہ مسئلہ چلے گا وہاں کے لیے وہ مسئلہ۔ جس میں

یہ والا مسئلہ شامل ہے کہ کسی مرد کا عورتوں کے مجمعے میں بغیر کسی پارٹیشن کے آکے خطاب کرنا۔ میں نے یہاں پہنچتے ہی یہ سوال کیا تھا کہ درمیان میں کوئی پردہ کوئی پارٹیشن، ایسا کوئی سلسلہ ہے؟ تو جواب دیا کہ نہیں ہے اور اس لیے نہیں ہے کہ ایران کے اندر یہ عام طور پر نہیں ہوتا۔ حجاب، جیسا کہ میں نے کہا قیامت تک کے لیے ایک ہی ہے لیکن یہ والا سلسلہ الگ ہے تو ہوسکتا ہے کہ کل اس انداز میں آپ سے خطاب نہ کروں اس لیے کہ یہ انداز ذاتی طور پر مجھے دو وجوہات ہیں کہ باوجودیکہ جو محترم خواتین یہاں پر آئی ہیں کچھ عمر کے اعتبار سے بہنوں کے برابر ہیں کچھ بیٹیوں کے برابر ہیں، کچھ پوتیوں اور نواسیوں کے برابر۔ اس انداز سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ سب کی سب دیندار ہیں، مذہبی ہیں اور اپنی حد تک حجاب کی اہمیت کو سمجھ رہی ہیں لیکن بہت سرسری طور پر دیکھتے ہی یہ اندازہ ہوگیا کہ معلومات نہ ہونے کی بناء پر یا کسی اور غلط فہمی کی بنیاد پر وہ ایران والا حجاب یہاں نہیں ہے۔ ایران والے حجاب سے مطلب ایران کا اپنا حجاب نہیں۔ اسلام نے ایک حجاب کا حکم دیا جس کی پابندی کر کے ایران کی خاتون اگر آتی ہے تو وہاں اسے خطاب کرنے دیں۔

خواتین وحضرات چھوٹی سی مثال دے رہا ہوں کیونکہ میں اس مسئلے کی زیادہ تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ کیا ایران کے کسی ماحول میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ خالی ایک بڑے سے دوپٹے کو حجاب مانا جائے یعنی جسم کے علاوہ کیا، وہاں کپڑوں یا لباس کا حجاب بھی نہیں ہوتا۔ ہوسکتا ہے کہ خواتین کے اپنے درمیان یا پھر بہت ہی قریبی رشتے داروں کے درمیان اس کی ضرورت نہ ہو لیکن صحیح حجاب ایک مومنہ کو چاہیے اس کے سر سے پیر تک خالی جسم ہی نہیں کپڑے بھی چھپے ہوں تو کیا کہنا۔ پھر یقیناً مظہر الحجاب کرے۔

دیکھیں میں نے کہا دو باتیں ہیں لیکن یہ تو پہلی بات چل رہی ہے اور اسی حوالے سے ایک مسئلہ جس کا سامنا پتہ نہیں کیوں لاہور میں مجھے ہر جگہ کرنا پڑ رہا ہے۔ نہ خواتین

یقین کر رہی ہیں نہ مرد کہ یہ مسئلہ طے شدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ جماعتِ اسلامی میں عورت کے لیے پیر کا پردہ بھی لازم ہے اور صرف بات کو سمجھانے کے لیے میں ایک جملہ کہتا ہوں۔ اس کا مطلب واقعاً ایسا نہیں ہے صرف بات سمجھ میں آ جائے۔ چہرے کے پردے سے زیادہ اہم پیر کا پردہ ہے۔ اگرچہ یہ بات ذرا سی خلافِ عقل ہے لیکن میں نے عرض کیا تاکہ صرف سمجھانے کے لیے۔ کیا مطلب اس جملے کا؟ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ چودہ سو سال شیعہ تاریخوں میں 99 فیصد مراجع کا اتفاق ہے کہ پیر کو تو چھپانا ہی چھپانا ہے۔ چہرے کے پردے کے بارے میں شاید مشکل سے 40 فیصد مراجع اس کے قائل ہوں کہ چہرے کا پردہ واجب ہے۔ 60 فیصد مراجع کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ واجب نہیں ہے تو چہرے کے پردے میں نہ صرف اختلاف ہے بلکہ اتنا بڑا اختلاف ہے جس کی وجہ سے یہاں ساری خواتین چہرے کے حجاب کے بغیر بیٹھی ہیں لیکن صحیح بیٹھی ہیں کہ اس کے اندر اکثریت مراجع کہتی ہے کہ چہرے کا پردہ واجب نہیں ہے۔ پیر کے بارے میں شاید ہی کوئی اکا دکا مراجع نظر آ جائیں تو معلوم نہیں ورنہ آیت اللہ محسن الحکیم، تجربے میں ہے کہ اس مجمعے میں جو بہت سی بزرگ خواتین ہوں گی وہ آغا محسن الحکیم کی تقلید میں ہوں گی۔

چلیں اس سے ایک مرجع پہلے چاہے وہ آقائے خرجدیؒ ہوں، چاہے آغا محسن حکیمؒ ہوں، چاہے آیت اللہ خوئیؒ ہوں، چاہے امام خمینیؒ ہوں، چاہے آیت اللہ خامنہ ای ہوں، چاہے آقائے سیستانی ہوں، چاہے آغا فاضل لنکرانی ہوں، چاہے آغا بشیر نجفی ہوں سارے مراجع میں اس میں اتفاق ہے پیر کا پردہ واجب ہے اور ایران میں اس پر عمل ہوتا ہے۔ یہاں یہ تو سروے میں نے نہیں کیا لیکن ایک نظر میں اندازہ ہو گیا ہے میں نے کہا تاکہ یہ لاعلمی کی وجہ سے ہوگا جس نے اپنے جسم کے اتنے اہم حصے کو چھپا لیا اسے غیر اہم حصے کو چھپانا کیا مشکل ہے؟ تو پہلی بات یہ ہے کہ ایران اور یہاں کے ماحول میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ اب یہاں پر خود اس حجاب کے بارے میں معلومات

پوری نہیں۔ جو پہلی شرط ہوتی ہے اگر کوئی مرد کسی وجہ سے عورتوں کے درمیان آنا چاہے۔

سامعین! دوسری بات ایک میرا موضوع بھی ہے ہو سکتا ہے کہ یہاں کی مجالس میں نہ بھی ہو کہیں ہو۔ وہ یہ ہے کہ میں نے تیس پینتیس سال میں جب سے منبر پر آرہا ہوں کہ ہم لوگ نیک نیتی کے ساتھ کوئی مسئلہ شریعت کا بتاتے ہیں یا کسی اسلامی پہلو پر لوگوں کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔ معاشرے میں بہرحال اچھے لوگ ہیں تو برے بھی ہیں۔ کچھ غلط ملط گڑبڑ قسم کے لوگ ہم جیسے کی تقریروں کو استعمال کر کے اپنی خرابیاں معاشرے میں پھیلانے لگتے ہیں۔ استعمال کرتے ہیں کہ دیکھیں جی فلاں عالم نے کہا، فلاں خطیب نے یہ کہا اور فلاں مجتہد نے کہا۔ فلاں مرجع نے یہ کہا ہے۔ انھوں نے جو کہا اس کو استعمال کر کے پھر اپنی ذاتی باتیں گناہ کے کاروبار کو لے کر آجاتے ہیں۔

دو تین چھوٹی چھوٹی مثالیں دے دوں۔ یہ پہلی مثال کی طرح کوئی خشک مسئلہ نہیں ہے۔ الحمد للہ یہ بات تو میں بہت فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کے ان چند لوگوں میں میرا شمار ہوتا ہے جنھوں نے آج سے تیس پینتیس سال پہلے مجلسوں اور منبر پر کثرت کے ساتھ اس لیے زمانے کے امام کا تذکرہ کیا کہ اگرچہ اس وقت ہمارے امامؑ وہ لیکن سب سے کم ہم انہی کا ذکر کرتے ہیں اور انہی کے حالات کو جانتے ہیں۔ اب تو ماشاءاللہ یہ رواج اتنا بڑھ گیا کہ درود تک کو لوگ اتنے تک نامکمل سمجھتے ہیں جس میں عجل فرجہم یا عجل فرجہ نہ ہو لیکن پینتیس سال پہلے نہ ہونے کے برابر ذکر تھا تو چونکہ اب تک تقاریر ریکارڈ ہوتی رہیں تو جو بات میں کہتا ہوں اس کا ثبوت بھی ہے۔ پینتیس سال پہلے یہ سلسلہ شروع ہوا۔ جہاں اس کا ایک فائدہ ہوا کہ جس علاقے میں تھا رہتا ہوں۔ لاہور میں بہت کم آیا۔ جب آیا تو یہاں پہلے سے ہی علماء یہ کام کر چکے تھے لیکن کراچی میں میں نے یہ کام کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگوں کو جہاں زمانے کے امامؑ کے حالات سے باخبری ہوئی وہاں ایک خرابی یہ پیدا ہوئی کہ غلط ملط لوگ امام زمانہؑ کی محبت کو استعمال کر کے معاشرے میں فساد اور گمراہی پھیلانے لگے۔ تقریریں ہم جیسوں کی

استعمال ہونے لگیں مثلاً باقاعدہ ایسے فرقے بن گئے جو پنجاب میں بہت زور و شور کے ساتھ نہیں لیکن ان فرقوں کے علاوہ بھی یہ دعوے ہونے لگے کہ امام زمانہؑ کی ہم سے ملاقات ہوئی اور اس کے بارے میں روایت یہ ہے کہ جو یہ کہتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ جھوٹا کن معنوں میں ہے؟ ان معنوں میں ہے جس سے امامؑ کی ملاقات ہو گی یا ہوتی ہے۔ وہ کبھی بتائے گا نہیں اور جو بتا رہا ہے وہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کبھی امامؑ سے نہیں ملا ہے لیکن نہ صرف یہ کہ یہ دعوے ہونے لگے بلکہ ایسی عجیب عجیب باتیں کہ کبھی ہنسنے کو دل چاہتا ہے اور کبھی سر پیٹ کے رونے کو۔

ہمارے ہاں اس وقت کتنے ہی ایسے مرد ہیں اور ہمارے ہاں سے مراد یہ پورا پاکستان جو کہتے ہیں کہ روزانہ صبح امامؑ ہمارے ہاں آ کے ہمارے ساتھ ناشتا کرتے ہیں اپنے ساتھ اپنی غذا لاتے ہیں لیکن ایک دن میں نے کہا: نہیں، مولا نہیں، مولا روز تو آپ اپنی روٹی کھائیں کہ آج آپ میرے محلے کی فلاں بیکری کی روٹی کھائیں بڑی ٹیسٹی ہوتی ہے۔ اب جو ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ بدھو اور بے وقوف مسلمان شروع میں ہوتے تھے۔

اپنی بنی ہوئی امتیاز لکھ لاتا کہ راوی کو پیسے دے کہ میری امتیاز کے بارے میں ایک حدیث بنا دو اس نے بنا دی امتیاز بک گئی۔

لیکن آج کے دور میں اس اکیسویں صدی میں ایک طرف ایک کمپیوٹر کا دور ہے کمپیوٹر کی دنیا ہے اور ڈش انٹینا کی دنیا ہے۔ دوسری طرف اپنے بے وقوف لوگ جو فیکٹری کی ڈبل روٹیاں ہیں وہ بیس روپے والی دو سو روپے میں بکنے لگیں اور لوگ یقین کرنے لگے۔ بات یہ نہیں ہے کہ کہنے والے نے یہ کیا کہا بلکہ کراچی میں تو ایک ایسی خاتون نکلی، جس کا دعویٰ یہ ہے امامؑ مجھے ایک انگوٹھی دے کے گئے ہیں کہ جب بھی ضرورت ہو اس انگوٹھی کو رگڑنا میں آ جاؤں گا۔

نعوذ باللہ! یہ عقیدۂ امامت ہے یا اللہ کے دین کے چراغ کی کہانی کہانی ہے؟

بات یہ نہیں ہے کہ اس نے یہ کہا، بات یہ کہ ہے عورتوں نے مانا اور ہمارے درس میں اتنی عورتیں کبھی نہیں آئیں گی جتنی اس عورت کے پاس پہنچ جاتی ہیں لیکن ان سب لوگوں نے استعمال اس بات کو کیا کہ چونکہ تھوڑا تھوڑا معاشرے میں زمانے کے امام کا تذکرہ ہونے لگا تو انھوں نے کہا کہ اس سے غلط فائدہ اُٹھالو۔

ایک بہت ہی اہم مسئلہ آج کا ہے کہ جو میں لاہور میں بھی مردوں سے بات کرتا رہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جو رات میری ریلوے روڈ کی آخری مجلس میں یہ موضوع آئے گا کہ کیا شیطان ہمارے بچوں کو اس طرح سے گمراہ کر رہا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ نہ باپ کے پاس وقت کہ اپنے بچے پر توجہ دے، نہ ماں کے پاس وقت ہے، نہ بچے کے پاس وقت ہے۔ بچے کے پاس بھی آج کل وقت نہیں ہے۔ سکول کی تعلیم آج کل کچھ ایسی بن کے رہ گئی ہے کہ آج صبح نکلا تھکا ہارا دوپہر کو آیا کھانا کھایا ابھی تھوڑی دیر آرام کیا کہ اب اپنا ہوم ورک کرنا ہے اور پھر ساتھ میں ٹیلی ویژن الگ ہے کمپیوٹر الگ ہے۔

تھوڑے سے کھیل الگ یعنی اگر ایک ماں یہ ارادہ بھی کر لے کہ میں باقی سارے کام چھوڑ دوں۔ بس یہ میرے موضوع میں کیا شروع ہو چکا ہے تو بچے کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ واقعی ماں کے پاس اتنی دیر بیٹھ سکے۔

تو اب گویا بچہ ہمارا لیکن ہم نہیں پال رہے۔ ہم نے اسے حوالے کر دیا آدھا اسکول کے اور آدھا میڈیا کے۔ اس میں ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، انٹرنیٹ، ڈش سب آ گئے۔ آدھا اُدھر گیا، ادھر گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سب سے زیادہ شیطان انہی دو چیزوں کو استعمال کر رہا ہے۔ اکثر والدین کو یہی پتہ نہیں ہوگا کہ بچہ اسکول میں کیا پڑھ رہا ہے۔ کورس کے ساتھ جو زہر گھول کے بچوں کو پلایا جاتا ہے ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا بچہ اچھی تعلیم حاصل کرے اور جن اسکولوں میں اچھی تعلیم دی جاتی ہے وہاں میوزک ضرور سکھایا جاتا ہے۔ پاکستان میں تو خیر ابھی رواج نہیں آیا لیکن وہاں پر

لڑکے لڑکیوں کی تعلیم ایک ساتھ ہوتی ہے اور ایک ساتھ Swiming ضروری ہوتی ہے۔ وہاں یہ دیگر خرافات الگ سے سکھائی جاتی ہیں اور جب وہ واپس آیا باقی آدھا وقت اس نے T.V کے سامنے گزار دیا تو اس کی جانب تو خیر آپ کو معلوم ہے۔

تو بار بار یہ میں نے بات کراچی میں کہی اور اس کے علاوہ جہاں زیادہ مجلسیں پڑھتا ہوں یہاں تو کہیں دو چار سال میں ایک چکر لگتا ہے اور وہ زیادہ بڑے بڑے مسئلے حجاب، نماز، گانا، بجانا اسی میں وقت نکل جاتا ہے تو وہاں اپنے سکول کھولیں۔ اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ اپنے اسکول کھولے جائیں لیکن ویسے سکول نہیں کہ جہاں یتیم بچوں کو پڑھایا جاتا ہے باقاعدہ (ہیلپن ہاؤس) یا گرائمر سکول جیسے سینیٹ رڈ کے۔ ان کی اہمیت بتائیں ان کی فضیلت بتائیں۔ روش ہی میں عام مومنین پر اس کا وجوب بتایا جائے لیکن تقریریں ہم نے کیں فائدہ کراچی میں ان لوگوں نے اٹھایا جنھیں اسکول کا بزنس کرنا تھا۔ شیعہ اسکول کے نام سے اتنے سکول کھولے کہ جہاں جس میں عیسائی اور غیر مسلم اسکولوں میں بے حیائی سکھائی جاتی ہے۔

لیکن جب اسکول کھولے گئے اس وقت بھی عطیات لیے گئے اور بعد میں جب بڑی بڑی فیسیں رکھیں کہا دیکھیں اتنا اہم مسئلہ ہے یہ واجب کا مسئلہ ہے فلاں عالم کی تقریر سن لیجئے کہ وہ کہتے ہیں کہ آج کے زمانے میں اسکول اتنا ہی واجب ہے کہ جتنا دیگر واجبات ہیں۔ جو تقریریں ہماری ہو رہی ہیں اور فائدہ وہ لوگ لے جا رہے ہیں جن کو خالی بزنس ہی نہیں کرنا بہکانا بھی ہے لوگوں کو۔ عیسائی اسکول میں بے پردگی ہوگی تو پھر بھی ماں اور باپ کے کان کھڑے رہتے ہیں اور اگر شیعہ اور امامؑ کے نام پر قائم اسکول میں یہ ہو رہا ہے تو۔ والدین تو مطمئن ہو گئے کہ ہم نے وہاں سے بچا کے اپنے بچے کو صحیح ہاتھوں میں دے دیا ہے تو میری زندگی میں کتنی ہی اس کی مثالیں ہیں کہ اچھی چیز ضروری چیز شروع تو کی گئی لیکن پھر یہ دیکھا گیا کہ غلط استعمال ہو گئی تو خواتین کے مجمعے میں کسی مرد کا آنا وہ پہلی دفعہ آنے والا چاہے کتنی ہی نیک نیتی سے آئے اور آنے

والی خواتین بھی کتنے ہی خلوص کے ساتھ دین کو سیکھنے کے لیے آئیں جب تک کہ علاوہ معاشرے میں ایران کی طرح اتنی طہارت اور پاکیزگی نہ ہو۔ خالی جسم ہی کی نہیں طہارت آنکھوں کی بھی ہوتی ہے، طہارت دلوں کی بھی ہوتی ہے۔ جب تک ایسی طہارت و پاکیزگی نہ آ جائے اس وقت تک یہ سلسلہ اس لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم ایک تقریباً تین مجلسیں پڑھ کر چلے گئے لیکن اگر چہ رواج چل نکلا بہر حال ایسے لوگ ہیں ہمارے یہاں جن کی نیتیں بھی خراب ہیں جن کے ارادے بھی خراب ہیں اور جو اس قسم کے اجتماعات سے غلط فائدہ اُٹھا سکتے ہیں تو یہ دو باتیں میں نے اس لیے کہیں کہ پچھلی مجالس میں، مجھے ایک مسئلہ شرعی آپ تک پہنچانا ہے۔ جس کے حوالے سے یہ بات میں نے کہہ دی کہ لاہور میں سب سے زیادہ اس مسئلے میں میری مخالفت ہوئی۔ مخالفت کا مطلب یہ کہ مجھے یقین نہیں آتا ہے کہ جسم اور پیر کا پردہ اور دو چیزوں کو ملا دیا جاتا ہے کہ تعلقات کا پردہ اور نامحرم کا پردہ اور دوسری بات میں نے اس لیے کہی کہ اس کے اندر جو میں نے تین باتیں بتائیں اسی کے حوالے سے میں نے اپنے موضوع کو آگے بڑھانا ہے خصوصیہ کہ ایک طرح مرد کی ذمہ داری شاید اتنی زیادہ نہ ہو جتنی ذمہ داری عورت کی تبلیغ کی اسلام کے حوالے سے۔ کربلا کے جہاد کے دو حصے ہیں ایک تلوار کے ذریعے سے اور ایک زبان اور خطبات کے ذریعے سے ہے تو آپ دیکھیں گے کہ اگر چہ دوسرے جہاد میں ایک امام معصومؑ موجود ہیں ایسا نہیں ہے کہ کربلا کے بعد کوئی امام نہیں تھا لیکن زیادہ تر، زیادہ تر جو زبان اور خطبے کے ذریعے سے تبلیغ کا کام لیا گیا تھا وہ ان ثانی زہراؑ، زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا سے لیا گیا تھا۔ جن کے بارے میں تاریخوں نے ایک عجیب جملہ لکھا ہے۔

شہزادی کے بارے میں تاریخوں میں ایک عجیب جملہ لکھا ہے اور یہ جملہ بھی میں اس لیے پڑھ رہا ہوں کہ آج کل Media ہمارے مردوں اور عورتوں کے ذہن میں جو زہر گھول رہا ہے اس میں یہ بات اکثر آتی ہے۔

پہلے تو خالی ایک "پی ٹی وی" تھا اب تو پتہ نہیں کتنے ٹی وی چینل کھل گئے اور ہر ایک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ایسے مذاکرے کیے جاتے ہیں جن میں گمراہ ترین لوگوں کو لبھایا جاتا ہے اور وہ دینی مسائل پر بحث کر رہے ہوتے ہیں تو اس میں ایک بات جو بہت پرانی ہے لیکن یہ ٹیلی ویژن اور مختلف چینل کے ذریعے سے ہر گھر میں آ گئی ہے وہ یہ ہے کہ آج کی دنیا میں عورت کو گھر میں رکھ کر تا ذبو یا کمزور نہیں بنایا جاتا ہے۔ وہ معاشرے کا مقابلہ نہیں کر پائے گی آج دنیا اتنی ترقی کر گئی ہے کہ عورت کو بہت ہی سمارٹ بہت ہی شاہی، بہت ہی چالاک، بہت ہی ہوشیار ہونا چاہیے۔

جیسی عورتیں آپ لوگ تیار کرنا چاہتے ہیں جو ہم لوگوں سے کہا جاتا ہے تو ایسی عورت بجائے کوئی خدمت کرنے کے الٹا مردوں پر ایک بوجھ بنیں گی اور پھر یہ تو میں نے خلاصہ کیا اور اچھے اچھے الفاظ کے ذریعے سے ان باتوں کو بتایا جاتا ہے کہ مختلف کتنی بڑی غلط فہمی ہے، حجاب الگ چیز ہے اور عورت کو کمزور کرنا یا عورت کو دبا کے رکھنا الگ چیز ہے جس کے لیے چودہ سو سال پہلے ایک یہودی مولائے متقیان کے پڑوس میں رہتا رہا۔ مولاؑ کا گھر کوفہ میں ہے پڑوس دیوار سے ملا ایک یہودی کا مکان تھا اور تقریباً چار سال تو میرا مولاؑ کوفے میں رہا۔ اچھا وہ مکان بھی کتنا چھوٹا ہے چار پانچ کنال کی کوٹھی ہو تب تو یہ اگلی روایت سمجھ میں آتی ہے اور اگلا جملہ سمجھ میں آتا ہے۔

اگلا جملہ یہ ہے کہ چار سال وہ میرے مولاؑ کے گھر میں رہا۔ مولاؑ کا گھر کتنا چھوٹا ہے آج بھی مسجد کوفہ کے پیچھے اب تک مولاؑ کا گھر موجود ہے۔ آپ میں سے جتنی زیارت کر کے آئی ہیں ان سب نے اس گھر کی زیارت کی ہوگی اور اس گھر میں ایک وقت میں مولاؑ کی سولہ بیٹیاں رہتی ہیں اور سولہ کا مطلب چھوٹی چھوٹی نہیں جبکہ یہ بات ہے خود اس وقت شہزادی زینبؑ کی عمر تقریباً تقریباً بتیس سال تھی تو ایک گھر میں سولہ بیٹیاں رہتی ہیں اور اتنا چھوٹا سا گھر کہ آج بھی زیارت میں جب ہم یہ گھر کسی کو دکھاتے ہیں یا وہاں کا کوئی آدمی بتاتا ہے اس پر بورڈ لگا ہوا ہے یہ مولاؑ کا گھر ہے، یہ مولاؑ کی
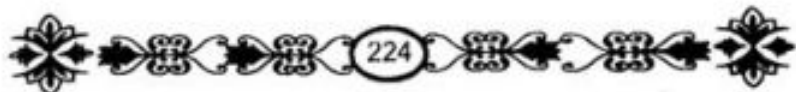
عبادت کا کمرہ ہے، یہ حسینؑ کا کمرہ ہے، یہ مولاؑ کی بیٹیوں کا کمرہ ہے۔ آدمی کو یقین نہیں آتا سولہ بیٹیاں پھر میرے مولا کی بیویاں اس گھر میں بیٹھ نہیں سکتی تھیں۔ لوگوں کا یہ کہنا ہے رہ کیسے ہوں گے؟

چلیں اس پر میں بات نہیں کر رہا کیونکہ مولاؑ کی زندگی آج میرا موضوع نہیں ہے۔ یہودی کا جملہ سنیے کہ چار سال اس گھر میں اس گھر کے پڑوس میں رہا ہوں۔ وہ پہلے سے تھا پھر مولاؑ آئے، مولا شہید ہوئے تو مولا کے وارث امام حسنؑ مولا کے خاندان کو واپس مدینہ لے گئے۔ وہ یہودی رہتا رہا چار سال میں رہا ہوں چار سال جو بالکل دیوار ملی ہے اور چھوٹا سا گھر ہے اور میں نے کسی ایک عورت تک کی آواز نہیں سنی یعنی میں تو یہی سمجھتا تھا کہ علیؑ کے گھر میں کوئی عورت ہی نہیں ہے۔ جس گھر میں بیٹیوں اور بیویوں کو ملائیے اور پھر بیٹوں کی بیویوں کو بھی یعنی بہوؤں کو ملائیے تو ایک وقت میں پینتیس سے زیادہ خواتین۔

وہ کہتا ہے مجھے چار سال میں پتہ ہی نہیں چلا کہ اس گھر میں کوئی عورت بھی رہتی ہے کہ نہیں رہتی۔ نہ کبھی کوئی آواز سنی، نہ کبھی کوئی جھلک دیکھی۔ جھلک ان معنوں میں کہ دو مکان برابر میں ہیں تو کبھی تو کوئی عورت کسی کام کو باہر نکلی ہوگی۔ یہ میرے مولاؑ کے گھر کی خواتین کا وہ عمل ہے جس پر ہم سے نہیں کہا کہ تم ایسا کرو کیونکہ یہ جملہ مولاؑ کا نہج البلاغہ میں ہے کہ جیسا ہم ہیں ویسا تم بن ہی نہیں سکتے۔ میں تو صرف ایک سوال کا جواب دے رہا ہوں جو کبھی میں اور پتہ نہیں کس کس چینل میں اکثر جیو پر آجاتا ہے آپ کے شہر کی بہت ہی چیمپین خواتین ہیں۔ جیلانی عاصمہ جہانگیر پتہ نہیں کون کون سی۔

وہ ہر دوسرے اور تیسرے دن یہ شوشے چھوڑتی رہتی ہیں کہ اس انداز میں مولاؑ کے گھر کی تربیت ہوئی کہ برعکس ہے کہ ایک گھنٹے کا پروگرام ہو اور پڑوسی کہے کہ میں نے آواز نہ سنی تو سمجھ میں آتا ہے۔ چار سال صبح و شام ہر وقت برابر میں رہنے والا کہ اگر کسی وجہ سے ان خواتین کو گھر سے نکلنا پڑتا تو یہ عشاء کی نماز سے بھی دو تین گھنٹے بعد جب اس

زمانے کے اعتبار سے ہر طرف اندھیرا ہی نہیں قبرستان جیسا سناٹا چھا جاتا تھا۔ تب یہ گھر سے باہر نکلتیں اور محرم مردوں کے ساتھ یعنی وہ خواتین جنھوں نے کبھی کسی نامحرم سے بات کی نا کسی نامحرم کے درمیان گئیں حتیٰ کہ شہروں کو بھی نہیں دیکھا رات کے اندھیرے میں گئیں۔

لیکن جب وقت پڑا اسلام پر تو ایسا نہیں کہ چند مہینے لگے کچھ بات ایسے میں ادھر اسلام پر وقت پڑا اور آپ دیکھ لیجئے ثانئ زہراؑ سے لے کے ننھی سکینہ تک ہر ہر بی بی کا اپنا ایک کردار ہے۔ جہاں پر جس کی ضرورت پڑی وہاں یہ اس نے جہاد کیا لیکن پہلا یہ خطبہ ہے جو شہزادی نے دیا۔ پہلا خطبہ، ہم لوگ مرد ہیں زندگی بھر سینکڑوں مجلسیں پڑھیں جب پہلی مجلس پڑھی تھی تو اس دن ٹریننگ اور تربیت کے بعد پہلی مجلس میں زبان لڑکھڑا رہی تھی اور ثانئ زہراؑ زندگی میں جو کسی نامحرم کے سامنے نہیں آئیں۔ بات تک نہیں کی اور اتنا بڑا کوفے کا مجمع اور اس شان سے گفتگو کر رہی ہیں کہ نابینا صحابی چکرا کے کہتا ہے میں تو اپنے ہاتھ سے علی کے جنازے کو اُٹھا کے اور کندھا دے کے آیا ہوں یہ بیس سال بعد دوبارہ علی کہاں سے آ گئے؟ تو جب کسی نے پوچھا کہ پاگل ہو گئے ہو کہ علی علی کہاں کر رہے ہو؟؟ کہا یہ جو آواز سن رہا ہوں، جو خطبہ سن رہا ہوں، جو باتیں سن رہا ہوں نہ زبان لڑکھڑائی نہ کہیں ایسا محسوس ہوا کہ ہمیشہ پردے میں بیٹھنے والی آج مردوں کے سامنے آئی ہے تو اسلام گھر کی چار دیواری اور حجاب کے اندر عورت کو ایسی تربیت کا حکم دیتا ہے کہ جس میں نہ کمزوری ہے نہ زبان میں لڑکھڑاہٹ ہے۔ جب اسلام، جس وقت، جیسی آپ سے عبادت چاہے ویسی آپ نے کرنا ہے لیکن ایک بات ضروری ہے کہ خواتین کی اہم ترین ذمہ داری ہے تربیت۔ اولاد، خالی اولاد تو نہیں چھوٹوں کی تربیت آج یہ جو دنیا بھی کہتی ہے کہ چھوٹے بچے کی نفسیات اور ذہن کو زیادہ عورت سمجھتی ہے۔

اللہ نے اس کے اندر ممتا کا جذبہ ہی ایسا رکھا ہے کہ جس کے بغیر تربیت نہیں ہو

سکتی ہے کسی کی بھی تربیت کرنا ہو بڑا صبر چاہیے۔ مردوں میں صبر نہیں ہوتا، مردوں کی بے صبری کی مثال پاکستان میں کتنی ہی مظلوم خواتین ہیں۔ سالن میں نمک ذرا تیز ہو گیا تو طلاق، روٹی ذرا ٹھنڈی ہو گئی تو طلاق، یہ جو عجیب انداز کا شیطانی غصہ ہمارے مردوں پر ہر وقت سوار رہتا ہے لیکن اس کے مقابلے میں پروردگار نے عورت کو ایسا بنایا ہے کہ شفقت اور ممتا۔

پروردگار اس جذبے کو اتنا پسند بھی کرتا ہے۔ ایک چھوٹی سی بات اب میں خواتین کو تو نہیں جانتا ہوں نہ ہی میں نے کسی کو پہچانا کہ میں یہ بات کہوں مردوں میں روزانہ کہہ رہا ہوں کہ الحمد للہ آج کل ہمارے معاشرے میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو حج کر چکے ہیں یا عمرہ کر چکے ہیں۔ مرد سارے میرے جانے پہچانے لاہور کے جتنے مرد مجلسوں میں آتے ہیں آدھے سے زیادہ مجھے عمرے میں ملتے ہیں۔ مکے میں یا حج میں۔ تو وہاں تو میں بڑے اطمینان سے کہتا ہوں کہ چہرے سارے خانہ کعبہ میں دیکھے ہوئے ہیں۔ خواتین کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کیونکہ ہمارے ہاں ایک مزاج ہے کہ آدمی اللہ کے گھر بھی بغیر بیوی کے جانے کو تیار نہیں ہوتا۔ کتنے ہی ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ کسی مرد پر حج واجب ہو گیا۔ ہم نے کہا حج پر فوراً جانا واجب ہے کہا نہیں جا سکتے۔ کیوں نہیں جا سکتے؟ اتنے پیسے نہیں کہ بیوی کو لے جاؤں۔ جب بیوی پر حج واجب نہیں تو کیوں لے جا رہے ہو؟ مولانا عجیب بات کر رہے ہیں۔

خالی حج تو نہیں کرنا ہے اس کے بعد گھر میں زندگی بھی تو گزارنا ہے نا۔ تو اس لیے ایک میرا اندازہ ہے کہ جتنے مردوں نے لاہور کے حج کیا اتنی عورتوں نے بھی کیا ہو گا اور شاید اسی ریکارڈ کے ساتھ کیا ہو۔ میرا ایک مسئلہ یہ ہے کہ میں 25، 30 سال سے وہاں بھی جا رہا ہوں۔

بہت سارے مختلف قومیت کے لوگوں سے تعلقات ہو گئے ہیں۔ خاص طور پر آپ لوگوں سے ایک طعنہ ہمیشہ ملتا ہے دنیا میں واحد ہماری قوم ہے جو انڈیا سے آنے

والی ہے، جو کمے میں آ کر بھی ہماری عورتیں حجاب کرنے کو تیار نہیں ہوتیں۔ اتنا بھی احترام مکے کا نہیں ہے وہی باریک دوپٹہ، وہی کہنیوں سے اوپر کا لباس، وہی سیکسی قسم کے فیشن۔ چاہے کسی کی نیت میں خرابی نہ ہو اندازہ بھی ہو جاتا ہے لیکن ایک ایسی عادت بن گئی ہے بے حجابی کی۔

مجھے یاد ہے کہ میں ایک دفعہ مراکش کے ایک قافلہ کے ساتھ ایک بلڈنگ میں ٹھہرا۔ اب کیا ان عورتوں کا حجاب تھا ہم انھیں دیکھ کر رشک کرتے تھے بعد میں پتہ چلا کہ انھوں نے کہا: مولانا صاحب! آپ نے مثال بھی دی ہے مجلس میں آیندہ مثال مت دینا۔ کیوں بھئی اتنا اچھا حجاب کر رہی ہیں؟ کہا لیکن پتہ ہے کہ یہ کون ہیں۔ یہ سب مراکش کے Nighicluler کی وہ ڈانسر ہیں کہ جن کے جسم پر لباس ہی نہیں ہوتا۔

اللہ اللہ اتنی بے حجاب عورت مگر خانہ خدا کا اتنا احترام تو ہے ایک بال نظر نہیں آیا جتنے دن ان لوگوں کا وہاں پر قیام رہا ہے۔ میں نے کہا نا کہ ایک آدھ گھنٹے کے اندر حجاب کرنا دوسری بات ہے کسی کے ساتھ چالیس دن رہنا ہو اور پھر وہ حجاب دکھادیں۔ یہ وفد کا احترام تھا۔ ان عورتوں کا حجاب میں کوئی تعلق نہیں ہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کی عورتیں جیسی ننھی منی ہوتی ہیں کہ ان کو کبوتری کہا جاتا ہے۔ عرب کے لوگ کبوتری کہتے ہیں۔

کیا ان کا حجاب ہوتا ہے! انہی کو جچتا ہے۔ ایئرپورٹ پر دیکھیے کتنی ننگی نظر آتی ہیں لیکن کم از کم اللہ کے گھر کا اتنا احترام ہے۔

یہ سعادت تو صرف ہماری پاکستان اور ہندوستان کی عورتوں کو حاصل ہے کہ اللہ کے گھر میں بھی جا کے بدلنے کو تیار نہیں ہیں اور اسی بے حجابی کے ساتھ جس بے حجابی کے ساتھ یہاں کسی شادی میں شریک ہوتی ہیں تو خیر وہ تو ایک سلسلہ ہے ہر سال کہتے ہیں اور یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ کیا کہہ رہے ہیں۔ پتھر کی دیوار پر اپنا سر پھوڑ رہے ہیں لیکن

شریعت نے واجب کیا تم اپنا سر پھوڑتے رہو تمہاری ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے تو خلاصہ یہ ہے کہ بہرحال جب آپ نے خانہ کعبہ کی زیارت کی تو یقیناً اس کا طواف کیا ہوگا۔ مکہ وہ واحد شہر ہے کہ اگر کوئی آدمی خانہ کعبہ کا طواف نہ کرنا چاہے تو اسے اجازت ہی نہیں وہاں جانے کی۔ حرام ہے اس کے لیے مکے میں جانا لیکن ایک عجیب بات وہاں پر ہے کہ اللہ کو عورت کی ممتا اتنی پسند ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے کہ جو تربیت اولاد خالی اولاد نہیں اولاد کے حوالے سے میں نے کہا جتنے چھوٹے بچے ہوں گے۔ چھوٹے بچے کو پالنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ عورت بھی یہ کام نہیں کر سکتی تھی اللہ اس میں یہ جذبہ گر نہ رکھتا لیکن اس جذبے کو پروردگار اتنا پسند کرتا ہے کہ کبھی بھی آپ خانہ کعبہ کا طواف کریں چاہے عمرے میں، چاہے حج میں، چاہے ویسے ہی اپنے مرحوم کو ثواب پہنچانے کے لیے، اللہ کے گھر کے گرد جو گھومنا دیکھا ہے غلط ہے۔ وہ سوال طواف کا مطلب خانہ کعبہ کا طواف یعنی اللہ کے گھر کی چاروں طرف گھومیے طواف باطل ہے، غلط ہے نہ عمرہ ہوگا نہ حج جب تک کہ جناب ہاجرہؑ کی قبر کو بھی طواف میں شامل نہ کیا جائے اور جناب ہاجرہ کی قبر کا بھی طواف نہ کیا جائے۔

ہاجرہؑ کون؟ حاجرہؑ کی صرف ایک ہی فضیلت تاریخ میں آتی ہے کہ بیٹے سے اتنی محبت تھی اور ممتا کا اتنا شدید جذبہ تھا کہ جس نے زم زم کی شکل میں قیامت تک کے لیے ایک ایسا تحفہ ہم کو دیا ہے۔ یہ پیغمبر کو اتنا پسند ہے کہ جب تک پیغمبرؐ مدینے میں رہے جب کوئی مکہ سے آتا تو یہی سوال کرتے تھے میرے لیے زم زم نہیں لائے۔

یہ زم زم ستر بیماریوں کی شفاء ہے قیامت تک کے لیے لیکن یہ صرف پروردگار نے ماں کی محبت کی وجہ سے تحفہ دیا ہے۔ اتنا پسند آیا یہ جذبہ کہ خانہ کعبہ کا طواف غلط ہے اگر کوئی آدمی خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگا کے آ گئے اور جناب ہاجرہ کی قبر کو اپنے طواف میں شامل نہ کرے تو اس کا طواف باطل ہے اور اگر طواف باطل ہے تو دوبارہ جانا واجب ہے عمرہ بھی باطل ہے بلکہ عمرہ تو بڑے عجیب طریقے سے باطل ہے اور وہ ایسا

کہ حج تو غلط ہے گھر آ گئے، عمرہ غلط ہے۔ یہ سمجھو اب تک احرام چل رہا ہے آئینہ دیکھنا، کنگھی کرنا حرام، خوشبو لگانا حرام حتیٰ کہ شوہر اور بیوی حرام اگر جناب ہاجرہؑ کی قبر کو اپنے طواف میں شامل نہیں کیا۔

اور اس میں بھی سخت ترین اللہ نے حکم دیا۔ تم یہ بھی نہیں کر سکتے یہ کہو کہ اچھا میں اللہ کے گھر کا چکر لگاتا ہوں پھر آتا ہوں جناب ہاجرہؑ کی قبر کی طرف۔ نہیں، ایک ہی طواف میں ایک ہی چکر میں دونوں کو ایک ساتھ ملانا ہے۔ جناب ہاجرہؑ کی قبر اس گول دیوار کے اندر ہے جیسے حجر اسماعیل کہا جاتا ہے تو جو لوگ نہیں گئے وہ زیادہ بور نہ ہوں اس لیے کہ میں بات ختم کرتا ہوں لیکن جناب ہاجرہؑ تھی کون؟ اک کنیز تھی۔ کہاں کی رہنے والی تھی؟ افریقہ کی یعنی جو غلام حبشی جون نے شکوہ کیا تھا کہ آقا حسینؑ! میرا پسینہ بدبودار ہے میرا رنگ کالا ہے میں افریقہ سے آیا ہوں۔ جناب ہاجرہؑ کے بارے میں بھی تو روایت ہے کہ کالی رنگت والی افریقہ کی کنیز اتنا عظیم درجہ پاتی ہے کہ اللہ نے جو زم زم جاری کیا تو قیامت تک کے لیے ساری کائنات کے لیے تحفہ بنا اور ان کی وجہ سے دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے کی جو سنت قائم ہوئی تو وہ اتنی بڑی قرار پائی کہ کوئی نبیؐ، کوئی امامؑ، کوئی نائب امامؑ، کوئی ولی خدا، کوئی وصی رسول، وہ بھی اپنا حج اور عمرہ ادا نہیں کر سکتا جب تک کہ ان پہاڑیوں میں نہ دوڑے جن میں جناب ہاجرہؑ دوڑیں۔

اچھا اتنی بات آ گئی تو اگرچہ میرا ارادہ تو نہیں تھا لیکن ایک چھوٹی سی بات میں خواتین کو بتا دوں۔ خواتین جو بھی مکہ میں زیارت کر چکی ہیں اور وہ بھی سنیں جنھوں نے زیارت نہیں کی۔ اللہ ہر مومن اور مومنہ کو حج بیت اللہ اور زیارات چہاردہ معصومینؑ کا موقع جلد از جلد عطا کرے تو ہر چیز وہاں کام آئے گی۔ اگرچہ بات ذرا موضوع سے ہٹ کے ہے لیکن خواتین کی محفل میں غالباً اس سے بہتر کوئی بات نہیں کہ صفا، جتنے حج اور عمرہ کرتے ہیں اس میں ایک چیز ایسی ہے جو صرف جناب ہاجرہؑ کی یادگار ہے۔

جب اسماعیلؑ کو پانی نہیں مل رہا تو پیاس سے تڑپ رہے تھے تو ماں پانی کی

تلاش میں ایک پہاڑی پر گئیں جس کا نام صفاہ ہے اور سامنے دوسری پہاڑی پر پانی نظر آیا جس کا نام مروہ تھا وہاں سے وہاں گئیں۔ وہاں گئیں دیکھا کہ پانی تو اُدھر ہے۔ واپس آئیں اسی طرح سات چکر لگائے۔ ساتویں چکر میں جناب اسماعیلؑ کے پیروں سے پانی جاری ہوگیا۔ اتنا واقعہ میں نے صرف اسی لیے سنا دیا کہ جنھوں نے کبھی نہیں سنا وہ میری بات سمجھیں۔

اب یہ بات یعنی چکر لگانا ہر عمرے اور ہر حج کا حصہ ہے۔ میں نے کہا تا کہ نبی کا حج بھی اس کے بغیر نہیں ہوسکتا یعنی افریقہ کی رہنے والی کالی رنگت رکھنے والی ایک کنیز کی سنت اتنی عظیم قرار پائی اور خالی اتنا ہی نہیں ہے کہ جہاں ہاجرہؑ سات مرتبہ گئی تم جاؤ۔ واقعاً سنت تو اسے کہتے ہیں جو جملہ اب آرہا ہے۔

پروردگار نے کہا'' اور اسی طرح سے جاؤ جس طرح ہاجرہؑ گئی ہیں۔ خالی یہ نہیں کہ ان دو کے درمیان چلو کہ ہاجرہؑ چلی تھی۔ جہاں جہاں ہاجرہ تیز چلی تھی تمہیں بھی تیز چلنا ہے جہاں آہستہ چلی تھی تمہیں بھی آہستہ چلنا ہے'' کیونکہ یہ دو پہاڑیاں جو تھیں اس کے پیچھے جناب ہاجرہؑ عام طریقے سے چل رہی ہیں درمیان میں ایک حصہ تھا جہاں جناب ہاجرہؑ دوڑ کے جاتی تھیں جیسے جاگنگ کی جاتی ہے اور وہ کیوں؟ آپ میں سے کچھ مائیں ہیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اگر چھوٹے بچے کو کہیں پر چھوڑا ہے اور بچہ نظر نہیں آرہا ہے تو ماں کتنی بے چین لگتی ہے جناب ہاجرہؑ نے اپنے اسماعیلؑ کو زمین پر لٹایا تھا اور یہ صحرا تھا۔ جہاں ہر وقت سانپ، بچھو، اژدہے، سومرایاں، نقصان پہنچانے والے جانور آسکتے ہیں۔ پہاڑیوں پر جانا بھی مجبوری ہے بچے کی خاطر۔

پانی اس کے لیے چاہیے، لیکن بچے سے غافل بھی نہیں رہ سکتیں تو جب چلتی ہیں تو مسلسل اپنے اسماعیلؑ کو دیکھتی رہتی ہیں، کوئی سانپ نہ آجائے، اژدہا نہ آجائے، بچھو نہ آجائے لیکن اس وقت اس راستے میں درمیان میں ایک گڑھا تھا جب چلتے چلتے جناب ہاجرہؑ وہاں آتی تھیں تو سامنے جانا ضروری تھا۔ وہاں پانی کے لیے کوئی پل نہیں

ہے کوئی راستہ نہیں ہے۔ اسی میں سے گزرنا ہے۔ اب جب وہ گڑھے میں اُترتی ہیں تو
اسماعیلؑ نظر آنا بند ہو جاتے ہیں جب تک جناب ہاجرہؑ بھی زمین پر چل رہی ہیں
اسماعیلؑ بھی زمین پر ہیں۔ ماں بیٹے کو دیکھ رہی ہے۔ جب گڑھے میں اُتر گئی ماں کو تو
بچہ نظر نہیں آ رہا چنانچہ بہت تیزی سے دوڑ کے یہاں سے گزرتی ہیں جلدی سے یہاں
سے نکل آؤں اور پھر بیٹا نظر آنے لگا۔ ایسا نہ ہو کہ میری غیر موجودگی میں کوئی جانور
نقصان پہنچا جائے تو اس علاقے سے جب گزر رہی تھیں، گڑھا تھا اس لیے دوڑ کے
گزر رہی تھیں پھر جب اوپر آ گئیں۔

اب اسماعیلؑ نظر آیا تو دل کو سکون ملا۔ آرام سے چلیں اور واپسی میں بھی اسی
علاقے سے آنا تھا ساتوں مرتبہ راستہ تو یہی ہے چنانچہ آج تک اسلام میں یہ مستحب
ہے کہ جب کوئی آدمی سعی کرے یعنی سات دفعہ پہاڑیوں میں چلے تو عام رفتار میں چلے
لیکن جہاں پر یہ گڑھا تھا وہاں دوڑ کے چلے۔

پروردگار! ہم سے کیوں کہا جا رہا ہے کہ دوڑ کے چلو جبکہ جناب ہاجرہؑ تو
دو وجوہات کی بناء پر دوڑ کے چلیں تھیں؟

① ان کا بیٹا وہاں لیٹا ہے، ہمارا کوئی بیٹا وہاں نہیں لیٹا ہے ہمارے لیے تو مسئلہ نہیں ہے۔

② بیٹا بھی اگر ہوتا تب بھی ہاجرہؑ دوڑتی ہیں۔ وہ اس لیے دوڑیں کہ وہاں گڑھا میں بیٹا نظر آنا بند ہو گیا آج تو کوئی گڑھا ہی نہیں ہے۔ آج دو پہاڑیوں کے درمیان بہترین فرش بنا ہوا ہے۔ کوئی گڑھا ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے ہاجرہؑ دوڑیں تو وہ یقیناً کہے گا کوئی چیز ہی نہ رہی۔

کہا لیکن نہیں ہاجرہ کا یہ عمل کہ بیٹے کی محبت میں اتنا مشکل ترین عمل کر رہی ہیں۔
کسی بھی عمرہ کرنے والے سے پوچھیے کہ مشکل ترین عمل سعی کیا ہے؟ ہمیں یہ عمل اتنا
پسند آیا کہ صرف یہ نہیں کہا کہ ہاجرہؑ کی طرح تم بھی دو پہاڑیوں میں چلو بلکہ یہ بھی کہا

کہ اُسی انداز سے چلو جس طرح ہاجرۂ چلی تھیں۔ جہاں وہ ٹھیک طرح چلیں تم بھی ٹھیک طرح چلو اور جہاں وہ دوڑ کے چلیں تم بھی دوڑ کے چلو۔ چلیں ٹھیک ہے یہ بھی سمجھ میں آ گیا لیکن اس کے بعد کا جملہ سمجھ میں نہیں آ رہا اور وہ یہ ہے کہ عورتوں سے کہا گیا خبردار وہ جو جگہ ہے جہاں ہاجرۂ دوڑی تھیں تمہیں نہیں دوڑنا ہے۔

اچھا اب پہچان کیسے ہو؟ پہلے تو وہاں گڑھا تھا اب تو وہاں گڑھا نہیں ہے اس علاقے میں دیوار پر ہرا رنگ کیا گیا ہے۔ پورے راستے کا رنگ سفید ہے، گرے ہے۔ صرف اتنے ہی راستے میں ہرا رنگ ہے تو جیسے ہی وہ حصہ آتا ہے سب مرد دوڑنے لگتے ہیں اور جو نا سمجھ عورتیں ہوتی ہیں مسلمانوں کی، وہ بھی دوڑتی ہیں لیکن ہمارے لیے تو خاص طور پر نبی نے کہا: خبردار! میرا کلمہ پڑھنے والی عورتیں یاد رکھیں کہ حج ان کو مردوں کے ساتھ مردوں کی طرح کرنا ہے مگر دو چیزوں میں فرق ہے۔ مرد جب پڑھیں لبیک اللھم لبیک زور سے پڑھیں گے لیکن تمہیں آہستہ پڑھنا ہے۔ تمہاری آواز کسی نامحرم کے کان میں نہ پڑے۔ جب مرد جنابِ ہاجرۂ کے راستے پر جائیں گے تو اُن کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ دوڑ کے چلیں۔ خبردار عورتیں نہیں دوڑیں۔

خداوندا! یہ تو تو نے الٹی بات کہہ دی دنیا میں ہمیشہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ عورت کی سیرت عورتوں کے لیے نمونہ ہوتی ہے چنانچہ آپ کے پاس جو خواتین خطاب کرنے آتی ہیں یا مرد جب بھی آئیں گے وہ یہ دیکھ کر کہ آپ عورت ہیں تو۔

ثانیٔ زہراؑ کا ذکر ہوتا ہے یا شہزادیٔ کونین کا ذکر ہوتا ہے یا جنابِ خدیجہ طاہرۂ کا ذکر ہوتا ہے، عورتوں ہی کی مثال دی جاتی ہے۔ عورتیں ہیں تو عورتوں کی مثال اور یا الٰہی! یہاں تو الٹا کر دیا تو نے۔ ہاجرۂ عورت ہے، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ مردوں سے کہا جاتا کہ تم چلو عام طریقے سے اور عورت ہے تو دوڑ کے اس راستے سے چلے گی۔ الٹی بات آ گئی مردوں کو تو اجازت دی بلکہ تاکید کی لیکن آپ خواتین کو روک دیا گیا۔ خداوندا! ہم بھی تو ماں ہیں۔ مردوں کا مسئلہ تو صحیح ہے نہ۔ ہم کیوں دوڑیں نہ ہمارا کوئی

بیٹا ہے نہ ہمیں پتہ ہے کہ بیٹے کی محبت ایسی ہوتی ہے کہ عورتوں کو تو پتہ ہے تو عورتوں سے کہا جاتا۔

یہاں یہ اسلام کا ایک اہم ترین پیغام آیا اور وہ کیا آیا؟ خدا پلٹ کے کہے گا کہ جب ہاجرہ دوڑی تھی تو اکیلی تھی اس میں کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن آج تم جاو گے تو صفاو مروہ کبھی خالی نہیں ہوتا۔ لاکھ تم نے احرام باندھا ہو مگر عورت کا دوڑنا خود ایک فتنہ ہے۔ عورت کا دوڑنا خود ایک بے حجابی ہے، عورت کا دوڑنا خود ایک معاشرے میں طہارت اور پاکیزگی کے خلاف ہے۔ عورت کا حجاب اتنا اہم ہے کہ ہم عورت کے حجاب کو بچانے کے لیے سنت ہاجرہ کو بھی قربان کر دیں گے۔ عورت سے کہیں گے تمہیں دوڑنا نہیں ہے۔ ہاجرہ کی سنت چھوٹتی ہے چھوٹ جائے لیکن پردہ اور حجاب تمہارے ہاتھ سے نہیں نکلنا چاہیے۔

ادھر پہلا مسئلہ بھی اتنا ہی اہم ہے مکہ پہنچ کر سب سے زیادہ جو جملہ کہنے کو دل چاہتا ہے وہ یہ ہے لبیک اللھم (لبیک حاضر ہوں اے خدا! میں حاضر ہوں) میں تو خود تیس سال سے قافلے لے کر جارہا ہوں۔ حج کے بھی اور عمرے کے بھی۔ جب بھی یہ جملہ کہا جاتا ہے مردوں کی آواز کمزور ہوتی ہے عورتیں زیادہ جوش وخروش سے پڑھتی ہیں لیکن شریعت کہتی ہے کہ نہیں تمہارا جوش تمہارا جذبہ ہمیں پتہ ہے لیکن تمہاری آواز کا پردہ ہمیں اس جملے سے زیادہ اہم لگتا ہے اس لیے خاموشی سے کہا کرو۔ آپ کو مغرب اور عشاء کی نماز میں بتایا گیا ہے کہ مرد کو مغرب کی نماز جہر سے پڑھنا اور عورت کی آواز اگر نامحرم سن رہا ہو تو اسے نماز آہستہ پڑھنی ہے تو خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا حجاب ایک ایسی چیز ہے جس پر اسلام نے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا لیکن یہ آج کا موضوع تھا ہی نہیں۔

ضمنی طور پر یہ بات آ گئی لیکن اصل موضوع تھا ہاجرہ، ماں، ماں کی ماںتا، بیٹے کی محبت، اللہ کو اتنی پسند کہ ہر سعی کرنے والا یعنی شہر روشنی میں دوڑ کے گزرنا، زم زم کا پانی سب اپنی جگہ، آخر میں خدا نے اس کو اتنا اہم بنا دیا کہ جو میرے گھر کا طواف کرے

گا، طواف کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ خانۂ کعبہ کے ساتھ جناب ہاجرہؑ کی قبر کو طواف میں شامل نہ کرے۔ اب باقی عورتوں کے لیے اتنا جملہ ہی کافی ہے اور جو حج اور عمرہ کر چکی ہیں اُن کے لیے ایک جملہ اور کعبہ کے پاس ایک گول دیوار ہوتی ہے جس کے گرد چاروں طواف میں اس کے باہر سے جانا ہوتا ہے اور وہ ہے جناب ہاجرہؑ کی قبر اس لیے عورت کی بیٹے سے محبت اور ممتا پروردگار کو یہ امر اتنا پسند آیا کہ سعی کو واجب کیا۔ طواف میں ہاجرہؑ کی قبر کو شامل کیا مگر کیوں؟ بیٹے کی محبت کیسی محبت سن لیجیے جیسا کہ جملہ میں نے بیچ میں کہا تھا کہ یہ ہمارا معاشرہ کہتا ہے کہ عورت بڑی کمزور ہے اور جیسی عورتیں آپ بنانا چاہتے ہیں وہ حجاب میں گھر کے اندر رہیں۔ نامحرم سے بات نہ کریں اِس طرح تو اور عورت کمزور ہو جائے گی، دو سو سال پہلے تو ایسا چل سکتا تھا لیکن آج کے لیے نہیں چلے گا۔ آج کی دنیا میں غلط عورت کا حجاب الگ چیز ہے۔ عورت کمزور نہیں ہے لیکن یہ غلط فہمی حجاب کی وجہ سے ہو جاتی ہے لوگوں کو۔ لوگ کہتے ہیں شیطان کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ چونکہ گھر میں بیٹھنے والی حجاب والی عورت ہے یہ بڑی کمزور ہو گئی ہے۔ شیطان کپکپا گیا۔ جب اس کو پتہ چلا کہ ایک باپ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے لے جا رہا ہے اتنی بڑی قربانی جبکہ شیطان تو ایک دو رکعت نماز نہیں برداشت کر سکتا ہے۔

روایتوں میں ہے کہ جب مومن نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، صدقہ دیتا ہے، تو شیطان کو ایسا لگتا ہے جیسے اس کو کسی نے کوڑا مارا اور جس کے کوڑا مارا ہو وہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اتنی بڑی عبادت کہ ابراہیمؑ جیسا بوڑھا باپ اسماعیلؑ جیسے بہترین بیٹے کو ذبح کرنے جا رہا ہے۔ یہ عمل نہیں ہونے دوں گا۔ شیطان بھی میری تقریر ہے جسے بیان کرنے کا آج موقع نہیں لیکن اس میں ایک جملہ یہ ہے کہ شیطان کہتا ہے کہ یا رسولؐ اللہ وہ شیطان کا انٹرویو کا مطلب یہ تھا کہ ایک بار شیطان رسولِ خداؐ کے پاس آیا اور کہا کہ آج میں آپؐ کے کچھ سوالوں کا جواب دینا چاہتا ہوں تو پیغمبرؐ نے پہلا یہ سوال کیا کہ تو میری امت کو عبادتوں سے کیوں روکتا ہے؟ اُس نے خلاصہ یہ نکالا کہ یہ ایک

عبادت کرتے ہیں تو مجھے لگتا ہے مجھے موت آ گئی ہے۔ یہ اتنی بڑی عبادت کہ بوڑھا باپ اپنے جوان بیٹے کو اللہ کے نام پر ذبح کرے۔ گھبرا گیا شیطان، سٹپٹا گیا۔ شیطان کے ہوش وحواس اُڑ گئے۔ اس کو روکنا ہے۔

صبح کی نماز سے روکتا ہے، سلا سلا کے آنکھ کھلتی ہے تو کہتا ہے ابھی تو آدھا گھنٹہ باقی ہے، دو منٹ میں اُٹھتا ہوں، چار منٹ میں اُٹھتا ہوں، تین منٹ میں اُٹھتے ہیں۔ نماز قضاء ہو گئی۔ حج جیسی اہم عبادت سے شیطان روکتا ہے جی ابھی باپ کو حج کرا دو، ابھی فلاں کو حج کرا دو، ابھی تو بیٹیوں کی شادیاں نہیں ہوئیں، ابھی مکان نہیں خریدا، ابھی فلاں نہیں، ڈھکاں نہیں، ساری باتیں غلط ہیں تو اتنی بڑی قربانی کیسے ہونے دے۔

لیکن روکے کیسے؟ یہ بھی تو ایک مسئلہ ہے کہ عمل کو روکنا ہے۔ روکے کیسے؟ اُس نے دیکھا کہ اس واقعہ میں تین آدمی ہیں کہا جو سب سے کمزور ہے اس کو استعمال کرو۔ منبر پر اس واقعہ کو علماء ذرا چٹ پٹے انداز میں مصالحہ لگا کر بیان کرتے ہیں۔ میرا وہ انداز ہے نہ اس کی آج ضرورت ہے۔ تین آدمی اس کے اندر ہیں ابراہیمؑ ہیں جو ذبح کرنے جا رہے ہیں، اسماعیلؑ ہیں جو ذبح ہونے جا رہے ہیں۔ ابراہیم ان کو غلط فہمی میں نہیں لے گئے۔ ایسے نہیں لے گئے جیسے ہم اپنے بچوں کو لے جاتے ہیں کہ آپریشن کروانا ہے، انجکشن لگوانا ہے تو بہلا پھسلا کے یا کسی اور طریقے سے لے جاتے ہیں۔ نہیں، بتا کے لے گئے ہیں۔ میں نے خواب دیکھا ہے تو بتا کہ کیا کرنا ہے؟ اور تیسرا فرد اس میں ہاجرہؑ ہیں۔ اس نے سوچا کہ اس واقعہ کو روکنا ہے کسے استعمال کیا جائے؟ کہا سب سے کمزور اس میں ہاجرہؑ ہے کیونکہ گھر میں بیٹھنے والی ایک کمزور عورت بھی ہے اور ماں بھی ہے اور ماں بھی ایسی جو بیٹے کی پیاس کے لیے صفاء ومروا میں اس طرح دوڑی کہ آج جب وہاں ائرکنڈیشنڈ لگا ہے، بہترین فرش ہے، آرام دہ چھت ہے پھر بھی ہم سے نہیں چلا جاتا، جوانمرد اب بھی ہانپ جاتے ہیں تو اس وقت جب جلتا سورج تھا، تپتی

زمین۔ کہا اتنی محبت جب اسے اپنے بیٹے سے ہے تو یہ سب سے کمزور ہے یعنی ایک زنجیر ہے تو یہ اُس کی کمزور کڑی ہے اِس کو توڑ دو۔ پہلے وہ گیا ہاجرہؑ کے پاس اور یہ بھی آپ سن لیجئے کہ سب سے پہلے شیطان نے کنکر جو کھائے وہ ایک عورت کے ہاتھ سے کھائے۔

ابراہیمؑ نے کنکر بعد میں مارے، اسماعیلؑ نے بعد میں مارے۔ جسے سب سے کمزور سمجھ کر وہ گیا وہی سب سے طاقتور نکلیں۔ کہا وہ ماں جو اپنے بیٹے کی خالی پیاس دیکھ رہی ہے تو برداشت نہیں کر پا رہی ہے اور وہی ماں آج سن رہی ہے میرا بیٹا آج ذبح ہونے جا رہا ہے لیکن خدا اُس سے اِتنا راضی اور خوش ہے کہ وہ شیطان کو کنکر مار کر بھگا رہی ہے جو اس کا ہمدرد بن کے آیا تھا۔ ہمدرد بن کے آیا تھا کہ اپنے شوہر کو روکو میں تمہیں اطلاع دینے آیا ہوں تو دیکھا اولاد کی محبت اتنی ہے کہ اُس کی پیاس کے لیے جلتے سورج کے نیچے دوڑ رہی ہے لیکن حکمِ خدا اتنا اہم ہے کہ اگر اس کے لیے پتہ چلے تو اولاد کو ذبح کرنے کے لیے تیار ہے۔ محبت اپنی جگہ ہے لیکن حکمِ خدا اپنی جگہ ہے۔ یہ میں نے اتنی بات کیوں کہی؟ اس لیے کہی کہ اولاد کی محبت ہی تو آج لوگوں کو حکمِ خدا سے ہٹا رہی ہے۔ ہاجرہؑ نے اولاد کے ساتھ محبت ایسی دکھائی کہ دنیا میں کسی عورت نے نہیں دکھائی ہوگی اور ہاجرہؑ نے حکمِ خدا سے محبت بھی ایسی دکھائی کہ یہ سننے کے بعد بھی کہ میرا بیٹا مرنے والا ہے۔ شیطان نے کہا تھا کہ روکو روکو تیرا شوہر تیرے بیٹے کو ذبح کر رہا ہے۔ ہاجرہؑ نے کہا ایسے ذبح نہیں کر سکتا ہے۔ وہ نبی وقت ہے۔ اس میں کوئی مصلحت ہو گی۔ کہا وہ یہ کہتی ہے یہ حکمِ خدا ہے بس حکمِ خدا ہے میں تیار ہوں۔

تب ہی تو اللہ کو وہ ماں اتنی پسند آئی کہ جو اپنی اولاد کو ذبح کرنے کو تیار ہے اور ایک آج کی ماں جس کو اتنا بھی احساس نہیں کہ اس کو اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنی اولاد کی تربیت کرنا ہے۔ وقت نکالنا ہے کیونکہ فالتو وقت کسی کے پاس نہیں ہوتا ہے۔ وقت نکالا جاتا ہے۔ آج کے لوگ مرد تو مرد عورتیں بھی یہ کہتی ہیں کہ آج تو وقت ہی نہیں ہے۔

اس دنیا میں ویسے کسی کام کا بھی وقت نہیں ہوتا۔ آج کی دنیا میں کھانے پینے کا بھی وقت نہیں لیکن اگر کسی چیز کی اہمیت پتہ ہے تو آدمی وقت نکالتا ہے۔ جتنا ہی مصروف کیوں نہ ہو اگر آج ہسپتال جانا ضروری ہے تو آدمی اپنے سارے پروگرام ادھر اُدھر کر کے وقت نکال لیا کرتا ہے اور اولاد کی تربیت تو ایک ماں کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ ہاجرہ اپنی اولاد کو ذبح کرنے کو تیار اور یہ آج کی ہاجرہ کی کنیزیں جو اتنی قربانی دینے کو تیار نہیں ہیں، اتنی قربانی دینے کو تیار نہیں ہیں کہ تربیتِ اولاد کی پہلی سیڑھی ہی پر قدم رکھ دیں۔ آپ کو معلوم ہے تربیتِ اولاد کی پہلی سیڑھی کیا ہے؟ یہ صرف تربیت اولاد کے لیے نہیں بلکہ ہر تبلیغ کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے اور پہلی سیڑھی یہ ہوتی ہے کہ آدمی اپنے آپ کو بدلے۔ لاکھ لاکھ لیکچر دیتے رہیے، آپ نے کہا بیٹا گانا بجانا بہت بری بات ہے لیکن آپ کے گھر میں چوبیس گھنٹے ٹی وی پر گانے آ رہے ہیں تو کوئی تربیت کام نہیں آئے گی۔ نہ قرآن کام آئے گا، نہ حدیث کام آئے گی، نہ مراجع کے فتوے کام آئیں گے اور نہ علماء کی تقریریں کام آئیں گی۔ پہلی قربانی تو عورت کو یہ دینا ہے کہ اولاد سے پہلے اپنا جیسا بھی حجاب تھا اب اولاد کی وجہ سے مکمل حجاب کرنا ہے تا کہ اس بچے کو پتہ تو چلے کہ حکمِ خدا کتنا اہم ہے کہ میرا چچا بھی گھر میں آیا ہے تو میری ماں نے کہا کہ میں حجاب کے بغیر اس کے سامنے نہیں جاؤں گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے خاندان میں جھگڑے ہو جائیں، ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ سے فساد برپا ہو جائیں، ہو سکتا ہے کہ آیت اللہ خامنہ ای اور آیت اللہ سیستانی دونوں کا ایک ہی جواب ہے کہ ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے طلاق کی نوبت ہی آ جائے۔ اس بیٹے کو کیسے پتہ چلے؟ بیٹی کو کیسے پتہ چلے کہ تربیت کتنی اہم ہے؟ اسلام کتنا اہم ہے؟ تربیت نہیں اسلام کتنا اہم ہے؟

اور اگر وہ یہ دیکھے کہ مجھ سے تو ساری باتیں کہی جا رہی ہیں خود میری ماں کا جب دل چاہتا ہے اسلام کے کسی مسئلے پر عمل کرتی ہے اور کسی کو چھوڑ دیتی ہے۔ یہ روایتوں کا ایک جملہ ہے جس پر میں آج کی بات ختم کرتا ہوں کہ بچے سے زیادہ سمجھنے، سننے والا

اور ہوشیار اور کوئی نہیں ہے۔

بڑے ایک چیز دیکھتے ہیں لیکن شاید اس کا اثر نہ ہو۔ بچے کے دماغ میں اس کی ہو بہو تصویر محفوظ ہو جاتی ہے تو بچے کی پہلی تربیت زبان سے نہیں ہوتی ہے بلکہ عمل سے ہوتی ہے۔ یہ قربانی دینا پڑے گی اور اسی لیے میں نے کہا کہ عورت کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کیونکہ جب تک کہ بچہ باہر نہ جانے لگے چوبیس گھنٹوں میں اٹھارہ گھنٹے تو وہ ماں کو دیکھے گا۔ باپ تو اس کو بہت کم نظر آئے گا، صبح نظر آئے گا، شام کو نظر آئے گا یا اتوار کو نظر آئے گا۔ پہلے کی حد تک تو دونوں ٹائم دے سکتے ہیں۔ اولاد کی تربیت سے متعلق کوئی چیز ہے تو آپ کا ذرا گانا سن لینا آپ کا ذاتی گناہ نہ بنا بلکہ آپ نے اپنی اولاد کو تباہ کر دیا۔

لیکن اسماعیل کو ابراہیم حکم خدا سے ذبح کر رہے ہیں اور آپ ایک گانا سن کے اپنی اولاد کو شیطان کے نام پر ذبح کر رہے ہیں۔ آپ کا خاندان کے کسی ایک مرد کے سامنے بے حجاب آ جانا کیونکہ شریعت نے رشتے داروں کی ایک فہرست بنائی ہے اور ہماری کمیونٹی اور سماج کے یہ رشتے دار، یہ بالکل ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں۔ شریعت کی نگاہ میں بہنوئی بھی نامحرم ہے، دیور بھی نامحرم ہے، جیٹھ بھی نامحرم جبکہ ہمارے ہاں سب محرم ہیں۔ ہاں یہ ضرور کہوں گا کہ اسلام فطرت پر پابندی نہیں لگاتا۔ دیکھیں بات میں بہت جلدی چھوڑ رہا ہوں اس لیے کہ مغرب کا وقت بھی ہو رہا ہے اور مجھے ابھی رات میں دو مجلسیں اور پڑھنا ہیں۔

اگرچہ برادر محترم تقی جادا صاحب آپ سے یہ کہہ گئے تھے جو سوال ہیں کر لیجئے گا لیکن آج تقریباً 10 سے 12 منٹ تقریر ہماری دیر سے شروع ہوئی اور اتنے ہی منٹ میں نے زیادہ لے لیے۔ 45 منٹ کی مجلس ہوتی جس میں سوال و جواب ہوں تو 15 منٹ سوال و جواب ہوں گے۔ آدھا گھنٹہ آج زیادہ ہو گیا ہے۔ ان شاء اللہ کل اور پرسوں۔

اور پھر وہی گزارش جو ہر مجلس میں کرتے ہیں کہ جن کو بات نہیں سننا ہوتی وہ خبر دیکھیں اور جن کو سننا ہو وہ وقت پر آ جائیں تا کہ سنانے والا بھی ہر بات اطمینان سے سنا سکے اور آخر میں سوال و جواب کے لیے بھی وقت بچے۔ آج میں مصائب کے بیان کے فوراً بعد چلا جاؤں گا۔

دو اعلان میرے محترم دوست نے کیے تھے تو میں نے دونوں اعلانوں پر ایک ایک اعتراض کر دیا۔ خیر خلاصہ یہ ہے کہ اولاد کے لیے قربانیاں دینا پڑیں گی۔ جب تک عورت ماں نہیں ہے حجاب اپنے لیے کرتی ہے جب ماں بن جاتی ہے تو اسے حجاب اپنے اور اولاد دونوں کے لیے حجاب کرنا پڑتا ہے۔ جہاں کوئی عورت حاملہ ہوئی اس کو کتنی پابندیاں اس لیے اپنے آپ پر لگانا پڑتی ہیں کہ خود اس کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اب نقصان اولاد کو پہنچے گا۔ ایک معمولی بخار اور درد دور کرنے کی دوا ''اسپرین'' یا جو بھی ہو۔ جب عورت حاملہ ہوتی ہے تو ڈاکٹر کی طرف سے پابندی آ جاتی ہے کہ بغیر مشورے کے استعمال نہیں کرنا ہے۔ بھئی میرے لیے کوئی نقصان تو نہیں ہے زندگی بھر کھاتی رہی ہوں تو جسمانی اعتبار سے جس طرح ادھر عورت حاملہ ہوئی اور ادھر ایک لسٹ بن گئی لمبی چوڑی ڈاکٹر کی بھی اور خاندان کی بزرگ خواتین کی بھی۔ حاملہ عورت کو یہ عورتیں کتنی احتیاط بتاتی ہیں، ساس ہے، ماں ہے، یہ کرو، وہ نہ کرو، یہ نہ کرو جو ہم پہلے کرتے آئے تھے۔ کہا پہلے کی بات اور ہے پہلے تم اکیلی تھی یہی چیز شریعت کے اعتبار سے ہے اب ہر گناہ ڈبل نقصان لے کے آتا ہے تو ڈبل عذاب بھی لے کے آتا ہے اور اگر اس سے بچیں تو ڈبل ثواب بھی لے کے آتا ہے۔

لیکن اس کا طریقہ کل آئے گا، آج تو صرف اتنی سی بات ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ اسلام فطرت پر پابندی لگاتا ہے جو فطرت ہے وہ اپنی جگہ پر ہے اس پر اسلام کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہاں بس یہ ہے کہ اپنی فطرت کی وجہ سے حکمِ خدا کو نہ چھوڑو۔ اگر حکمِ خدا پر عمل کرتے ہوئے فطرت پر عمل کر رہی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس جملے کا

مطلب کیا ہوگا؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہاجرہؑ حکمِ خدا کے لیے اپنے بیٹے کو قربان کرنے کو تیار ہیں لیکن ماں ہیں۔ جب وہ بیٹا واپس آ گیا تو بے اختیار کلیجے سے لگایا کہ ماں تو سمجھ رہی تھی کہ لاشہ آئے گا، زندہ آ گئے۔ کیا خوشی کی حالت تھی، پیشانی کو بوسہ دیا۔ ماں اپنے بیٹے کو بوسہ دے رہی ہے۔ رخسار کو بوسہ دیا، لبوں کو بوسہ دیا۔ گردن کو بوسہ دینے کے لیے جھکی کہ ذرا سی کھال کٹی نظر آ گئی۔ ایک بار گھبرا کر کہا بیٹا میں نے ہی تجھے تیار کر کے بھیجا تھا اُس وقت تو یہ ہلکا سا زخم کا نشان بھی نہ تھا یہ کہاں سے آ گیا؟ کہا مادرِ گرامی یہیں پر تو بابا نے چھری رکھ کے ذرا سا دبایا۔ اب دیکھیں تیار ہیں کہ میرا بیٹا مارا جائے۔

لیکن فطرت اور پھر ماں کی فطرت، تڑپ کے کہا۔ ہائے بیٹا اگر یہ چھری چل جاتی تو کس طرح تیری ماں تیرا یہ لاشہ دیکھتی؟ ہائے میرا اسماعیلؑ زندہ ہے اب تو ماں کی حالت یہ ہے کہ چیخ مار کے گری اور بیمار پڑ گئی اسی بیماری میں سترہ دنوں کے بعد انتقال کیا اور ان کو خانہ کعبہ میں دفن کیا گیا۔ پھر بھی اللہ نے اتنی اہمیت اس لیے دی کہ حکمِ خدا کے لیے تیار تھی۔

لیکن ہاں ماں کا حق ہے کہ وہ بیٹے کا غم کرے۔ ماں کا حق ہے کہ وہ بیٹے کا ماتم کرے لیکن بس ایک جملہ بڑے ادب اور احترام کے ساتھ جناب ہاجرہؑ سے کہتا ہوں یا جناب ہاجرہؑ! میں آپ کی توہین کر رہا ہوں لیکن آپ کا رتبہ اپنی جگہ ہے۔

سلام ہو ہمارا ان کربلا کی بیبیوں بیبیوں پر کہ آپ تو خالی تصور کر کے برداشت نہ کر سکیں اور وہاں، ذرا آ کے دیکھئے فروا۔ ذرا آگے دیکھیے لیلیٰ۔ آ کے ذرا دیکھیے رباب اور ایک جملہ میں اور کہتا ہوں یہ جملہ ثانیِ زہراؑ سے کہتا ہوں۔ شہزادی! میں ساری زندگی آپ کے مصائب پڑھتا رہا اور آپ کی عظمتیں بیان کرتا رہا۔ میں آپ کی فضیلت اور آپ کی شان میں گستاخی نہیں کر رہا ہوں۔

لیکن ایک جملہ آپ سے بھی کہنا ہے اور وہ یہ ہے کہ کربلا میں واقعاً جنھوں نے

اسلام کی آبرو رکھی اور اہل بیتؑ کے گھرانے کی شان دکھائی وہ زینبؑ وکلثومؑ پھر بھی نہیں ہیں اس لیے کہ یہ دونوں سیدانیاں ہیں اور ان کی رگوں میں علیؑ کا خون ہے، انھوں نے فاطمہؑ کا دودھ غذا کے طور پر استعمال کیا۔ یہ معصوم کے گھر میں پیدا ہوئیں۔ باپ بھی معصوم ہے، ماں بھی معصوم ہے، بھائی بھی معصوم ہیں۔ یہ اُس گھر میں پروان چڑھی ہیں جس کو آیت تطہیر نے چاروں طرف سے گھیرے میں لیا ہوا ہے۔ یہ جو بھی کریں کم ہے۔ ہمارا اسلام تو ہو علیؑ کی بہوؤں پر کہ فاطمہ زہراؑ کی لاج رکھی ہے۔ امتی گھر میں پیدا ہوئیں۔ یہ سب امتی ہیں نہ لیلیٰ سیدانی ہے، نہ رباب سیدانی ہے اور نہ فروا سیدانی ہے۔ انھوں نے کسی معصوم ماں کا دودھ نہیں پیا، ان کی رگوں میں کسی معصوم باپ کا خون نہیں ہے، یہ آیت تطہیر والے گھرانے میں پروان نہیں چڑھی ہیں۔

لیکن اللہ اللہ کیسا کردار کربلا سے شام تک دکھایا کہ اگر ہمیں ازل سے پتہ نہ ہوتا کہ ثانی زہراؑ کا رتبہ بلند ہے تو ہم تو کوئی فرق ہی نہ کر پاتے۔ جیسی رباب ویسی زینب، جیسی زینب ویسی لیلیٰ، جیسی فروا ویسی کلثومؑ، یہ علیؑ کی بہوئیں ہیں۔ یہ آپ کے اور ہماری طرح کے عام امتی گھر میں پیدا ہوئیں لیکن اس انداز سے کربلا میں آئیں کہ ایک طرف ہاجرہؑ تڑپ کے کہتی ہیں اگر میرا بیٹا مارا جاتا تو کیا ہوتا؟ اور ادھر فروا تڑپ تڑپ کر کہہ رہی ہے کہ بیٹا قاسمؑ! تو اب تک کیوں نہیں مارا گیا ہے؟ تو اب تک کیوں زندہ ہے؟ ارے تیری ماں ساری بیبیوں کے سامنے شرمندہ ہو رہی ہے۔ ایک عجیب منزل آتی ہے۔ شب عاشور میرے آقا حسینؑ نے جب سیدانیوں کے خیموں کو دیکھا تھا۔ دو امتحان لیے، ایک رات کے شروع ہوتے ہی کربلا کے اصحاب کو بلا کر چراغ بند کر کے امتحان لیا تھا اور آدھی رات کے بعد میرا آقا ساری بیبیوں کے خیموں کو دیکھتا ہوا چلا۔ ہر خیمے میں ہر بی بی اپنی قربانی کو تیار کر رہی ہے اور بڑی خوش نظر آرہی ہے۔ لیلیٰؑ اکبرؑ کو لے کے بیٹھی ہیں، فروا قاسمؑ کو لے کے بیٹھی ہیں، زینبؑ نے عونؑ ومحمدؑ کو بٹھایا ہی نہیں۔ ایک کے سر پر اُن کے دادا جعفر طیارؑ کا عمامہ رکھا اور دوسرے کے سر پر

اُن کے نانا حیدرِ کرار کا عمامہ رکھا اور انھیں اُن کے دادا اور نانا کے بارے میں بتا رہی ہیں۔

مگر جب حسینؑ ربابؑ کے خیمے کے قریب سے گزرے تو ایک یہی بی بی روتی ہوئی نظر آئی۔ یہ دروازے پر سر رکھ کے رو رہی ہے، ہر بی بی خوش ہے یہ رو رہی ہے۔ حسینؑ قریب آئے اور پوچھا رباب! کیا بات ہے؟ رو کیوں رہی ہو؟ کہا: آقا! اپنی بدقسمتی پر رو رہی ہوں۔ اللہ نے مجھے اتنی عزت دی کہ اس گھر میں آ کر علیؑ اور فاطمہؑ کی بہو قرار پائی لیکن آج میں اس گھر میں دیکھتی ہوں کہ اس گھر میں آ کر مجھے دو تحفے ملے۔ ایک بیٹی ملی جس کا نام سکینہؑ اور ایک بیٹا ملا جس کا نام علی اصغر ہے لیکن ہر بی بی اپنی قربانی کل کے لیے تیار کر رہی ہے۔ یہ بیبیاں جب جائیں گی شہزادی فاطمہؑ کے سامنے تو کتنا سرخرو ہو جائیں گی۔

آقا! مجھے دونوں تحفے ملے لیکن دونوں ایسے ہیں کہ کل کے جہاد میں کام نہیں آئیں گے۔ جو بڑی ہے، جو چل سکتی ہے وہ سکینہؑ ہے، لیکن لڑکیاں جہاد کرتی نہیں ہیں اور جو لڑکا ہے جو جہاد کر سکتا ہے وہ اتنا چھوٹا ہے کہ گھٹنوں کے بل چلا کر بھی نہیں لے جا سکتی۔ مجھے نہیں معلوم کہ آقا حسینؑ نے کیا جواب دیا؟ میں ہوتا تو ہاتھ جوڑ کر کہتا شہزادی ربابؑ! آپ کیوں سمجھ رہی ہیں کہ آپ کی اولاد جہاد نہیں کر سکتی۔

ارے آپ کی اولاد تو ایسا جہاد کرے گی کہ ایک ننھی سکینہؑ زندان میں بیٹھ کر یزیدیت کے چہرے سے نقاب الٹ دے گی۔ شام میں انقلاب لے کے آئے گی تو آپ کی سکینہؑ لائے گی اور تیرا اصغرؑ، وہ تو ایسا جہاد کرے گا کہ دنیا اکبرؑ اور عباسؑ کے جہاد کو بھول جائے گی۔

ارے ہے کوئی کربلا کا ایسا مجاہد جس نے لشکرِ یزید کو ایسے رُلا دیا ہو کہ عمر سعد اگر گھبرایا تو اصغر کے موقع پر گھبرایا اور حرملہ سے کہا حرملا! تو عرب کا تیر انداز ہے۔

اِقطَعْ کلامَ الحسین

"حسینؑ کے کلام کو کاٹ دے۔"

ورنہ ابھی ابھی انقلاب آ جائے گا اور حرملہ نے بھی 3 پھالا تیر اُٹھایا۔ ایک پھال تیر عرب میں مردوں پر استعمال ہوتا ہے اور تین پھل کا تیر اُس وقت استعمال کرتے ہیں جب گھوڑے کی گردن توڑنا ہو۔ کہاں گھوڑے کی گردن اور کہاں چھ ماہ کے اصغرؑ کا ننھا سا گلا۔ مگر ذرا دیکھیے تو جب حرملہ نے تیر چلانا چاہا تو ہاتھ کانپا کہ تیر گر پڑا، تین بار ناکام رہا۔ آخر اس کے دوست نے کہا تو اتنا بڑا تیر انداز ہے بچے سے ڈر گیا۔ کہا نہیں بچے سے نہیں ڈر رہا ہوں ادھر تیر کو کھینچتا ہوں اُدھر خیمے کا پردہ ہلتا ہے، لگتا ہے کنات ہل رہی ہے، معلوم ہوتا ہے ماں کھڑی ہے۔ یہ منظر دیکھ رہی ہے۔ ہائے غریب جس نے اپنی آنکھوں سے اپنے ششماہے کو ذبح ہوتا دیکھا اور کہا صرف ایک جملہ:

یا بنیا! مثلك

ارے عرب میں چھ مہینے کا جانور بھی ذبح نہیں ہوتا میر اصغرؑ نہ صرف یہ کہ ذبح ہوا بلکہ کربلا کا ہر شہید ایک بار ذبح ہوا۔ بعض علماء کہتے ہیں اصغر دوبار ذبح ہوا، ایک حرملہ کے تیر سے ذبح ہوا اور ایک گیارہ محرم کو جب عمر سعد نے کہا سب سر نظر آ رہے ہیں اصغرؑ کا سر نظر نہیں آ رہا ہے۔ پتہ چلا اصغرؑ کا لاشہ ہی نظر نہیں آ رہا ہے۔ کسی نے کہا حسینؑ نے اصغر کو کہیں ٹیلے کے پیچھے دفن کیا ہے۔ کہاں دفن کیا ہے یہ پتہ نہ چلا تو آخر شمر کہتا ہے میں پتہ چلاتا ہوں۔ ایک نیزہ لے کے چلا کہ جگہ جگہ زمین گاڑتا ہے اور اُسے نکالتا ہے۔ ایک بار جو نیزہ گاڑ کے نکالا نوک نیزہ پر ششماہے کا لاشہ نظر آ رہا ہے۔ ایک ہاتھ سے لاشا پکڑا دوسرے ہاتھ سے خنجر نکالا۔ سکینہؑ نے فریاد کی اماں رباب! ذرا دیکھو میرا اصغرؑ دوبارہ ذبح ہو رہا ہے۔ ہائے کربلا کا ننھا مجاہد و شہید!

## گیارھویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا
وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً (سورۂ روم، آیت:21)
وَقَالَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا
لِيَعْبُدُوْنَ (ذاریات، آیت:56)

سامعینِ محترم!

کل کی مجلس میں کچھ ابتدائی اور تمہیدی باتیں ہوئی تھیں لیکن آخر میں ہم موضوع یا عنوان پر آئے تھے جو خواتین کے لیے مقرر کیا گیا۔

لیکن آج بھی ابتدائی پانچ یا سات منٹ ایک مرتبہ پھر ایک تمہید میں گزارنا پڑیں گے تاکہ یہ بات قرآن کی روشنی میں واضح ہو جائے کہ چاہے آج کی مغرور دنیا اور دشمنانِ اسلام کتنا ہی پروپیگنڈا کیوں نہ کریں کہ عورت اور مرد دونوں کو اِس اِس انداز سے زندگی گزارنی چاہیے۔ قرآن اس طریقے سے اتفاق نہیں کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کو دو مختلف قسموں میں پیدا کیا۔ ورنہ اس قادرِ مطلق رب العالمین کے لیے جو عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر ہے ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے، یہ کوئی مشکل کام نہ تھا کہ سارے انسان ایک طرح کے پیدا کیے جاتے یا سارے مرد ہوتے یا ساری عورتیں۔

لیکن چونکہ دو الگ الگ کام لینے تھے اس لیے پروردگار نے عورت اور مرد کو مختلف انداز میں بنایا۔ یا تو دنیا کی سمجھ میں نہیں آ رہے اور یا سمجھتے خوب ہیں مگر اقرار نہیں کرتے کہ چونکہ ہمارے اخلاقی معاشرے کو تباہ کرتا ہے۔

آج 17 فروری 2006ء ہے پچھلے سال 18 مارچ 2005ء کو ایک نیا شوشا

دنیا میں چھوڑا گیا جس کی نہ ضرورت تھی اور نہ ہی کوئی اس کی ڈیمانڈ یا مطالبہ تھا۔

وہ یہ ہے کہ امریکہ کی ایک خاتون کھڑی ہوئی ڈاکٹر امینہ رؤف اور یہ نعرہ بلند کیا کہ اگر مرد نماز جماعت پڑھا سکتا ہے تو عورت نماز جماعت کیوں نہیں پڑھا سکتی؟ چلو خیر عورتوں کی نماز جماعت عورت پڑھا سکتی ہے تقریباً سارے مراجع اور مجتہدین متفق ہیں لیکن خاتون کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ مرد عورتوں کو بھی نماز پڑھا سکتے ہیں اس لیے عورت کو بھی اختیار ہونا چاہیے کہ وہ مردوں کو نماز پڑھائے۔

اور یہ واقعہ پیش آ گیا تاریخ اسلام میں پہلی بار 18 مارچ 2005ء کو ایک عورت نماز جمعہ (آج جمعہ کا دن ہے مرد نمازیں پڑھ کر گھروں اور دفتروں کی جانب جا رہے ہوں گے)۔ تاریخ اسلام میں پہلی بار ایک عورت نے اِس انداز سے نماز جمعہ پڑھائی تھی۔ اس سال بھی ابھی یہ 11 مئی کو ہوا ہے نماز پڑھنے والوں میں عورتیں اور مرد بھی تھے اور پھر دیکھتے دیکھتے یہ سلسلہ امریکہ میں پھیلتا چلا گیا۔

میں نے اُس وقت بھی یہ کہا تھا کہ خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے میں خود اس وقت وہیں پر تھا۔ اُس وقت بھی میں نے یہ جملہ کہا کہ نماز پڑھانے والی پہ تعجب کم ہے وہ جیسے بھی اس کی عقل ہے یا اُس پر جو اس کو استعمال کر رہا ہے بلکہ تعجب تو ان لوگوں پر تھا جنھوں نے بڑی خوشی کے ساتھ اُس کے پیچھے نماز جماعت پڑھ لی۔ جس میں پاکستان کی کچھ خواتین اور مرد بھی شامل تھے اور عجیب بات یہ ہے کہ چلیں شاید وہ بہت ہی زیادہ متقی و پرہیز گار، ظاہر کی اعتبار سے پابندِ شریعت، سب کچھ ہوگی تو پھر الگ بات ہے۔

یہ ڈاکٹر امینہ رؤف ایک ایسی بدتمیز قسم کی عورت ہے۔ جو کہتی ہے کہ مسلمان ہوں اور یہ بھی کہتی ہے کہ بہت ساری چیزوں پر میرا محمدؐ سے اختلاف ہے۔ یہ تذکرہ ہو رہا ہے پیغمبر اسلام کا۔ ٹھیک ہے میں مسلمان ہوں لیکن ضروری تو نہیں ہے کہ مسلمان پیغمبر کی ہر بات سے اتفاق کرے۔ اس لیے فلاں، فلاں، فلاں بات میں اُن کی نہیں مانتی ہوں۔ اچھا یہ ایک مرحلہ ہے اور اگلی سانس میری کہتی ہے کہ میں مسلمان ہوں لیکن قرآن کی

بھی فلاں، فلاں بات سے مجھے اختلاف ہے۔ مسلمان ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ فرماتی ہے کہ محمد کی ہر بات مان لی جائے اور مسلمان ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کی ہر بات کو تسلیم کرلیا جائے۔ اپنی عقل استعمال کرو، جو چیز سمجھ میں آجائے مان لو اور جو چیز سمجھ میں نہ آئے اسے چھوڑ دو۔ بس یہی کہہ رہا ہوں وہ عورت اور کیا کہے گا؟ وہ تو ہے ہی دشمنِ اسلام، وہ تو ہے ہی دشمنانِ اسلام کے ہاتھ میں اس وقت، وہ تو ہے ہی ایک سازش، میں کہہ رہا ہوں یہ سب سننے کے باوجود افراد کی ایک معقول تعداد آئی بھی اور اس کے کلمات بھی سنے۔ تاریخِ اسلام میں پہلی مرتبہ اس عمل کو دیکھا اور پھر انہی کے ہو رہے۔ لیکن یہ وہی چیز ہے جسے چودہ سو سال پہلے سورۃ نساء کی 64 ویں آیت میں پروردگار نے واضح کر دیا۔

کہ ''سنو اسلام اس بات کا نام نہیں ہے کہ کلمہ پڑھا، مسلمانوں جیسا نام رکھا، بچے کے کان میں اذان واقامت کہی، اس کا عقیقہ کروایا اور ہو گئے مسلمان۔ نہیں، نہیں قرآنِ کریم اسلام کا ایک کراٹیریا نے اسلام کا ایک معیار بتایا ہے اور اس میں پہلی چیز یہی ہے جسے ختم کرنے کے لیے گزشتہ 15 بیس سال سے بلکہ اگر میں یہ کہہ دوں کہ جب سے ایران کا اسلامی انقلاب آیا اُس وقت سے یہ کوشش ہو رہی ہیں کبھی سلمان رشدی کی کتاب کی شکل میں کبھی پچھلے سال ڈاکٹر امینہ رؤف کی شکل میں اور کبھی اس کارٹون والے مسئلے کی شکل میں۔ قرآنِ کریم نے اسلام اور ایمان کا ایک معیار بتایا اور وہی ہم سے چھیننا چاہتے ہیں چونکہ اس آیت پر میں رات کو جامعہ المنتظر میں بھی مجلس پڑھ رہا ہوں اس لیے اکی زیادہ تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن کم از کم آیت کا ترجمہ تو کر دوں اور پھر اپنے کل والے موضوع کو آگے بڑھاؤں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○

(سورۃ نساء، آیت:65)

آیت کا ترجمہ یہ ہے اور بڑے عجیب انداز سے یہ آیت شروع ہوئی۔

قسم! تیرے رب کی قسم، کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا یہ تو ہمارے معاشرے میں ہے کہ کسی سے خوش ہو گئے تو اُسے دنیا کا سب سے بڑا مومن کہہ دیا ذرا ذرا سی بات پر۔ کسی نے حرام سے لاکھوں روپے کمائے اور ایک مجلس میں بڑا اچھا سا تبرک تقسیم کر دیا۔ بریانی کھلا دی تو سب نے کہا واہ واہ! اس سے بڑا مومن تو آج تک پیدا ہی نہیں ہوا اور جہاں ذرا سا کسی سے ناراضگی ہو گئی۔ کاروبار کے مسئلے پر یا خاندان کے مسئلے پر تو وہاں ہم نے فوراً کہہ دیا وہ تو بے ایمان ہے، وہ تو کافر ہے۔ اُسے تو ہم مومن مانتے ہی نہیں، ہمارا بریانی کھا کے کسی کو ایمان والا بنا دینا وہ بھی بے کار ہے اور ذرا سی بات پر ناراض ہو کر کسی کو کافر بنا دینا وہ بھی بے کار ہے۔

- نہ ہمارے مومن کہنے سے کوئی مومن ہوتا ہے اور نہ ہمارے کافر کہنے سے کوئی کافر ہوتا ہے لیکن اگر خدا، پروردگار، رب العالمین وہ یہ کہہ دے کہ میں فلاں کو مومن نہیں مانتا ہوں۔

قرآن کی آیت ہے۔ سورۂ نساء کی 65ویں آیت ہے اور زیادہ تفصیلات میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ سورہ نساء قرآن کریم کی وہ سورہ ہے جو عورتوں ہی کے معاملات کو بیان کر رہی ہے۔ عربی نساء کہتے ہی عورت کو ہیں اور اسی سورہ میں یہ آیت آئی ہے۔ عورتوں والی سورۂ میں یہ آیت آئی ہے کہ

تیرے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہیں اور ہو بھی نہیں سکتے جب تک ان میں تین باتیں نہ آ جائیں۔

حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْ مَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ۔

جب بھی ان میں آپس میں اختلاف اور جھگڑا ہو جائے تو فیصلہ تم سے لیں۔ پہلی بات مومن کے بننے کی پہلی شرط جب کوئی جھگڑا، کوئی اختلاف ہو جائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس بارے میں رسولؐ نے کیا کہا؟ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ برادری میں کیا ہوتا

ہے؟ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ ہمارے خاندانوں میں کیا ہوتا ہے؟ یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ہماری نانی یا دادی یا پڑنانی یا ماں یا باپ کیا کیا کرتے تھے؟ یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ عام لوگ کیا کر رہے ہیں؟ کسی طرح کا بھی اختلاف ہو جائے چاہے وہ جائیداد کا ہو یا روپے پیسے کا، ساس اور بہو کا ہو یا نند اور بھاوج کا۔ کوئی بھی اختلاف ہو۔ چونکہ یہ چیزیں درس دینے والے علماء اکثر بیان کرتے ہیں کہ ہمارے یہاں ہندو رسم و رواج اتنے زیادہ ہیں کہ اسلام تو ایک کونے میں دبا دیا گیا ہے اور یہ رسوم پوری شدت کے ساتھ شادی بیاہ کے موقع پر نظر آتی ہیں یا موت کے موقع پر۔ شادی کے موقع پر کتنے ہی ایسے رواج ہیں جن کا اسلام سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے۔ ذرا سا تنقید کریں تو جواب ہوتا ہے کہ جی یہ تو ہمیشہ سے ہوتا آ رہا ہے۔ ہماری ماں کی شادی میں بھی ہوا تھا، نانی کی شادی میں بھی ہوا تھا اور پڑنانی کی شادی میں بھی ہوا تھا اور تو اور مرگ کے موقع پر کتنے ہی ایسے رواج ہیں۔

اگرچہ پاکستان میں بعض برادریوں نے اس پر کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود جواب یہی ملتا ہے کہ یہ ہمیشہ ہوتا آیا ہے۔ جو یہ کہہ دے کہ یہ تو ہمیشہ ہوتا آیا ہے قرآن کی نظر میں وہ مومن نہیں ہے، مومن صرف وہ ہے جو کہہ دے کہ رسول اللہؐ نے یہ کیا تھا یا نہیں یا رسول اللہؐ نے اس کی اجازت دی تھی یا نہیں دی تھی۔

حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

ہمارے معاشرے میں خاندانی اعتبار سے بہت سارے ایسے رواج ہیں جن کو میں چھیڑنا نہیں چاہتا ہوں ورنہ کتنے ہی ساس اور بہو کے مسئلے ہیں اگر بہت چھوٹی سی بات کہہ دوں، بہت چھوٹی سی اور وہ یہ کہ اسلام کے واجبات اور مستحبات میں جہیز کا کہیں پتہ بھی نہیں چلتا۔ ہمیں کہیں ضعیف سے ضعیف روایت بھی نہیں ملتی جو جہیز کے بارے میں کچھ کہتی ہو اور مہر اہم ترین واجبات اسلامی میں سے ایک ہے بلکہ نکاح اور حرام کاری کے جو فرق بتائے گئے ہیں ان میں سے مہر ایک ہے لیکن ہمارے معاشرے

کو دیکھ لیجیے جو شریعت میں نکاح کے حوالے سے اہم ترین واجبات میں سے ہے۔ اُس کا دور دور تک ہمارے معاشرے میں پتہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ اکثر لوگ یہ سمجھتے بھی ہیں اور کہتے بھی ہیں کہ ارے مہر کا کیا ہے کون لیتا دیتا ہے؟ جو شریعت کے اہم ترین واجبات میں سے ایک ہے اُس کا دور دور تک کوئی پتہ نہیں ہے اور جہیز، اس میں اتنی تفصیلات، اتنی محنتیں، اتنے جھگڑے، اس کے لیے اتنی کوششیں بہرحال میرا یہ موضوع ہے نہیں۔ آیت کے ترجمے میں ایک دو مثالیں آ گئیں، پہلی پہچان قرآن کہہ رہا ہے ایک ہی آیت میں فلا ربک ............ بینھم کوئی مومن ہو نہیں سکتا جب تک اپنے ہر مسئلے میں رسول کا فیصلہ قبول نہ کرے۔ جو انھوں نے دیا ہے وہ ہمیں لینا ہے اچھا لگے تب بھی اور برا لگے تب بھی لیکن خالی اسی سے کام نہیں چلے گا۔

ثُمَّ لَا يَجِدُوْا بِأَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّنْ مَا قَضَيْتَ

یہ بہت بڑی بات ہے قرآن کہتا ہے اور دوسری نشانی یہ ہے تو پھر جب رسول کوئی فیصلہ کر دے تو اپنے دل میں ذرا سی ناگواری محسوس نہ کریں لیکن بہت ساری باتیں ایسی ہیں کہ ہم نے ایک بات کہی سامنے والے نے ہماری عزت کرتے ہوئے، ہمارے احترام میں، ہمارا خیال کرتے ہوئے قبول کر لی لیکن دل سے اس کو اچھا نہیں لگ رہا ہے۔ یہ بات اُسے پسند نہیں آ رہی ہے لیکن بہرحال مولانا ہیں، بزرگ آدمی باپ کے برابر ہیں، اب انھوں نے کہہ دیا تو کیسے ان کے منہ پر ان کی بات کی تردید کریں؟ لوگ خاموش رہے دل میں بہرحال سمجھتے ہیں کہ یہ غلط ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ مومن بننے کے لیے خالی رسول کی بات کو مان لینا کافی نہیں ہے بلکہ دل میں بھی ذرا سی ناگواری بھی نہ ہو۔

دل میں خوشی محسوس کریں کہ حضورؐ نے جو یہ کہا ہے یہی ہمارے لیے خوشی کا بڑا پیغام ہے۔

لَا يَجِدُوْا أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا

ہاں، ایک چیز ہوتی ہے شیطانی وسوسہ آیا اور چلا گیا، آیا اور چلا گیا، آیا اور چلا گیا۔ یہ نہیں بلکہ باقاعدہ دل میں یہ خیال ہو کہ بھئی یہ بات مان تو لیتے ہیں لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔

جیسے آج کل کے بچے جو انگریزی اسکولوں میں پڑھنے کے عادی ہیں ایک جملہ اکثر کہا جاتا ہے No Fear۔ ٹھیک ہے ماں کی بات لیکن یہ انصاف نہیں ہے۔ ایسا دل میں آئے بھی نہ دل، یہ بھی رسولؐ کے حکم کے تابع ہو۔

وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

اور تیسری بات، یہ تینوں باتیں مل کر ایک ہیں لیکن اس کے تین الگ الگ پہلو بتائے گئے ہیں یعنی پیغمبرؐ کے ہر حکم کے سامنے اپنے سر کو جھکا لینا۔ قرآن کریم نے عورتوں کے سورۃ میں عظمتِ رسالت اور مومن کی پہچان بتائی اور اس میں وہ ساری باتیں جمع کردی ہیں جسے آج دشمن اسلام امریکہ اور یورپ سب سے زیادہ اسلام کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔

سامعین! آج کل ساری غیر مسلم دنیا پنجے جھاڑ کے ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ کیا کہتے ہوئے کہ اسلام نے عورت کے ساتھ انصاف نہیں کیا ہے۔ اسلام نے عورت کے حقوق ادا نہیں کیے ہیں۔ اسلام نے عورت کو دوسرے درجے کا شہری بنا کے رکھا ہے۔

اسلام عورت اور مرد کو برابر نہیں سمجھتا ہے۔ جو پروپیگنڈہ ہے اس میں ہمارے معاشرے کی مسلمان عورتیں مومن عورتیں بھی اس چکر میں چلی جا رہی ہیں۔ یہاں تک کہ کھل کے یہ جملہ کہا جاتا ہے کہ مرد اگر اسلام قبول کرلے تو ٹھیک ہے لیکن عورتوں کے لیے اسلام ہے ہی نہیں اور پھر شریعت کے دس ہزار مسئلوں میں سے ڈھونڈ و، ڈھونڈ کر چمٹی سے اٹھا اٹھا کر چار یا پانچ مسئلے لاکے رکھ دیے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے دیکھو یہ ہے اسلام۔ دس ہزار میں خالی پانچ مسئلے ہی اُن کو ملے لیکن ایسے مل گئے کہ اُن پر اتنا پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ ہماری اکثر بچیاں اب اسلام سے باغی ہیں۔ کیا کہنے کو ملتا ہے

ایک ہی بات کہ دیکھو اسلام میں عورت کی گواہی مرد سے مجارکھی گئی ہے یہ کوئی انصاف ہے؟ عورت بھی صاحب عقل ہے اور مرد بھی صاحب عقل ہے۔ کتنی ہی عورتیں ایسی ہیں جو عقل میں مردوں سے آگے ہیں۔ ہمارے تجربے میں بھی ہیں اور تاریخ اسلام میں بھی ہیں۔

جناب ام سلمہؓ کے مشورے پر رسولؐ اللہ نے یہ کہا کہ آج تک ایسا بہترین مشورہ کسی مرد نے مجھ کو نہیں دیا۔ ایک عورت تھی ام سلمہؓ اور کہا یہ جاتا ہے کہ دیکھو عورت مرد سے کم نہیں ہے لیکن اسلام میں عورت کی گواہی کو مرد سے آدھا رکھا گیا ہے۔ آپ یورپ اور امریکہ کے الفاظ کیا پڑھیں، پاکستانی اخبار پڑھ لیجئے وہی اخبار کافی ہے۔ نکاح اور طلاق، کہا جاتا ہے دیکھو یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک معاملے کے دو فریق ہیں لیکن طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیا گیا اور عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ بے چاری تڑپتی رہے ظلم سہتی رہے دنیا بھر کے مظالم اس پر کریں لیکن کچھ کر ہی نہیں سکتی اور مرد کو اتنا سر پر چڑھا دیا کہ ذرا سالن میں نمک تیز ہوا طلاق، طلاق طلاق باہر نکلو۔ ذرا روٹی ٹھنڈی ہو گئی طلاق، طلاق، طلاق باہر نکلو۔ اچھا گویا یہ طلاق، طلاق، طلاق ہی کی وجہ سے اسلام کھیل بن رہا ہے۔

کتاب آل محمدؐ کی شریعت میں طلاق اتنی آسان بات بھی نہیں ہے لیکن آسان ہو کہ مشکل یہ تو آخر طے شدہ بات ہے کہ مرد طلاق دے سکتا ہے اور عورت طلاق نہیں دے سکتی۔

اب بہکایا جاتا ہے یعنی ایک چیز بار بار دہرائی جاتی ہے کہ یہ کوئی انصاف ہے کہ ایک معاملے کے دو فریق ہیں لیکن ایک کو کھلی چھوٹ اور دوسرے کو قیدی بنا کے بٹھایا گیا۔ جو ناپختہ ذہن کی مالک بچیاں جن کے پاس دین کی معلومات کم ہیں وہ اس کی تعریف بھی کرتی جاتی ہیں کہ ہاں یہ بات تو صحیح ہے۔ یہ عقل میں تو آرہا ہے۔ تین چار مسئلے پوری شریعت میں ہیں۔

میراث، میراث ایک بات جو کہی جاتی ہے یہاں بھی ہم ان دشمنانِ اسلام کی آدمی بات کو مانتے ہیں۔ ایک بات کہی جاتی ہے کہ دیکھیں باپ ایک ہے تمہارا بھائی بھی اسی کی اولاد ہے اور تم بھی اسی کی اولاد ہو۔ بھائی ڈبل حصہ لے گیا تمہیں آدھا حصہ ملا۔ صرف اس لیے کہ تم عورت ہو۔ چلیں اگر اس بات پر میراث تقسیم ہو کہ والدین کی خدمت کس نے زیادہ کی اور پتہ چلا کہ ہاں بیٹے نے زیادہ خدمت کی اور وہ ڈبل حصہ لے جائے تو پھر بھی صبر آ جائے لیکن یہاں تو فیصلہ صرف اُس تقسیم پر ہوتا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا، میں تو خود اس کے خلاف ہوں۔ یہ وہ شے ہے جو دشمنانِ اسلام امریکن میڈیا اور یورپ کا میڈیا ہر وقت کہتا رہتا تھا۔ میں نے اس لیے کہا کہ اب تو پاکستانی میڈیا بھی وہی کہہ رہا ہے۔ جب میں چھ سال پہلے پاکستان سے چلا تھا ٹیلی ویژن، پی ٹی وی جو دُنیا بھر کے سارے ٹیلی ویژنوں میں شریعت مانا جاتا تھا۔ وہ ڈرامے، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے سنے ہیں۔ جن میں بچیوں کو یہ سکھایا جاتا تھا کہ طلاقیں کیسے لی جاتی ہیں؟ گھر کیسے چھوڑے جاتے ہیں؟

والدین سے کیسے بدتمیزیاں کی جاتی ہیں؟ اور ساتھ میں حدیثوں کے حوالے ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری کی فلاں حدیث میں لکھا ہے بچی اپنے باپ سے بحث کر رہی ہے گھر سے بھاگنے کی۔ یہ چھ سال پہلے کی بات ہے اب تو پاکستانی میڈیا اتنا ترقی کر گیا ہے خاص طور پر یہ جو نیا فتنہ آیا جسے جیو ٹیلی ویژن کہا جاتا ہے یہ جیو نہیں ہے یہ مردہ ہے مردہ۔

ہماری بچیوں کو، ہمارے مردوں کو، ہمارے نوجوانوں کو، ہماری عورتوں کو، سب کو یہ بھکا رہے ہیں لیکن خاص طور پر یہ بات کہ بھئی باپ دونوں کا ایک ہے پھر یہ فرق کیوں کیا گیا؟ دیکھیں اسلام میں یہ بات اپنی جگہ ہے چنانچہ جب کسی نے صادقِ آلِ محمد امام جعفر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا تھا کہ مولاؑ! آپ کے کئی بیٹے ہیں لیکن آپ اپنے بڑے بیٹے اسماعیلؑ سے سب سے زیادہ محبت کیوں کرتے ہیں؟ ایک

اسماعیلؑ ابراہیمؑ کے بیٹے تھے اور ایک اسماعیل چھٹے امامؑ کے بڑے بیٹے تھے۔ اور یہ وہ ہیں کہ جن کی امامت فرقے آج بھی مانتے ہیں جن میں سے ایک کا نام ہے آغا خانی اور ایک کا نام ہے؟ کہ یہ دو فرقے آج بھی ہیں جو اسماعیلؑ کو امام مانتے ہیں۔

اگرچہ اسماعیل خود باپ کی امامت کے قائل تھے لیکن خیر پوچھا کہ آپ ان سے محبت زیادہ کرتے ہیں تو چھٹے امامؑ کا جواب یہ نہیں تھا کہ یہ میرا بڑا بیٹا ہے اس لیے بلکہ کہا چونکہ اسماعیلؑ اپنے والدین کی زیادہ خدمت کرتا ہے تو جو اپنے والدین کا زیادہ خدمت گزار ہو ہم آلِ محمدؐ اس کا احترام زیادہ کرتے ہیں۔

ہاں یہ بات سمجھ میں آئی اگر اس کی بنیاد پر میراث تقسیم ہو کہ ہمارا بھائی باپ کی زیادہ خدمت کرتا ہے تو اس کو ڈبل حصہ ملے تو سمجھ میں۔ جرانا کلے سے ملا ہوا ایک علاقہ ہے۔ پیغمبرؐ اسلام نے اپنی زندگی کی آخری لڑائی وہاں لڑی یہ کم لوگوں کو معلوم ہے۔ بدر، احد، خندق، خیبر اور فتحِ مکہ تو لوگوں کو یاد ہے لیکن آخری لڑائی اس کے بعد ہے غزوۂ حنین، حنین، حنین اور یہ بہت اہم ہے یہ بہت اہم ہے۔ اس لیے کہ جنگِ اُحد میں جو لوگ میدان سے بھاگے تھے۔

قرآنِ کریم نے کہا کہ ہم نے ان کو معاف کر دیا۔ یاد رکھیے کہ یہ بہت اہم جملہ ہے چنانچہ غیر شیعہ حضرات اکثر وہ آیت لے کر آتے ہیں جو ہمارے بہت سے لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ قرآن میں ایک آیت یہ بھی ہے۔ کہتے ہیں دیکھیے آپ مذاق اُڑاتے ہیں کہ فلاں فلاں وہاں سے بھاگا تھا۔

قرآن کہہ رہا ہے کہ ہم نے ان کو معاف کر دیا تو آپ کون ہوتے ہیں ان کا مذاق اُڑانے والے؟ زیادہ بڑا اعتراض ان لوگوں کے بولنے پر یہی ہے کہ ایک بار اللہ نے احد میں تو معاف کیا لیکن یہی سارے لوگ حنین میں دوبارہ بھاگے جو قرآنِ کریم میں آ گیا۔ یہاں کوئی معافی خدا نے نہیں دی ہے تو عقل تو بعد والی چیز کو قبول کرتی ہے۔ نا خدا نے کہا اس میں کوئی معافی نہیں ملے گی۔ ایک بار معاف کر دیا،

دوبارہ معاف کر دیا ہمیشہ تو معاف نہیں کرے گا۔ غزوہ حنین، میں اِدھر نہیں جا رہا ہوں میں تو صرف یہ بتا رہا ہوں کہ اس جنگ میں جناب حلیمہ سعدیہ کا قبیلہ بھی تھا۔ کافروں کے ساتھ شریک تھا۔ وہ حلیمہ سعدیہ جس کے پاس رسولؐ اللہ کا بچپن گزرا ہے تو جب حلیمہ سعدیہ کا قبیلہ گرفتار کر کے لایا گیا۔ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہے فارمولا یاد رکھیے جہاں مسلمان میدان سے بھاگیں گے وہاں میرا مولاؑ ذوالفقار کی مدد سے ہارتی ہوئی جنگ کو دوبارہ فتح میں تبدیل کر دے گا۔ مولا کی وجہ سے دوبارہ اسلام جنگ جیت گیا۔ اب قیدی آ رہے ہیں اور آنے والے قیدیوں میں جناب حلیمہ سعدیہ کا بیٹا بھی آیا اور بیٹی بھی آئی اور یہ دونوں پیغمبرِ اسلام کے بچپن کے ساتھی ہیں۔ رسولِؐ خدا حلیمہ سعدیہ کے پاس پانچ سال کی عمر تک رہے تو حلیمہ سعدیہ کے اپنے بیٹے بھی تو تھے نا اور اپنی بیٹیاں بھی تو تھیں نا، پانچ سال کی عمر تک بس پانچ سال کے بعد نہیں لیکن اس وقت رسولِؐ خدا کے پانچ سال کی عمر کے جو ساتھی تھے (حلیمہ سعدیہ کا بیٹا) وہ بھی قید ہو کے آیا، حلیمہ سعدیہ کی بیٹی وہ بھی قید ہو کے آئیں۔ جناب شیما ان کا نام ہے شیما۔ جب حلیمہ سعدیہ کا بیٹا قید ہو کے آیا جو پیغمبرِ اسلام کا بچپن کا ساتھی اور دوست ہے اگرچہ رسالت بچپن میں بھی تھی نہیں کھلتی اور جوانی میں بھی نہیں لیکن ایک گھر میں تو رہتے تھے۔ پیغمبر اسلام کو دیا پیغمبر نے سلام کا جواب دیا بس اور جب شیما آئیں تو پیغمبرِ اسلام ممبر پر کھڑے ہوئے اور خاص عزت اور احترام سے اپنی جگہ پر ان کو بٹھایا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! بھائی اور بہن دونوں ساتھ آئے تھے اور دونوں آپ کے بچپن کے ساتھی ہیں لیکن آپ بہن کو اتنی عزت دے رہے ہیں اور بھائی کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ کہا اس لیے کہ یہ وہ ہے جو اپنی ماں کی زیادہ خدمت کرتی تھی۔

اب یہ اصول سمجھ میں آ رہا ہے جو باپ کی زیادہ خدمت کرے، جو ماں کی زیادہ خدمت کرے اس کو عزت زیادہ دی جائے، اس کا احترام زیادہ کیا جائے۔ اس کا حق زیادہ بڑھا دیا جائے۔ مگر پی ٹی وی سے لے کر جیو اور ٹیلی ویژن سارے یہ بات کر

رہے ہیں کہ اسلام میں یہ تو نہیں، اسلام میں تو یہ ہے کہ مرد کو ڈبل حصہ ملے چاہے انتہائی نالائق کیوں نہ ہو اور بیٹی کو آدھا حصہ ملے چاہے انتہائی فرمانبردار کیوں نہ ہو اور مسئلہ ہے واقعاً یہی ہے فرمانبرداری اور نالائقی کا تعلق قیامت کے سوال و جواب سے ہے، دنیا میں عزت اور احترام سے ہے لیکن دولت کی تقسیم سے نہیں ہے اور یہ یاد رکھیں کہ ہمارا اور آپ کا تجربہ بھی ہے کہ بیٹیاں اپنے والدین کی زیادہ خدمت کرتی ہیں جو بیٹے نہیں کر پاتے۔ یہی وجہ ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ جو قرآن کی ایک آیت ہے:

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ۔ (سورۂ کہف، آیت:46)

ایک آیت ہے قرآنِ کریم کی، مال اور بیٹے یہ خالی دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ اللہ کے پاس تو بہتر چیز ہے، باقیات صالحیات رہ جانے والی نیکی، وہاں پر مکان اور بیٹے نہیں چلیں گے اللہ کے پاس، صرف دنیا میں چلیں گے تو کسی نے پوچھا معصوم سے کہ مولاؑ! اللہ کے پاس جو چلنے والی چیز ہے وہ کیا ہے؟ تو امامؑ نے فرمایا: بیٹیاں، بیٹیاں باقیات الصالحات ہیں۔ بیٹے خالی دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ یہ بیٹیاں ہیں جو اللہ کے پاس بڑا رتبہ بھی رکھتی ہیں اور ماں باپ کے لیے دنیا میں بھی کام آتی ہیں ان کی خدمت کر کے اور آخرت میں بھی۔ امامؑ نے فرمایا اور یہی جملہ ہمارے مراجع کا ہے۔ امام خمینیؒ کے ایک شاگرد کہتے ہیں نا کہ جب میری شادی ہوئی تو امام خمینیؒ نے مجھے مبارکباد دی۔ ''امام خمینی کے حالات'' یہ ایک کتاب اُردو میں بھی چھپی ہے ''سایۂ آفتاب'' اس میں بھی یہ واقعہ ہے۔ پھر شادی کے ایک سال بعد میرے ہاں بیٹا ہوا۔ میں لے کے گیا ان کے پاس، بیٹے کو گود میں لیا اور مجھے مبارکباد دی۔ اگلے سال بیٹی ہوئی جب بیٹی کو لے کے گیا تو تین بار مبارکباد دی اور تین بار اس بچی کے لیے دعا کی اور کہا کہ بیٹیاں بیٹوں سے بہتر ہوتی ہیں۔

# ادارے کی دیگر کتب